

# میری ناکامیاں اور ہومیوپیتھی کی کامیابیاں

ہومیو پیتھی کی نئی باریکیوں پر ایک مسکند کتاب

WhatsApp No. 0091-9422884848

اقراء

ڈاکٹر مرزا انور بیگ

ڈاکٹر مرزا انور بیگ کی کامیابیاں

میرے استاد محترم ڈاکٹر مرزا انور بیگ صاحب کی یہ کتاب احباب کی نذر

## MERI NAAKAMIYAN AUR HOMOEOPATHY KI KAMIABIYAN (DR. MIRZA ANWER BAIG)



### حجۃ ڈاکٹر بیگ کے بارے میں

حجۃ بیگ برائے علم و سائنس کے علم طب کو آخر ہی سے اردو کے قلب میں ڈھلنے کی بات آئے گی  
ڈاکٹر مرزا انور بیگ کا تذکرہ ضرور ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب کی عمر ان کے ذاتی تجربات پر مشتمل ہوئی ہے۔  
قاری کو یہ یوں بھی ملے کہ ڈاکٹر مرزا انور بیگ سربو کو پشپ دیتے ہیں۔ پشپ والا اور نکلیں  
ہوتے۔ یہ مسئلہ کیا ہے کہ مائیں اور طب کو اس قدر دلچسپ ہے اسے میں نہیں لیا جائے۔

مشہور سائنسدان اسماعیل یونس نے کہا تھا کہ وہ اپنی ناکامیوں کے لیے حد شکر گزار ہیں۔ اگر یہ نہ ہو تو  
انہیں اپنی غلطیوں کا احساس نہ ہوتا۔ نہ سمجھنے کو سوچ تھا۔ ڈاکٹر مرزا انور بیگ کی کتاب "میری  
ناکامیاں اور ہومیوپیتھی کی کامیابیاں" کو اس دوسرے میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس سے  
نکل بھی اپنی کامیابیاں نکال لی ہیں۔ ان کی کتابیں پڑھنے والوں میں سچے عقول ہوئی ہیں۔ اب انہوں  
نے اپنے اسکرین میں مزید اضافہ کیا ہے۔ اسے شامدار بنانے کا ارادہ ہے۔

طب کی بنیادیں آج بھی جو کچھ ہمارے اس کا اندازہ اس کتاب سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے  
چچا لہ غیر ضروری دوا میں دیا دیکھا علاج کرتا، پھر اسے مرض کو دیکھ کر دوا دے گا اور خطرناک دوا کے قرار دے کر مرنے  
کو دے گا۔ ڈاکٹر مرزا انور بیگ نے ان تمام چیزوں پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔ آخر ہی زبان میں اس  
مرض کی کتابیں ضرور نکلیں چاہی ہیں۔ لیکن اردو میں اس نوع کی کتابوں کا فقدان رہا ہے۔  
ڈاکٹر مرزا انور بیگ اس نتیجے کو دیکھ کر پاکستان پر یوں ہی کہیں گے کہ اس دے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو اس کا پورا  
کریڈٹ جاتا ہے کہ وہ ضرور اسے پڑھنے والوں کو مائیں اور طب کے خلیک مضامین سے روشناس کراتے  
ہیں۔ ہم اردو والوں کو چاہیے کہ ڈاکٹر مرزا انور بیگ کی اس نئی جہش کو اپنا کچھ لیں اور دھوم سے  
اس کا سواگت کریں۔

سارون رشید منشیگ

MARKHAAR PUBLICATIONS (MARKHAAR CLINIC)

13, Immamli Road, Near Mogha (Wazir), Shadi Bazar, Muzaffarabad 100 003,  
Tel: 3774002, 371 9755, Fax: 3754002

# مقدمه

ڈاکٹر مرزا انور بیگ کی نئی کتاب "میسری ناکامیاں اور ہومیوپیتھی کی کامیابیاں" سیکھنے سکھانے کی سمت میں ایک قابل تقلید کوشش ہے۔ ہر معالج کا عیامیوں کے ساتھ ناکامیوں سے دوچار ہونا درمیانہ ہے۔ لیکن ہر معالج کو تو اپنی ناکامیوں کا در و مندی کے ساتھ تجربہ کرنا ہوتا ہے، نہ تو اسے کچھ سیکھ پاتا ہے۔ یہ تو اور بھی جرات کی بات ہے کہ اپنی ناکامیوں کا ہر رنگ دہلے احترام بھی کیا جائے۔

۴۱) سنا کامیوں کے تذکرے اور تجزیے کے بعد انہوں نے کامیاء میں کا ذکر بھی کیا ہے۔ لیکن ان کا سہرا ہدیہ میو، پتی کے سر بان دھا ہے۔ اُدھر اُنکسار ہے، اُدھر اعتبار۔

ہاں اگرچہ اس کے ذرا سامنی اور اذہاں نے پہلے ہی اردو قارئین کا دل جیت لیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کتاب کی پذیرائی ان کی توقع سے زیادہ ہوگی۔ مجھے یقین ہے کہ ان کے قارئین کو پھر بھی ان دو کتابوں کا بے یقینی سے انتظار رہے گا جو اصول فن اور ادوات سے متعلق ہوں۔

ڈاکٹر فقیر محمد کے

© شاہد بیگ

**جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں**

نام کتاب : میری ناکامیاں اور ہومیو پتھی کی کامیاہیاں

: ڈاکٹر مرزا انوریگ

ایم. بی. بی. ایس۔ ایم۔ ڈی (ایس۔ ایم) ، بی۔ ایچ۔ ڈی ۔  
 ڈی. ایچ. ایم. ایس۔ ممبر (کامیڈی کورم) میونسپلٹی کونسل (جنرل  
 سٹریٹریٹس) ، ممبر میونسپل ٹیک میڈیکل سٹن (قرہ پورم) ،  
 ممبر رائل سوسائٹی آف ویٹ (لندن)

۲۰۰۰ء

## اشاعت اول

100 100 100

فَجَمَعَتْ

15

سریلنکا

پیشانی

تاسر

۱۳۰۰ امام بالہ روزہ نمبر ۱۰۰۰ مغل مسجد، ہینڈی بازار، ممبئی۔ ۳۰۰۰۰۰

فون : 8116765 ، 3774002 فیکس : 3754069

اطہر عزیز  
پروپرائٹر

اول شایسته کشتار می‌باشد

ماہانہ اخراجات، سکول فیس، طبی اخراجات، ٹرانسپورٹ، ٹیوشن، کتب، وغیرہ 400000 روپے

نیو اتھارٹی، ننگر ہریس، بھادروی، مہنگی میں طبع کر کے شائع کیا

## پیش لفظ

تقریباً دس بارہ برس قبل اردو نامہ "اور انقلاب" میں شائع ہوئے سلسلے وار کالموں میں جو سب سے زیادہ مقبول عام ہوئے ان میں "میری ناکامیاں" کا سلسلہ دلچسپ تھا اور جس کے کچھ حصوں کو نکپا کر کے پانچ برس قبل ایک کتابی شکل دی گئی تھی لیکن چند وجوہات کی بنا پر اس کتاب کی اشاعت نہ ہو سکی۔ اللہ کو شاید یہی منظور تھا۔ اور اب جبکہ دنیا کے ہومیوپیٹھی میں میری کامیابی کے چرچے کم و بیش دنیا بھر میں ہیں میں اپنی ناکامیاں پیش کر رہا ہوں۔

اس کتاب کے تعلق سے زیادہ کچھ کہنا نہیں ہے۔ یہ کتاب ایک عام قاری کے لئے دلچسپی کا سبب تو ہے ہی مگر ہر اس معالج کے لئے بھی مشعل راہ ہے، بالخصوص وہ کہ جو اپنے مریضوں کے لئے فکر مند رہتا ہے اور علاج معالجے میں بخشنے نہیں کرتا اور نہ ہی متعصب ہوتا ہے۔ تمام قسموں کا مقصد بیمار کو شفا سے دستبردار کرنا ہے۔ شفا خدا کا دین ہے مگر طبیب ذریعہ۔

ہومیوپیٹھی نیچر یعنی فطرت کے اصولوں پر مبنی آسمان اور شفا بخش علاج ہے مگر اب بے اثر مانا جاتا ہے۔ اس کی وجہ شاید ہماری سرکار پبلور کی کرم فرمائیاں ہیں جس نے ہومیوپیٹھی طب کو ایلوپیٹھی کے سانچے میں اچال کر پیش کرنا چاہا ہے۔ اب ہومیوپیٹھی میں کسی ایلوپیٹھی کی طرح مکہ بند پینٹ نیچر ہیں اور اس کے مریض اس بھرم میں مبتلا ہوتے ہیں کہ وہ ہومیوپیٹھک علاج کو راہ ہے ہیں۔ جو معالج ایلوپیٹھک دواؤں کی طرح ان کا استعمال کرتے ہیں وہ اپنا دار ہومیوپیٹھی دواؤں کا نقصان کرتے ہیں۔ کیونکہ ایلوپیٹھی کی طرح Symptomatic Treatment یعنی "ہر تکلیف کے لئے دوا" کیا آ رہا ہے کہ مہمیت نگاہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیسویں صدی میں مرقع ہمارے دوائی ملائیوں نے جو طبیعتیں دی ہیں وہ ایڈ ڈار کیلبر کی طرح

ہیں اور جن کی فہرست بہت لمبی ہے۔ طبی اصطلاح میں ان مراض کو Iatrogenic Disease یعنی "جدید علاج معالج کی دین" کہتے ہیں۔ اس طرح کی ہومیوپیٹھی عطائی کہلاتی ہے مگر افسوس کہ یہی مقبول بھی ہے۔

قوامین قدرت کے مطابق دی گئی ہومیوپیٹھک دوا کی مثال اس لالت کی طرح ہے کہ جس سے اسکو فریامو فرمایا گیا کہ لالت لالت کرتے ہیں۔ مطلب یہ کہ دوا کی یہ لالت قوت حیات کے اس مرکز پر پڑتی ہے کہ جو زندگی کا سرچشمہ ہے اور جس کے بعد زندگی کی لڑکھرائی ہوئی گاڑی دوبارہ چل پڑتی ہے اور پھر مریض کو مکمل طور پر شفا یاب کرنے کا یاقی ماندہ کام یہ طاقت خود اپنے طور پر کر لیتی ہے۔ اس طرح ہومیوپیٹھی کی شفا بخش دوا کی خوراک بس ایک ہی ہوتی ہے اور یہی فن ہے۔

ہومیوپیٹھی غریب پرور مستاعلاج ہے مگر اس کے معالجوں کی اکثریت عطیائوں کی ہے جو اس کی فنی گہرائیوں سے نااہل ہوتے ہیں چاہے وہ سندیافنسی کیوں نہ ہوں۔ اہل فن کے نزدیک ان کی حیثیت بنیانی کی نری جیسی ہے۔ وہ تو اچھا ہو کہ ہماری سرکار عالیہ نے ایسے معالجوں کو ایلوپیٹھک سطح استعمال کرنے کی چھوٹ دے دی ہے ورنہ ہومیوپیٹھک دواؤں کے اندھا دھند استعمال سے مریضوں پر تو خیر کم ظلم ہو تا البتہ ہومیوپیٹھی پر زیادہ میں نے یہ پوری کوشش کی ہے کہ اس کے مشکل اور فنی پہلوؤں کو آسان بنا کر پیش کروں۔ اب اس کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوں نہیں جانتا۔ مجھے لوگوں کی آرا کا انتظار رہے گا۔

ہومیوپیٹھی سب کے لئے ہے چاہے وہ مریض ہو یا معالج

مرزا انور بیگ

مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۹۹ء



## میری ناکامیاں

تمیث کے ایک نوجوان "پچھتے ہیں، ڈاکٹر صاحب کیا آپ کے ہاتھوں کوئی ٹیکس نہیں ہوتا ہے اگر ہوتا تو ان کا تذکرہ کرنا کیا کوئی گناہ ہے آپ کے کاغذوں یا آپ کی تحریر پر کردہ قضاہوں میں بھی ایسا کوئی ڈاکس نہیں ہے۔

اس نوجوان نے ہم سے یہ سوال پوچھ کر ہم پر واقعی حملہ کیا ہے، ہر ایسی ناکامیوں کا تذکرہ ضرور کریں گے۔ ناکامیاں مشعلی راہ ہوتی ہیں۔ ناکامیوں سے آدمی سیکھتا ہے اور آئے والی نسلوں کی رہنمائی کرتا ہے۔

ناکامیوں سے ہماری مردانگیوں سے نہیں جو برسہا برس سے کسی پانی ہماری میں مبتلا تھے مگر فوراً آرام چاہتے تھے بلکہ ان کیسوں سے ہے جن میں واضح علامتیں تھیں۔ لیکن یا تو اس وقت کچھ میں نہ آئیں یا کوئی دوسرا سبب آڑے آگیا یا پھر کچھ سے ہی کوتاہی ہوئی۔

پہلیا کیس ایک فلم پروڈیوسر کا تھا۔ بہت بڑے فلم پروڈیوسر ڈاکٹر بھی۔ ان کے نام کی طرح ان کا قدر بھی ادا تھا۔ ڈبل پتلے اور ساتواں رنگت کے اپنے بہت بڑے اسٹوڈیو کے کانسٹریکشن میں تنہا بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کو یہی رہی تھی بڑی تھی یعنی ڈیا ریٹس، جس کی وجہ سے ان کو کمزوری تھی۔ سائنس ٹیچوٹی تھی۔ درکار عرصہ ہوتا تھا۔ کوئی تھی تھی وغیرہ وغیرہ۔ وہ مشہر ٹھہر کر بیٹھے تھے انداز میں گفتگو کرتے تھے۔ ایک گھنٹہ سے زائد ان کے ساتھ بات چیت ہوتی۔ لیکن اس دوران انھوں نے اپنی شکایتوں کا ہی تذکرہ کیا یا ان نسلوں کا جس کا وقت تھا وہ استعمال کیا کرتے تھے۔

ان کو ایسی علاج پر زیادہ بھروسہ تھا مگر علاج ڈاکٹری کروا لے۔ شروع میں ان کی شکایتوں کے مطابق دوا دی جس سے ان کو آرام ضرور تھا لیکن مکمل نہیں۔ وہ پوری طرح صحت یاب نہیں ہوتے تھے۔ ایک بار ان کو پھر دم کا شدید عارضہ ہوا۔

اس بار وہ گھر پر تھے اور پہلے سے زیادہ کمزور نظر آ رہے تھے۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ دم کے شدید دورے کے دوران ایلوپیتھک دواؤں کا استعمال کیا گیا تھا۔ اس بار انھوں نے اپنی شکایتوں کے علاوہ اپنے مزاج کے متعلق بھی بتانے کی ضرورت سمجھی۔ وہ ایک زمیندار گھرانے سے تھے۔ اپنے لڑکپن کا ایک واقعہ سناتے ہوئے بولے۔ ان دنوں کی بات ہے کہ جب کسان مزدور تاج سے بھری گاڑیاں لا کر ان کی ڈیوڑھی پر خالی کرتے تھے۔ ہر کسان اپنی گاڑی کے نیچے ایک چادر باندھ کر رکھتا تھا تاکہ راستے میں تاج کی بورے سے جو غلہ گرے وہ اس چادر میں جمع ہوتا رہے۔ گاڑی خالی کرنے کے بعد کسان مزدور اس چادر کا غلہ اپنے پاس رکھ لیا کرتے تھے لیکن جب یہ وہاں موجود رہتے تو ان کو اور کم تکلف اپنی چادر چھڑانا پڑتی تھی۔

یہ منظر ان کے چچا بھی دیکھا کرتے تھے۔ ایک روز بچا کر ان کو یہ سمجھا دیا کہ کسان جب اپنی چادر کھولتا ہو تو منہ دوسری طرف کر لینا چاہیے تاکہ چادر کو غلہ کے ساتھ رکھنے میں اس کو ضرر نہ ہو۔ کیونکہ چادر کا غلہ اس کی قسمت کا ہوتا ہے۔ اس طرح انھوں نے یہ بات سیکھ لی اور پھر یہ ان کے مزاج کا ایک حصہ بن گئی۔ اب جب کسان ڈیوڑھی پر تاج لاتے اور اپنی چادر کھولتے تو وہ اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیتے تاکہ انھیں ضرر نہ لگے نہ ہو۔ جب وہ یونیورسٹی میں پڑھنے گئے تو ایک روز ان کے کمرے سے ان کی کچھ کتابیں غائب ہو گئیں۔ کتابوں کے کھونے کا ان کو خاص غم نہ تھا۔ ہو سکتا تھا اس طرح کی چوریوں سے ان دن ہو جاتی تھیں۔

نہ جانے کیسے کیسے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اسے اور جس شخص کا یہ مزاج ہو گیا ہو کہ وہ سارے قتلے کو بھی شرمندہ نہیں دیکھنا چاہتا بلکہ دوسری طرف منہ کر لیتا ہے۔ اب آپ اندازہ لگائیے کہ بعض اوقات یہ علم اسے گہرے ہوتے ہیں کہ دیکھ کی طرح سارے جسم کو چاٹ جاتے ہیں۔

فریاد بیٹھس ایک دیکھ ہی قہقہے۔ جب عمل دل کی گہرائیوں میں اتر گئے ہوں تو اس مریض کی دوا ہے ایسٹھ فاس، چلپے اسے دیا بیٹھس جو کئی ہویا ایڈرن۔

ہو بیٹھس کا کلاسیک فن ہے اور یہ فن کسی یونیورسٹی کی ڈگری لینے سے نہیں آ جاتا بلکہ یہ فن آتا ہے ریا حق دہر کے بعد اور کسی استاد کی رہنمائی سے۔

دوسرا بیٹھس بھی علمی دنیا کی ایک قدر آور شخصیت کا تھا اور ان کا عمل تھا ادنیٰ تھا، دیکھنے پتلے تھے مگر رنگت گہری سا نولی تھی اور ہاتھ میں پان کا ڈبرے کر چلنے کی عادت تھی ایک زمانے تک بڑی بڑی اور مشہور فلموں کے ساتھ ان کا نام وابستہ رہا مگر اب ٹرولرے میں گنہاری کی زندگی بسر کر رہے تھے۔

پہلی بار جب وہ میرے پاس آئے تو تھکنا ہو رہی تھی کی ایک مشہور کتاب لاشے تھے وہ اس کو ہماری نذر کرنا چاہتے تھے اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ ہو بیٹھس میں چھا خادہ مرض رکھتے تھے لیکن اپنا علاج کرواتے کہے لئے ہمارے پاس آئے تھے۔

اُن کو کھانسی کی شکایت تھی، دیکھنے کی کھانسی، کھانسی کھانسی دم پھول جاتا، صابن لے جھاگ کی طرح باغ آتا تھا۔ کھانسی رات کو زیادہ ہوتی تھی۔ چھلنے میں کمزوری تھی۔ وہ بات زیادہ کرتے تھے۔ اپنے اشعار بھی سنتے تھے اور دوسروں کے بھی بات بہت زیادہ کرتے تھے۔ ہنس ہنس کر لیکن وزن دار باتیں۔

ایک دن وہ اپنے دوست کے کمرے میں گئے وہ کہیں اس کی چار پائی کے نیچے رکھی تھیں دوست کے آنے سے پہلے انھوں نے پینک کی چادر کو ذرا نیچے کھینچ دیا تاکہ کتے ہیں ڈھلک جائیں اور یوں ان کے دوست کو شرمندگی نہ اُٹھانی پڑے ان دونوں باتوں سے میں نے ان کے مزاج کا اندازہ لگایا لیکن ان کی تشریح نہ کر سکا تھا۔ اس کا مفہم تو بہت بعد میں سمجھ میں آیا۔ میں ان کی کھانسی اور دم کشی کی علامتوں کی طرف اُبھار ہوا اور ادنیٰ کے مطابق لٹے جو ریز کرنا رہا۔ ان کے کارندے آئے پڑے کسی ایک تکلیف کو آرام آتا تو دوسری ہوتی اسی طرح کچھ روز گزر گئے آج وہ کس حال میں ہیں اس کا علم نہیں۔ میں یقیناً اس کیس میں ناکام ہوا تھا۔ میں ان کی ہستی کو کھنڈ کر سکا تھا۔ ان کو پہچان نہ سکا تھا۔ ہو بیٹھس ہی تو ہے کہ آپ نے اس مریض کو کیا کھا۔ مریض کی تشخص میں تو اصل بات ہوتی ہے اور یہی کلاسیک ہو بیٹھس تھی ہے۔ بیماری کا دوا تو کائناتی سطح پر ہوتا ہے جب کہ ہنس بیمار ہو تو بیماری اس وقت اثر انداز ہو سکتی ہے کسی جراثیم یا وائرس میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ وہ ایک صحت مند وجود کو بیمار کر سکے۔

میں نے ان کی کھانسی دوستے اور فریاد بیٹھس کی علامتوں کو دیکھتے ہوئے نیز ان کے قد اور رنگت کو دیکھتے ہوئے فاسفون جو ریز کی تھی لیکن وہ فاسفون نہ تھے اس لئے ٹھیک نہ ہوئے۔ ان کی دوائی ایسٹھ فاس ہے مجھے بعد میں سمجھ میں آئی ہاں کا حکیم طور پر کہ جس شخص کے مزاج میں ایسی قیامت ہو کہ وہ دوسروں کو شرمندہ ہوتا نہ دیکھ سکے وہ اپنی ہی زندگی میں کس طرح متاثر ہوتا ہوگا انھوں نے اپنی ذاتی زندگی کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا۔ مگر یہ سمجھنے کی بات تھی ایک انسان کی زندگی میں کتنے ایسے واقعات آتے ہیں۔ کبھی دوست کی دغا بازیوں کہیں بیوی یا مستحقہ کی بے وفائی

جو شخص اپنا سیت سے ملے اور نقد بھی لائے اس کی دو اشیں کرنے میں کوئی دشواری نہیں تھی۔ یہ تو بالکل صاف کہیں تھا اور اسی سبب سے میں نے ان کے لئے فاسفورس طاقت میں جس صفت دونوں کہیں بخور کریں۔ میں جتنا پڑھتا تھا اتنا ہی نیکو نتیجہ سامنے آتا۔ دوسرے وقت ان کے گھر سے ایک فرد کا وہ بلال ان کو رات بہت تیز بخور لگتا تھا ان کی حالت بہت نازک ہے میں اس شخص کی باتوں میں لگتا اور ان کے لئے ان کے بخور کے لئے علاقوں کے مطابق ایک دوا بھجوا دی۔ بخور تو آتے گئے لیکن اب وہ لاغر ہو چکے تھے اپنے گھر سے میں اپنی چار پانی پر پڑے ہوئے تھے۔ نقاہت اور کمزوری حد سے زیادہ تھی بداحوال، ششاقویں نے یہ مزوری کھا کر ان کے گھر جا کر ان کی زوجہ کی جانشین۔

دوسرے روز صبح میں ان کے گھر پہنچا وہ اپنی چار پانی پر یوں دراز تھے گویا درسا بھی جنش ذکر سیکھ گئے۔ سامنے پیکہ زبان رکھا ہوا تھا۔ جو کہ پان کی پیک اور بلغم سے بھرا ہوا تھا۔ اس عالم میں بھی ان کا پان کا شغل جاری تھا۔ سرسری طور پر میں نے ان کے کمرے کا جائزہ لیا۔ ہر طرف کتا ہیں ہی کتا ہیں تھیں۔ وہ اپنے ایک خیر خواہ کے گھر پر رہتے تھے۔ ان کے بڑے بچے دوسرے ملک میں تھے۔ تھوڑی دیر یوں خاموش رہنے کے بعد ان میں اچانک توانائی نمودار ہوئی۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئے اور بولے۔ بڑی گرم فرماں کی آپ نے جو مجھ کو دیکھنے آئے اور پھر وہ بولتے ہی رہے۔ بیچ بیچ میں اپنے اشعار بھی مسند تے جلتے۔ مطلب یہ کہ جتنی دیر ہم وہاں بیٹھے رہے ان کی سنتے رہے۔ اب ہم کو اپنی غلطی کا اندازہ ہو گیا تھا۔ وہ ہر لحاظ سے فاسفورس تھے۔ فاسفورس نے ان کے اندر تحریک شریعہ کر دی تھی۔ بخور اسکا کے پیش نظر ہوا تھا۔ جس کے بعد مکمل شفا یقیناً تھی۔ لیکن علاج کے لئے دوا دیکھ ان کے اندر کی تحریک کو میں نے ختم کر دیا تھا۔

میں غلطی تھی۔ بخور تو ٹھیک ہو گیا تھا لیکن نقاہت اور کمزوری لوٹ آئی تھی۔ اب بخور ان کی نقاہت اور کمزوری کے مطابق نسخہ بخور کرنا تھا۔ پھر یہ سلسلہ شروع ہو گیا کمزوری ٹھیک ہوئی تو کھانسی شروع ہو گئی۔ کھانسی کم ہوئی تو بخور لگایا۔ ایسا کیس بھر قابو میں نہیں آتا۔

اب سر میں کوئی کچھ دوا ملتی ہے تو اس کے اندر ایک انقلاب برپا ہوتا ہے۔ ایسے مریض کو اس کی تکلیفوں کے مٹانے کی دوا نہیں دینی چاہیئے۔ البتہ اس پر بخورانی تھی چاہیئے۔ اکثر تکلیف کے بعد مکمل آرام شروع ہو جاتا ہے اور مریض پورے طور پر دفع ہو جاتا ہے۔ اگر مریض میں تکلیفوں کا سلسلہ طویل ہو جاتا ہے اور اس کی حالت بگڑ رہی ہے اس صورت میں اپنے نسخہ پر نظر ثانی کرنا چاہیئے۔ ورنہ معالج کو اپنا نہ دوسری طرف کر لینا چاہیئے۔

یہاں میں نے اپنے دو ناکہ کیسوں کا تذکرہ کیا ہے۔ پہلا کیس دیا بیٹس کا تھا اور جس کی دوا الیٹڈ فاس تھی دوسرا مریض فاسفورس کا تھا اس کوئی ملی تھی۔

الیٹڈ فاس کی علامات میں عموماً ایسے حالات کے سبب رونما ہوتی ہیں جب ان کی وجہ گہرے صدمات ہوں۔ جبکہ فاسفورس اپنے احساس کی وجہ سے بیمار پڑتا ہے۔ اپنی چھٹی حس کی وجہ سے بیمار پڑتا ہے۔ جس چاہ رہے کہ ان دونوں دواؤں کے ٹرنے مکمل تاریخ کے دو شہور یاد شاہوں سے ہوں۔

شہنشاہ شاہجہاں جن حالات میں بیمار پڑا تھا کہ ایک ہی رات میں اس کے سر کے سارے بال سفید ہو گئے تھے۔ یہ علم اس کے اپنے بیٹے نے دیکھ لیا تھا۔ الیٹڈ فاس ہے۔ یقیناً شاہجہاں کی دوا الیٹڈ فاس تھی اور باہر کی دوا تھی فاسفورس۔



بارہ لے اپنے بیمار بیٹے کے سر لے کر یہ دعا کی تھی کہ خدایا اس کی بیماری اُسے  
 دے اور اس کے بیٹے کو اچھا کر دے اور اس دعا کا اثر یہ ہوا تھا کہ باہر دوسرے  
 ہی روز بیمار بچہ گھبرا گیا اور اس کا انتقال اسی بیماری میں ہی ہو گیا۔ اس کا بیٹا بھی اسی  
 مبتلا تھا۔ یہ فاسفورس ہے۔  
 فاسفورس اس قدر جلد اثر قبول کرتا ہے۔

عجیب و غریب مرض جو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا گیا۔

اب ایک ماہ کی بچی کے کیس کا ذکر ہے اس کو بھی اپنی ناک میوں میں شائل کرتا  
 ہوں۔ حالانکہ یہ کیس میری بہت بڑی کامیابی تھا۔ اس کی پیدائش کے دوسرے  
 روز ہی اس کے بدن پر بڑے بڑے پھالے پیدا ہو گئے تھے اور جو بڑھ کر بڑے بڑے  
 پھچھولوں کی شکل اختیار کر لیتے تھے ان پھالوں میں پیپ اور پانی بھرا ہوتا تھا  
 اور یہ بڑھتے ہی جلتے تھے اس وقت تک کہ جب تک ان کو سوئی سے پھوڑا نہ جاتا  
 یا قہقہے سے کاٹا نہ جاتا۔

اس ننھی سی بچی کی آنکھوں پر ٹوٹوں اور ناخنوں میں بھی یہ پھالے پھیل گئے تھے  
 اور اس کی آنکھوں کی پلکوں سے خون بھرتا تھا۔ اس کی پلکیں ایسی معلوم ہوتی تھیں  
 جیسے کسی چوہے نے انھیں کھسک لیا ہو۔ اور اس میں سے اس طرح خون چمکتا تھا گویا کہ  
 اسے صلیب پر لٹکا دیا ہو۔ بڑے سے بڑا جگر والا شخص بھی اس بچی کو ایک نظر دیکھ نہیں  
 سکتا تھا۔ وہ کچھ ایسی ہیبت ناک وجوہیں گئی تھی۔

وہ بچی دوسرے شہر سے بمبئی لائی گئی تھی اور یہاں ایک بڑے اور قیمتی اسپتال

میں زیر علاج تھی۔ بڑے بڑے ڈاکٹر اور ماہر اس کے معائنہ کرتے۔ ریسرچ کرنے والے  
 ڈاکٹر بھی اس کے معائنہ کرتے مگر یہ مرض نہ دیکھا گیا نہ سنا گیا تھا۔ وہ واقعی ایک عجیب  
 و غریب مرض تھا جو ایک معمولی سے پھالے سے شروع ہوا تھا اور دیکھتے دیکھتے ایک بڑا سا  
 پھچھولہ بن جاتا تھا اس وقت تک بڑھتا ہی جاتا تھا جب تک اُسے پھوڑا نہ جاتا۔ پھوڑنے  
 کے لئے اُسے کا سنا پڑتا تھا کہ بڑے پھچھولے پر پوری جلد کو اکھاڑ کر پھیلنا تھا اور پھیلنے  
 پہلے اُسے پھوڑا نہ جاتا تو بالکل مکمل غبارے کی شکل اختیار کر لیتا تھا۔ پھر اُسے  
 کے بعد وہ خشک ہو جاتا تھا۔ اس کے بعد دوسری جگہ سے نکلتا تھا۔ اس طرح بچی کی تمام  
 جلد اس کے زخموں اور پھچھولوں سے بھری پڑتی تھی ان زخموں کے چھونے سے خون بھی  
 نکلتا تھا۔ تکلیف سے وہ روتی تھی لیکن برداشت بھی کرتی تھی۔ ایک ماہ کی بچی میں اتنی  
 ہیبت تھی کہ اتنی خطرناک بیماری کو ہمیں ہی تھی۔

تمام علامتوں پر غور کرنے کے بعد میں اس تجویز پر پہنچا کہ یہ قدرتی مرض ہے۔ یعنی وہ  
 مرض کہ جس کا وجود کائناتی سطح پر برتا ہے۔ ایسا مرض کسی جراثیم یا دائرہ کی وجہ سے  
 پیدا نہیں کیا گیا۔ یہ جراثیم اس میں بعد میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایسے قدرتی مرض ایلو پیٹھک  
 علاج سے ٹھیک نہیں ہوتے۔ ایلو پیٹھک علاج سے تو صرف وہ افراد شفا پا سکتے  
 ہیں کہ جن کا سبب کوئی ظاہری ہو کیونکہ ایلو پیٹھک ایسا دوائی کی خوردبینی آنکھ اتنی  
 تیز نہیں ہوتی کہ وہ باطن میں بیماری کے سبب کو تلاش کر سکے۔ یہ بھی کسی جراثیم کا شکار  
 نہیں ہوتی تھی بلکہ اپنا والدین کی کڑیوں کا پھیلنے سے پیدا ہوئی تھی۔ یہ پیداؤشی مفلس  
 تھا آنشک کا فساد۔

یہاں میں نے تین باتوں کو اہمیت دی۔ پہلی بات یہ کہ پھچھولے اور تمام انسانی سے

شروع ہوا تھا۔ دوسری بات یہ کہ پھیپھوں اور چھالوں کی رنگت مجھری تھی اور تیسری بات یہ کہ ان کے زخموں کو پھوسنے سے خون نکلنے لگتا تھا۔ پس ان تینوں علامتوں کی روشنی میں ٹائٹریک ایسڈ یافتہ ہو میں صرف ایک خوراک دوا دی گئی۔ ٹائٹریک ایسڈ دافع سفلس ہے۔ ایک خوراک سے حیرت انگیز نتیجہ سامنے آیا۔ دوسرے ہی روز سے تمام جھالے ٹھیک لگنے اور زخم ٹھیک ہو گئے۔ دو تین روز میں یوں معلوم ہوا کہ اس بچی کو کبھی پھالے ہوئے ہی نہ ہوں۔ وہ ٹھیک ہو گئی تھی۔

لیکن — بائیکن ہیری بد قسمتی تھی میں اس حیرت انگیز کیس کو یوں ٹھیک ہونا دیکھ کر چاہتا تھا کہ اس کے معالج اور دوا ریسرچ اسکالرز ماہرین بھی اس بچی کو دیکھیں اور جو میڈیسن کی صد اقول پر ایمان لے آئیں یہ ان کے لئے ریسرچ کا بہتر راستہ تھا۔ جو میڈیسنی بنات خود ایک بڑی ریسرچ ہے جو کہ آج سے دو سو برس قبل ہوئی ہے۔ پس اسے اب سمجھنا ہے اور اس راستے کو پتہ لگانا ہے۔ مگر یہ میری خواہش تھی کسی بھی ڈاکٹر نے یہ ضرورت نہ سمجھی کہ اس بار سے اس سے ٹھیک ہونے کے راز کو سمجھنے کے لئے مجھ سے رابطہ قائم کرنا۔ اُسے وہ اس کے لئے ٹانگ اور دودھ کے نسخے تحریر کرتے ہے۔ کاش میں نے دوبارہ ان معالجوں کے پاس اس بچی کو نہ بھیجا ہوتا کیونکہ والدین اس بچی کو اسپتال سے ڈسچارج کرنا چاہتے تھے۔ ان کو اس بچی کے ٹھیک ہونے پر حیرت تو ہوئی تھی لیکن کسی نے کچھ اور جاننا نہ چاہا۔ سو انہی ایک ڈاکٹر کے کہ اس سے دلے لفظوں میں صرف بتا دیا چھالوں میں نے کون سا مہم استعمال کیا۔ یہ مادی باتوں کو اہمیت دینے والے ماہرین اس سے زیادہ اور سمجھ بھی کر سکتے ہیں۔ کہ کسی مہم سے ہی ایسا مہم ٹھیک ہو سکتا ہے۔ وہ باطن کو دیکھنے کی اہمیت نہیں رکھتے

اسی لئے ان کو جو میڈیسن سمجھ میں نہیں آتی۔ اچھا ہوتا کہ میں نے ان کو ان کے شہر روانہ کر دیا ہوتا۔ کیونکہ علاج تو ہو گیا تھا لیکن ان صاحبوں کو دوبارہ دکھانے اور اسپتال لے جانے کے چکر میں ان کو یہاں رکنا پڑا۔ اسپتال میں بچی کو ڈبے کا دودھ دیا جاتا تھا اب وہ اس کو بھینس کا دودھ پلانے لگے تھے۔ کچھ دنوں بعد بچی کو ڈائریا ہو گیا۔ میں یہ سمجھا کہ ڈائریا قدرتی مرض کے اخراج کا اظہار ہے۔ لہذا میں نے اس ڈائریا کو اہمیت نہ دی کیونکہ بھینس کے دودھ والی بات کا مجھے علم نہ تھا نہ ہی والدین نے اس کی ضرورت محسوس کی کہ وہ مجھے بتاتے کہ انھوں نے اسے بھینس کا دودھ پلانا شروع کیا ہے۔ آخر بھینس کے دودھ اور ڈاکٹروں کے ٹانگ لے رنگ دکھایا اور ڈائریا نے شدت اختیار کر لی۔ وہ بچی جو اس عجیب و غریب مرض سے شفا پایا اب ہو چکی تھی ایک نفل اہری سبب سے اسے دوبارہ بیمار کر دیا اور وہ فوت ہو گیا۔

بھینس کا دودھ انسانی بچوں کو میں نہیں کھاتا۔ اکثر وہ بچاں اس کی دھڑ سے ڈائریا کے مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ننھے بچوں میں اکثر اموات ڈائریا کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ کاش یہ مائیں اپنے بچوں کو اپنا دودھ پلانے کی عادت ڈال لیں۔ بیسویں صدی کی سب سے بڑی لغت بھی ہے کہ اکثر و بیشتر مائیں بچوں کو بال کا دودھ پلاتی ہیں۔ ہر معالج کو اپنی ناکامیوں پر غور کرنا چاہیے اور ان سے سیکھنا چاہیے۔ کیونکہ کامیاب دماغ خواب کر دیتی ہیں۔ آدمی آسمان پر اڑنے لگتا ہے۔ پھر ایسے شخص کو زمین پر کرتے دیکھیں لگتے۔ اپنی ناکامیوں پر جب غور کرنا ہوں تو ایک اور دھندلا سا چہرہ ابھر کر سامنے آ جاتا ہے۔ یہ بھی کئی سال پرانی بات ہے۔ یہ ایک چھ سات سالہ بچی تھی اس کی رنگت سیاہ اور آنکھیں دھکی ہوئی۔ اس کی آنکھوں کے اوپر پتلیوں کا راج زدہ عین وہ اٹھیں ہدی



طرح سے اوپر اٹھا نہیں سکتی تھی۔ اس طرح کی بکلوں کا ایک علاج ایسے ہے کہ بلاشبہک سوجی کی جانے لیکن والدین ایسے علاج سے گھبراتے تھے وہ اسپتال میں جانے سے گھبراتے تھے۔ کیونکہ ان کا ایک بچہ اسپتال میں علاج کے دوران فوت ہو گیا تھا۔ اس کے والدین کی رنگت گہری تھی۔

اس کیس میں پہلی بات تو یہی تھی کہ سفید جلد کے والدین کی بچی آخر کار کیوں؟ یہ بھی سفید ہی تھا۔ آتشک کی آگ ہی تو ہے اگر اس کے اخراجات والدین کے خون میں چلے تو ایک گہری چمکی ماں بھی ایک کالے مسیحا۔ بچہ کو جنم دے گی۔ اس کے رحم میں آتشک کی آگ سے جل کر پھر سیاہ ہو جاتا ہے۔

یہ تو ایسا دہشت ہے کہ اس بچی کی آنکھوں کی بکلوں کے علاج کے لئے کیا دوا دی تھی۔ کچھ دنوں بعد بچی کی فانی کا تھکا پھیکا ہونے لگیں۔ انہیں اس کی رنگت بھی نہ گھرنے لگی۔ ایک مرنے والے والدین نے خدیوہ سوال کیا۔ ڈاکٹر صاحب ہم دونوں کی رنگت تو سفید ہے پھر یہ کیا بات ہے کہ ہمارے بچے کالے پیدا ہوتے ہیں۔ یا مکمل سیاہ اس کا یہ سوال سن کر میں صرف مسکرا دیا۔ میں نے صرف یہ کہا کہ اب جب بچہ کی آمد کا امکان ہو تو حمل کے دوران ماں کا علاج کروانا۔ اتفاقی سے ماں حاملہ تھی۔ لہذا اس کا علاج بھی شروع ہو گیا۔

جب لوگوں کو ہم سوسائٹی کی صلاحیتوں کا تجربہ ہو جاتا ہے۔ تو وہ اپنی چھوٹی چھوٹی شکایتوں کے لئے بھی بڑبڑاتے ہیں کی طرف مبالغہ ہوتے ہیں۔ بعض اوقات یہ چھوٹے چھوٹے امراض شدید ہوتے ہیں۔ جو ذرا توہم طلب کرتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر یا تو اسپتال کے ایمرجنسی شے سے رجوع کرنا چاہیئے۔ یا اپنے آس پڑوس کے جنرل پریکٹیشنر سے۔

لیکن لوگ کنسلٹنٹ کے پاس لے کر جاتے ہیں۔ مشورہ دینے والے ڈاکٹر کے پاس مریم غلام احمد نے جس مگر وقت زیادہ لگتا ہے۔ ہر نئے مریض کے ساتھ وقت زیادہ لگتا ہے۔ اس لئے ایک کنسلٹنٹ ڈاکٹر حاد یعنی خدیوہ کیسوں کی طرف فوری توجہ دینے سے قاصر ہوتا ہے۔ ہر کہنہ یہ لوگ چھوٹے چھوٹے امراض کے لئے بھی کچھ سے رجوع کرتے ہیں بھئی پاپا بھئی ماماں کی ڈیپٹی کی تار بکائی قریب آگئی اور بہ فراغت خیر خیر سے اس نے ایک لٹکے کو جنم دیا۔ یہ لڑکا اپنے والدین کی طرح گورا تھا۔

لیکن اس کے دوسرے روز سے وہ بچی بیمار ہو گئی۔ اس کو بخار آ گیا۔ والد نے یہ بتایا کہ بچی میٹرمنٹی ہی میں اپنے ماں کے ساتھ ایک نوراندہ بچے کو دیکھ کر ڈر گئی ہے شاید وہ اپنے والد کی گرد میں تھی اور اپنی دونوں ہاتھیں والد کے گلے میں ڈال کر مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھی۔ کوئی بچہ اگر ایسی اس طرح چٹا ہوا ہو تو اس کے بخار کے دوا کی تشخیص صرف اسی علامت سے ہو جاتی ہے۔ پھر یہ بات بھی واضح تھی کہ وہ اسپتال میں ڈر گئی تھی۔

لہذا ان باتوں کی روشنی میں بچی کے بخار کے لئے جیسیمین تقریر کی گئی۔ جیسیمین ہے جیسیمین یعنی پینسلی اور پینسلی رات میں کھلتی ہے۔ رات کے سنائے میں اس کے بھولوں کی خوشبو دور دور تک پھیل جاتی ہے۔ اکثر مرد و سیاہ راتوں میں پینسلی کے منہ سے نکلے زہریلے سا بیول کا سمیرا ہوتا ہے۔ ان سانبوں کو اس کی خوشبو کھینچ لاتی ہے یا کہ پھر اس کی بڑوں کے نیچے اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہیں۔ بہر حال یہ بیول ایسے ذرا دیرخیز کے حامل ہیں کہ اس سے حاصل ہونے والی دوا خوف اور ڈر کا مددگار کیوں نہ ہو۔ اس لئے تو کہتا ہوں کہ ہر بچی خدا کا قانون ہے اور جو سمندر کی طرح وسیع ہے جیسے جیسے آپ اس میں اتریں گے خدا کی قدرت کے راز آپ پر کھلتے جائیں گے۔

جیلرسم کی وہ ایک خوراکوں سے پہنچی کا بھار ٹھیک ہو گیا تھا۔ اسی لئے دو چار روز اس کے والد سنے کوئی خبر نہ دی۔ عام لوگوں کے ساتھ میں یہی خرابی ہے۔ اکثر علاج کا مطلب بس یہی سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی تکلیف جو توڑ اکثر کے پاس جانا ورنہ گیوں؟ تکلیف رفع ہو جائے گا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کو اس بیماری سے ممکن چھٹکارا مل گیا ہے کیونکہ بیماری وہ نہیں ہے کہ جو ایک کسر سے یا کسی شے پر لپٹ میں نظر آتی ہے۔ ہر بیماری ہر خرابی مورا کا خراب ہے اور مورا وہ شیطان ان میں پرست کی گئی ہے میں تو اس شیطان کے ساتھ ہر وقت آنکھ پھولی کھیلتا رہتا ہوں اور ہوس موقع کو ہاتھ سے نہیں جانتے دیتا کہ جب اس پر کنکری مار سکوں اور دیکھوں کہ اس کے ٹکٹے سے نکال سکوں۔ یہ شیطان انسانوں کے ساتھ چلتا ہوا ہے۔ ہر خرابی کی جڑ ہی ہے۔ ہر بیماری اور فساد کی ماں یہی ہے مطلب یہ کہ بھار اتر جلنے کے بعد اس شیطان کو قابو میں رکھنے کے لئے ایک مخصوص دوا کی ضرورت تھی اس دوا کی ساری خصوصیات اس شیطان سے ملتی جلتی ہیں۔ لیکن والدین کی پڑا پی سے یہ موقع ہاتھ سے چلا گیا۔

چار پانچ روز بعد وہ بچی دوبارہ بیمار پڑ گئی اس بار ساری علامتیں شدت سے نمودار ہوئی تھیں اور تمام تکلیفیں آدھی رات کے بعد سے شروع ہوئی تھیں یہی بار بار پانی مانگتی تھی۔ پانی پینے سے اسکو آرام ملتا تھا۔ لیکن پانی پینے کے دوران وہ مجھے سے عجیب طرح کی آوازیں نکالتی تھی۔ اس بار بیمار کے ساتھ اس کو انٹیمیا اور آڈی کے بافلے بھی تھے۔ صبح چار بجے اس کے والدین نے فون کیا اور بچی کی شدید بچہ پنی اور اضطراب کا احوال سنایا اور ساری علامتیں بیان کیں۔

میرے ان کی یاد میں سے صورتحال کا اندازہ کر لیا تھا۔ اس لئے ان کو مشورہ دیا کہ فوراً کسی مقامی ڈاکٹر سے رجوع کریں یا اس کو اسپتال لے جائیں لیکن وہ اس پر راضی نہ ہوئے فون پر ہوائی بات کے مطابق نسخہ تیلنے سے میں اکثر سمجھتا ہوں لیکن بعض اوقات مجبوری ہوتی ہے۔ میں نے آدھی رات کے بعد صبح میں شدت، اضطراب و بچہ پنی سے پاس کی شدت، ان تینوں باتوں کو اہمیت دی اور اسی کے مطابق آرسنک تجویز کی۔

میں اپنے لئے پرتینا ریاہ پراعتما دیکھا وہ اتنی اسی غلط ثابت ہوا تھا۔ میری غلطی یہ تھی کہ فون پر پر لکھنے کا احوال سن کر دوا تشخیص کر کے بھلا تھا اسی روز شام کو بچی کو سہ کر دہ مطلب پہنچے۔ مطلب میں دیکھوں کی میٹر تھی اور بچی کی حالت بہت خراب تھی بہت تازہ اس کی آنکھوں کے ناخن اور سرٹ۔ نیلے پڑ چکے تھے۔ زبان خشک تھی اور سانپ کی طرح بار بار وہ زبان باہر نکالتی تھی ساتھ میں بچی در سے بھی پڑتے تھے۔ وہ اپنی آنکھیں اوپر پھیر لیتی تھی۔ دانت کاٹتی تھی۔ متواتر انٹیمیا کی وجہ سے اس کے جسم کا پانی خشک ہو گیا تھا اور اس کو فوری گوکو زسلائین کی ضرورت تھی میں اسے پاس کے سرکاری اسپتال میں لے جانے کا مشورہ دے رہا تھا اور وہ مجھ سے کہیں۔ گھوڑے سلاشین کو وہ ایجنٹ خشک علاج سمجھے تھے ان کا کہنا تھا کہ اگر ایجنٹ خشک علاج ہی کر دانا ہوتا تو ہم آپ کے پاس کمرے کرتے۔ وہ کسی طرح اسپتال لے جانے کے لئے تیار نہ ہوئے اور صورتحال یہ تھی کہ ہر لپ اور ہر لپ تھی تھا۔ میں نے ان کو کافی سمجھا یا کہ پاس کے اسپتال میں لے کر چلیں اور میں تھوڑی دیر بعد پہنچتا ہوں۔ حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے میں تھوڑی سی مہلت چاہتا تھا کہ علامتوں پر غور کر سکوں لیکن وہ حالات کی سنگین سے بے خبر ایجنٹ تھی اور ہومو پیتھی پر سمٹ کے جا رہے تھے۔

کیا آپ کے پاس اس کا علاج نہیں ہے؟ کیا آپ کے پاس گلو کوڑکا یا دل نہیں ہے؟  
 آٹھواں پڑاؤ شہر ہو کر وہ مطلب سے نکلے اور پکی کو کسی پرائیویٹ اسپتال سے گئے۔ اکثر  
 ٹائٹین سرج رہے ہوں گے کہ کیا ہوسکتی تھی کہ پاس ایسی صورت حال کا علاج نہیں ہے؟  
 تو بات نہیں سے نہیں کے شکایت میں جکڑی ہوئی ٹیبلٹ کی دوا ہر صورت حال  
 میں علامتوں کے ذریعہ دوا کی طرف اشارہ کرتی ہے لیکن اس کی ریاں کر کچھ علامتوں  
 کو گھنٹا آسان نہیں ہے۔ اس کے لئے تھوڑا وقت دینا پڑتا ہے۔ علامتوں کے موافق کے  
 اور اس کے خلاف تمام شواہد اور شہادت اکٹھا کرتے پڑتے ہیں اور اس کے بعد ہی صحیح  
 دوا کا سراغ ملتا ہے۔ اور اس کے لئے ہر کوئی طبی کی کتاب، سپر شری میں دیکھ کر  
 علامتوں کی کسوٹی ہے اسے مدد لینا پڑتی ہے اور اس میں کچھ وقت لگتا ہے مگر چونکہ  
 میں مطلب میں تھا اور مطلب میرا ایسے نازک مرحلوں میں رہتی کہ کوڑکے رکھنا پر خطر تھا  
 ڈاکٹر کی پستی ہی حکم کا کام۔ اسی لئے میں مریض کو اپنے کے میڈیکل کالج میں منتقل  
 کرنا چاہتا تھا۔ سرکاری اسپتالوں کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ ایسے ہنگامی حالات  
 کو قابو میں رکھنے کے لئے ڈاکٹروں کی پوری ایک ٹیم ہوتی ہے۔ لیکن اکثر لوگ سرکاری اسپتال  
 سے کتراتے ہیں۔ کیونکہ لوگوں کو علاج سے زیادہ اپنے آرام و آسائش کا خیال ہی ہوتا ہے  
 یہی کے جوئے کے تھوڑی دیر بعد ہی میں اپنی پکی دوا چھوڑ کر چکا تھا۔ لیکن اب میں سے  
 کسی نے مجھ سے رابطہ قائم نہ کیا۔ میں تنہا رہی کرتا تھا اور رابطہ جو ب قائم کیا حسب  
 یہی حکم ہو چکی تھی۔

اس سے پہلے کہ میں ہر بعد سے پرہیز ہونے والی ایسی سنگین صورت حال پر علامتوں کے  
 مطابق ہوسکتی تھی کہ دواؤں پر علاج درخشاں کر دے۔ اس کیس کی مکمل تفصیل بت دے

پکی کو بیمار کرنے کا سبب پورٹل کا کھانا تھا۔ جب اس میں ٹیبلٹیں جو م میں داخل تھیں تو آپ  
 بیٹی دونوں چوڑی میں کھانا کھا کر گئے تھے۔ سیدھا ہائیڈ اسپتال میں وہ اس کو لے کر  
 گئے تھے۔ اس اسپتال کے معاون ڈاکٹر کا نام مادی تھے۔ رات بھر اس کو گھر کو رستہ  
 چھاننے کے لئے پکی کی سہیلی۔ صبح کے وقت جب بیٹے ڈاکٹر سے رتبہ مل گیا۔ لیکن  
 بہت پیچیدگی تھی کہ اس وقت گھر پہنچنے کے بعد تیس مہینے ہو چکے تھے۔ یعنی اب مکمل  
 شاک کی کیفیت تھی۔ گلو کو پھر بھی دے سکا۔ اور کچھ گھنٹوں کے بعد ہی فوت ہو گئی۔

سیدھا ایک مہلک بیماری ہے اور سیدھا ہی ایک میں اس کا زور ہے کیونکہ یہاں  
 ماہوں میں گدگد ہوتی ہے۔ بعد کے جراثیم گدگد میں پھیلتے چلے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر باقی میں  
 سے سیدھا کا ایک مریض بھی نہیں دیکھا تھا لیکن سیدھے کے دروس کے لئے چار مہینے بیٹھ کر  
 دواؤں کی مشاہدہ کی تھی۔ کیونکہ حوصلہ میں وہ الیشیائی سیدھے کے متعلق سمجھتے تھے۔  
 علامتوں کا احاطہ۔ چار دواؤں کرتی ہیں۔ لیکن ہوسکتی تھی۔ لیو پیتھی کی طرح اسی آواز میں  
 ہے کہ میں بھی آپ چار دواؤں کا کسپر ہا کر مریض کو چاہوں۔

ہوسکتی تھی میں کسپر دوا دے دوں کچھ نہیں ہوتا۔ اگر سیدھا ہوتا ہوتا تھا تو۔ پھر  
 اسے ہوسکتی تھی یعنی ہائوس کے نام کی ضرورت بھی کیا تھی۔ خدا کا توں کوئی معنی نہ رکھتا۔  
 چار دواؤں میں فرق کرنا جو شہ شہ کے برابر ہے۔ تب ہی تو میں کہتا ہوں کہ ہوسکتی تھی کسی  
 سرٹیفیکٹ یا ڈگری حاصل کر لینے سے نہیں آجاتی بلکہ محنت اور پابندی سے کرتی ہے۔  
 مرتبے سے کرتی ہے۔ زبرد وادار سے آتی ہے۔ خود کے قانون کو کچھ ایک عبادت کرتی  
 یہ چار دواؤں میں ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲،



رنگت تانبے کا رنگ ہے۔ یہ آدھنگ سنگیہ میں بھی موجود ہے اور ایک سیدھی سادھی مثال ہے کہ کوئی بھی تانبے کا برتن اگر لپٹ چھوڑ دیا جائے تو ہوں کی فاس سے اس تانبے میں ہلکے پھلے رنگ کا نمک بنتا ہے اور یہ فہرست نمک اس کی باہری اور اندرونی سطح پر جمع ہو جاتا ہے۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اکثر کھٹے کے چمکے کسی لڑائی قریب میں ان تانبے کے پائے پائے برتنوں میں شربت پیتے ہیں اگر وہ برتن ٹھیک طرح سے صاف نہیں کیا گیا ہے تو اکثر بیک اس شربت کو پیرا پڑ جاتے ہیں۔ مثلاً اور جدا بکری سے لگتے ہیں۔ بڑی ہنگامی طور پر صاف کیا جاتی ہے۔ ان بکریوں کو ایسا سے کہ بچا گیا ہو۔ اگر اکثر صاف ہو جاتی ہیں۔ یہ بھی ایک ایک شکل ہے۔

اس میں تمام علامتیں شدت کے ساتھ نارس ہوتی ہیں۔ اکثر آدھی رات کے بعد شدید اضطراب و بے چینی کے بعد ریش کو معدہ میں ہوتی ہے۔ وہ مارا پلا ہوتا ہے۔ مثلاً اہل کائی اور تانبے پر ہلکا درد کے ساتھ ہوتا ہے۔ سخت بدبودار مادہ اور بے حد تھکان و کمزوری قاتل ہے اور جسم بوقت کی طرح سوز پڑ جاتا ہے۔ تانبے کے نمک کے یہ نہ ہر سبب اثرات تانبے کے نمک سے دور ہو جاتے ہیں اور تانبے کا یہ نمک قدرتی طور پر سنگیہ میں موجود ہے۔ یہ سنگیہ مشہور زمانہ زہر آور ہومیو پیتھی کی مشہور دوا آدھنگ ہے۔

ہمیشہ کہ دوسری سبب سے بڑی دوا، برات خود یہ تانبہ ہے۔ ہمارے رنگ تانبے کا استعمال خوب جانتے تھے۔ تانبے کے برتنوں میں پانی پیدا تانبے کا پتہ کر مارا دھوا۔ تانبے کے برتنوں میں کھانا یا پانی تانبے کے برتنوں میں پیسے کا پانی رکھنا۔ تانبہ حوالہ کش ہے۔ تانبے کی موادی میں کوئی بھی جو شہم پتہ نہیں سکتا۔ آج ہم یہ سب معمول لگے۔ تانبہ ایک ہیویش کرنا چاہئے۔ ان البتہ کوئی رنگ راج یا صدف کو کسی کو ڈیپٹا کی پوری

کو اس کی اچھی صحت کے لئے یا سبب ضرور بتاتا ہے اور دوسرے روز وہ یا تانبہ تانبے کا ٹوٹا یا تانبے کا گلاس خریدتی ہوئی نظر آجائے گی۔

کس پرش میں اگر تیس آنہ دکھانا دکھایا ہے یا پانی پیاتے تو وہ امر لڑا معصوم بچے کبھی کے جگہ پہلے سے کمزور ہونے سے بیمار پڑ جائیں گے۔ ان کو ہمیشہ ہر جائے گا اکثر میں تانبے کی علامتوں میں گی تانبہ یعنی کاپر ہومیو پیتھی میں اس دوا کو کوریم کہتے ہیں۔ تانبے کی علامتیں بھی شدید ہوتی ہیں۔ اضطراب و بے چینی کے ساتھ جی تانس اور لامٹی، دور دورہ درد کے ساتھ پتلے خون سے پاتا ہے، آنکھ کے پاجھنے، مریض کو پانی پینے سے آرام آتا ہے۔ لامٹی اور تھکی کو آرام آتا ہے۔ کھانسی کو آرام آتا ہے۔ سانس کی تنگی کو آرام آتا ہے۔ اس لئے کچھ بار بار پانی مانگتا ہے۔ اس کے ساتھ شہمی دورے بھی ہوتے ہیں۔ سانس کی تنگی اس وجہ سے ہوتی ہے جس کو تانبے سے آرام سنا ہے۔ لیکن سانس کی مائی کی تنگی، صوف کی تنگی کی وجہ سے پانی پیتے وقت گلے سے کرحش آواز نکلتی ہے

یہ پانی کی اشتہا اور امی سلامتوں کی شدت، اضطراب، دلچسپی یا نکل آدھنگ کی طرح ہوتی ہے۔ لیکن یہاں پانی وہ اہل لئے پینا ہے کہ پانی سے اس کو آرام آتا ہے کچھ یہ مانت سیکھ لیتا ہے۔ بچے کی دل بھی یہ بات جان جاتی ہے۔ دورے کے وقت پانی کا گلاس سے کر دیتی ہے

علامتوں کی تقریبی بہت مشکل ہے۔ ہومیو پیتھی بہت مشکل ہے۔ یہ کیسے فون پر نہائی گئی کہ بچی کی ممکن کیفیت، اس کے والدین کے پتہ کی پانی پیتے وقت اس کے گلے سے عجیب آواز نکلتی ہے۔ اور یہی خاص علامت تھی۔ یہی علامت تانبے کو تانبے

کے عکس سے جدا کر لی ہے۔

دوسرے ذرا سیچی میں ساری علامتیں ٹانے کی پتھیں چہرہ میں ہنٹ سینے  
تیشی دور ہے۔ دوروں کے دوران کاٹ لیت۔ آنکھیں چبڑھا لیا۔ زبان سانپ  
کی طرح بار بار نکالسا، گھوڑے کا تسلی کے ذریعہ ادھر۔ چڑھنا وغیرہ  
ساری علامتیں واضح تھیں۔ سارے رنگ واضح تھے۔ کاش اگلے کے والد نے سیچی  
کو اسپتال میں داخل کر لے کے بعد مجھ سے رابطہ رکھا ہوتا۔

یہاں جم لے پڑھنے کی دہڑک دھاؤں کا ذکر کیا۔ ایک تیسری اور چوتھی دوا کے  
معلق بھی تھانہ ضروری ہو گیا ہے۔ تیسری دوا ہے ایٹھوزا۔ ایک جنگلی درخت کا  
پتہ ہے جس میں گرم مساجوں کی تیرا اور چیری خوشبو آتی ہے لیکن یہ زہر والا ہوتا ہے  
ہر زہر ہر پڑھنے کی بڑی دوا ہے۔ یہ چھوٹے شے بچے کے پیسے کی اچھ دوا ہے  
یہاں بھی علامتیں شدت سے ناز ہو رہی ہیں۔ بچہ بہت سے جیس ہوتا ہے۔ پیچھے  
چلا تا ہے اور جو دوا پتہ سب اٹھ دیتا ہے۔ پھر ٹھال ہو کر سوجانا ہے سوکر  
جاگتا ہے۔ پھر دوا کے سٹے رہتا ہے۔ لیکن دوا پینے کے تھوڑی۔ برہر پھر ٹی کر  
دیتا ہے۔

بھائی نے لطیف سنایا اور بہن کے گلے میں سپاری پھنس گئی  
انھوں نے علامتیں معالجوں کو حیرت میں ڈال دیں گی۔ سٹھ تیسرو اور چھ دوا  
پیت بھر کے پتہ ہے۔ بھوک اور تکلیف کی وجہ سے پیٹ ماکر رہتا ہے۔ بہت  
تین تین بھی ہوتا ہے۔ لیکن دوا پینے کے تھوڑی دیر بعد اسی کر دیتا ہے۔ دوا بالکل  
مضم نہیں ہوتا ہے۔ اور سٹے اندر سہا سٹھ ہوتے ہیں سٹے ترش بوالی ہوتی

ہے۔ یہی علامتیں چھوٹا موم گرم کر لیا ملتی ہیں۔ دوا پینے سے بچے کا ہینہ۔ بچہ  
یا تو دوا پینے کے بعد رگڑے کر دیتا ہے۔ یا کچھ دیر بعد کرتا ہے۔ دوا سخت بھنگیوں کی شکل  
میں اندر ترش ہوتا ہے۔ اس کو سٹھ دوا کی مدد سے اور ڈاکٹر کی علامتیں شدت  
دینا کر دیتے ہیں ڈاکٹر سے دوا کی اسرجی سے بغیر کرتے ہیں۔ دوا سے بچے کا درد  
بند کر دیتے ہیں۔ لیکن میرے صباغ دوستوں اگر آپ کو اس ایٹھوزا کا علم ہے تو ان  
نھے بچوں کو جو ہینہ و طعل میں گرفتار ہو گئے ہیں اس دوا سے بچا سکتے ہیں ایک  
یہی دوا رکھے۔

اسے ایک بار دھیان سے مس میں گیند کی یہی اس دوا کی خاص یہی سٹھ ہوتے  
دوسرے سٹھ جیتی دوا ڈالنے الگ کرتی ہے۔ سٹھ یہ کہ بچہ بہت زیادہ دوا پنی  
لینا ہے اور زور آتا کچھ دیر بعد بڑی تکلیف کے ساتھ کھینے کرتا ہے اور سٹے کے بعد  
ٹھال ہو کر عنودگی میں چلا جاتا ہے۔ بھلا ہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ سو رہا ہے مگر کچھ  
دیر کے بعد وہ جاگتا ہے اور پھر سپٹ بھر کر دوا پتہ ہے اور پھر سٹے کر دیتا ہے۔  
یہی عمل چلتا رہتا ہے۔ اور دو تین دن کے اندر یہ بھلا شہر خواہجہ ختم ہو جاتا ہے۔

اس بچہ کن پڑھنے کے علاج بھی نہیں سکتے۔ اس بچے کو گر کوئی بچا سکتا ہے تو یہی  
ہو میوٹیک دوا بچا سکتی ہے۔ یہ خدا کا دوا ہے۔ خدا کے قانون پر مبنی دوا ہے  
آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسے اسپتال کھولے جائیں جہاں یہ اس قانون کے  
مطابق علاج ہو۔

ایٹھوزا کے بچے کو کٹے کے ساتھ پٹے اور مٹری، ٹی بیسدار پانچا لے جوتے ہیں  
اس کو پیاس قلعہ انہیں ہوتی، لیکن بے جیتی اور لغات آرسٹک کی مانند ہوتی ہے

ایس کو تشیخ بھی رہتا ہے اور تشیخ میں وہ آنکھوں کو نیچے کی طرف گھٹاتا ہے تاکہ کیوہرم کا بچہ دہر کی طرف گھماتا ہے کیوہرم میں بچے کے ہونٹ پیسے پڑ جاتے ہیں اور بھونکا میں بچے کے لہلہ کر دیکھ کر بچہ بچہ ہے

ہیضہ کی چوٹھی دوا دیر شرم ہے یہ زانیہ اطمینان دیکھ کر بچہ بچہ میں دوا سے پاگلوں کا علاج کرتے ہیں دانی یہ پاگل مادیہ سے دانی دوا ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ ہر پاگل اس دوا سے ٹھیک ہو جائے گا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہر مریض کی صورت اس ایک دوا سے دیا بھر کے دیکھنے پاگل خانے میں دیکھ سکتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ ایسے مریض جو بیٹھے اکڑنے کے بیٹھے اس علم یعنی خزانہ کے خاتون سے روشنی ہیں اور یہ علم یہ سب ہیضہ چلا کر ہے۔ اُسے آپ علی کی چند کتابوں میں دیکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ یہ طیب کا نام نہیں دے رہا کیونکہ یہ نہیں ہے کیونکہ یہ نہیں ہر دوسرے شخص پر دیا ہو جاتا ہے جس کو خدا پرست دیتا ہے۔

خود ڈاکٹر مانی من کو اس کے اشارے سے عیب کے پڑنے سے متھے، ڈاکٹر مانی من کے شاگردوں اور پھر ان کے شاگردوں کے شاگردوں سے ہوتا ہوا ایسہ ہیضہ یہ من دنیا کے بیشتر ممالک میں پھیل گیا، آج جو ملک اس کی روشنی سے واقف ہیں وہ ملک کے عوام بڑے پرست ہیں۔

ڈاکٹر مانی من کے تشہرے پر سے راستے روشن ہیں، ان طورتوں کو ہر اس معالج کے لئے رہنمائی کیا جس پر دین الٹی سوار ہوئی۔ ہر مریض بیٹھنے کے لئے دیرانگی شرط ہے۔ تب ہی تو سب دس پاگل دنیا کے پاگل انسانوں کا علاج کر دیتے تھے۔

دیر شرم ہیضہ کی دوا ہے، اور دیر شرم ہر مرض کے بعد یا آپریشن کے دوران بہا ہے

وینے شک کی بھی دوا ہے۔ دیر شرم نیم آرسنک ایچم کی طرح ہے۔ ان دونوں کی دوا میں آپس میں ملتی جلتی ہیں لیکن دونوں میں فرق بھی ہے اور واضح فرق ہے۔

آرسنک کی باندھاس میں پیاس ہوئی ہے اور احوالات بڑی مقدار میں ہوتے ہیں۔ تقاضات اور فیزیکی بھی آرسنک کی طرح ہے۔ لیکن یہاں اس کی عام علامت جو اس کو آرسنک سے جدا کرتی ہے وہ ہے دھتے پر سرد پسینہ، ہاتھ اور پاؤں کی طرح سرد اور اس کے علاوہ دیگر تمام جسم گرم دھتے سرد۔ ہونے کی طرح جسم سرد، کیونکہ لیف کا فائدہ دینا بھی پایا جاتا ہے اور کا اور بھی پیسے کی بڑی اہم دوا ہے۔

ڈاکٹر مانی من نے بڑوں کے ہیضہ کی جن چار دواؤں کا ذکر کیا تھا ان میں کیونکہ بھی تھی لیکن کیونکہ دھتے کا پسینہ نہیں تھا، ورنہ یہ بڑی مقدار میں اخراجات پاشے جاتے ہیں۔

ہیضہ میں خاص بات یہ ہے کہ مریض بڑی مقدار میں سرد پانی بہتا ہے اور اسے بہت بڑی لے آتی ہے اور پانچ ماہ و سونوں کی شکل میں بہت بڑی مقدار میں سفید رنگ کے چاروں کے پیچ کی مانند آتا ہے۔ دست سے پیٹے پیٹ میں شدید درد اور پانچ کے بعد شدید ہست اور کھردری دیر شرم میں بھی ہے اور ایسے ہی پانچ خانے ہوتے ہیں۔ مریض کے دھتے پر سرد پسینہ اور جسم سرد ہوتا ہے۔

دھتے پر سرد پسینہ اور عام جسم کے سرد ہونے کی علامت ہیضہ کے علاوہ فوریہ دست، تب محرقہ (ٹائفائڈ) اور ان کے وب جانے میں بھی پائی جاتی ہے۔ دانت کے دب جانے سے چھوٹے بچوں کو رنگی لائش ہوتا ہے۔ اکثر نطفہ نیک ہی وہ سے فوت ہو جاتے ہیں مگر عموماً بخار کے نالے اگر فلاح طرح سے دیا دیکھے جائیں تو بچوں کی فلاح



یہ نیکو رائیٹس ہو جاتا ہے یا مینٹی ٹیشن یا نیکیڈ ٹائٹس یہ وہ امر اس میں کہ جہاں پر  
انگریزی علاج اکثر ناکام ثابت ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں جو بھی شے برائی ہے اس کی روحانی شکل پیشہ بنائی ہے  
مطلب دیرینہ کائناتی دھرم و عہد کے مادی وجود کے بہت پیچھے سے موجد دھرم انگریزی  
علاج کے وہ قسمت معالجوں کو یہ فلسفہ حاکم نہیں سمجھ میں آنے لگا۔

ایک کیس جسے نیکو رائٹس وقت یاد رہا ہے۔ غالباً دیرینہ  
یہی تھا۔ کئی برس ہو گئے۔ اس دنوں میں ایک سڑن کی حیثیت سے ایک بڑے اسپتال  
سے منسلک تھا اس روزمری اور جنسی ڈپوٹی تھی۔ ۵۰۴۔۵۰۵۔۵۰۶ میں ایک سترو  
مٹھارہ سالہ دوشیزہ آئی اس کے گلے میں سپاری کا ٹکڑا بھس گیا تھا۔ جس کی وجہ سے  
اس کو کھانسی ہوتی تھی۔ ٹکڑا اس میں لپس لگے کے نیچے چھننا تھا۔ کھانسی کے  
علاج سے دوسری تکلیف دہ تھی۔ کھانسنے پینے میں اس سے کوئی دشواری نہ تھی۔

سپاری کا ٹکڑا اس کے گلے میں اس طرح چھننا تھا کہ جب وہ سپاری چیرائی تھی اسی  
وقت بھائی نے اسے ایک کلینر سنایا جس سے اس کو شامی لگوئی اور شامی کے دوران  
وہ سپاری اس کے حلق سے ہوتی ہوئی سامنے کی۔ نئی سپاری بھس گئی۔

پچھلے قریب آج اس کو زبردستی کا بتایا ہوا نسخہ بنا دوں کہ مختصر نہ رہا ہو جاسیے اور زور  
نور سے کھانسیے تاکہ کھانسی کھانسی کر تپ ٹھٹھ سے کوہنکوں دیں۔ لیکن یہ تو دنیا فوج  
پڑتا۔ اور پھر ہم اور دوسرا کوئی مٹھارہ ڈاکٹر تو تھے نہیں کہ وہ ہم سے علاج کرنے آئی تھی  
وہ تو ہسپتال کے ڈاکٹر سے لی کھانسی دیا علاج کرنا چاہتی تھی۔ اپنا ہم نے اس کو بڑے  
ڈاکٹر کی نگاہ میں ہسپتال میں داخل کر دیا اور اسی روز وہ پہر میں اس ڈاکٹر سے اس کی پریشانی

Scanned by anis\_riz@yahoo.com

کی اور ٹکڑا نکال چاہا لیکن آپریشن کے دوران اس کی شعل ڈھبے لگی۔ ہنڈا وریاں ہیں  
ہی آپریشن بند کرنا پڑا۔ وراسی کو اس کے وارڈ میں منتقل کر دیا گیا

وارڈ میں پہنچ کر اس کی حالت اور بھی زیادہ سراسیمہ تھی۔ سے دیکھتی کے دور سے  
پڑنے لگی۔ اور وہ نرس کے عالم میں پہنچ گئی۔ نرس نے امیر جنسی کا شعلی اور یوں اس طرح  
اسی روز شام اس کو دوبارہ دیکھا وہ اپنے ستر پر موت سے خبردار تھا۔ صبح جو ہستی بوقت  
ہیچاتی امیتال میں داخل ہوئی تھی۔ تمام کو اپنی زندگی کی آخری سانسیں لے رہی تھی  
بہت ہی لڑوہ جنگلی صورت حال تھی۔ ایک ایک سانس لے کے سے اس کو بہت  
جور دیا کہ پڑ جائے۔ اس کا شعل ڈھبے ہوئی بہت تیز بھاگ رہی تھی۔ اور اتنی ہی  
تیزی سے موت کے قریب آ گیا کہ لیکن اس کے باوجود موت سے لڑنے کے لئے اپنے  
ہاتھ پاؤں مار رہی تھی۔ وہ مرنے لگی تھی لیکن موت کے شعلے میں پوری طرح سے  
جکڑی ہوئی تھی۔

میں نے فوراً امیر جنسی کے سارے اس کام کو ڈھے۔ اس کی حالت کو سنا کر  
کہنے لگے اس کو موت کے شعلے سے نکالنے کے لئے شعلوں سے کام لیا۔ ہر ممکن طریقے سے  
ہر شعلوں پر شعلیں ڈھاؤں سے اس کو بچانے کی کوشش میں اپنے آپ کو بھول گیا  
تھا۔ میں ہر کمینڈ میں اس کو بچا پچا تھا لیکن ایسا ہوسکا آخر کار اس نے  
دم توڑ دیا۔

بڑے بڑے قیمتی انجکشن اور بڑی ٹری متینیں اس کی اکھڑی سانسوں کو  
محال ذکر کریں۔ یہ میری ناکامی نہیں تھی۔ بلکہ جڑی جڑی مشینوں کی ناکامی تھی۔ جدید  
ایڈیڈیک علاج کی ناکامی تھی۔

یوں اس طرح اگر مریض اسپتال میں مریض ہے تو پولیس اس کی لاش کو اپنی تحویل میں لے لیتی ہے اور پھر میت کا اصل سبب جانتے کے لئے پوسٹ مارٹم جنسرواری ہوتا ہے۔  
 بعد اس کے وہ شیزہ کی لاش کو سرکاری مردہ خانہ بھیج دیا گیا، کوئی بھی والدین یہ نہیں جانتے تھے کہ پوسٹ مارٹم ہو، لیکن اس سے پہلے ان کے بیس میں نہیں ہوں، کوئی بھی پولیس سر جرنل نے پوسٹ مارٹم کا حکم دے دیا۔

ایسا اس کے رشتہ داروں کے لئے بڑی مصیبت تھی کہ پوسٹ مارٹم ہو کافی ٹانگہ دوو کے بعد پوسٹ مارٹم نہ کیا۔ گو سرگرم اس بات پر راضی ہوئی کہ اس ڈاکٹر کو بلوایا جائے جو مرہقہ کی موت کے وقت موجود تھا۔ لہذا ہجاری پیشی ہوئی۔ وہ بہت زیادہ مڑا ہوا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس صورت میں اس کا پوسٹ مارٹم ہو جائے اس کے جنازے کی چیز بچ رہی ہوگی۔

کوئی ڈاکٹر نے مجھ سے بڑی چچہ گچھ کی اور اس بات پر راضی ہوئی کہ اس کا پوسٹ مارٹم نہ کیا جائے اور جن ترسے کہ اس کے والدین کے واسطے کیا جاسے۔ وٹھے ہوئے میں نے محسوس کیا کہ اس کے والدین کو مزید اقرار سبب بڑے ترس تھے کیونکہ بغیر پوسٹ مارٹم کے جنازہ ان کو لگ گیا تھا۔ اس غرض میں وہ اپنی بیٹی کی موت کا ٹم جھوٹا لگے تھے۔

نوٹھے ہوئے اس کے رشتہ داروں میں سے کسی نے بتایا کہ اگر میں کوسن کر رہا تھا کہ جیسے خدا سے بناوٹ کروں اس کی بڑی بہن کچھ عرصہ پہلے اسی طرح آپریشن ٹیبل پر گر گئی تھی۔ آپریشن کے دوران بائبل اسی طرح اس کی بھی آخری سانس اٹھنے لگی تھی اور وہ اسی طرح شک میں چلی گئی تھی اس طرح ڈاکٹروں کی تمام کوششیں اس کو بچانے میں

ناکام ہو گئی تھیں۔

اس کی موت کے وقت شک کی حالت میں جو علاقے میں اس میں تھیں وہ تمام کہ تمام ڈیرٹرمک تھیں۔ ڈیرٹرم اسکو بچا سکتی تھی لیکن ان دنوں میں ہر میڈیسن کی ادویہ چٹک سے ناواقف تھا۔ آج جب مجھے ڈیرٹرم کی علامتوں پر غور کرتا ہوں تو مجھے اس دو شیزہ کا چہرہ یاد آتا ہے۔

مانٹے پر پسینہ اور تمام جسم سرد!

ڈیرٹرم اگر کائنات میں موجود نہ ہوتا تو ڈیرٹرم کی طرح علاقوں کا وجود بھی نہ ہوتا۔ چونکہ ڈیرٹرم پہلے سے موجود ہے۔ اسی لئے کوئی ناواقف نہیں سمجھتا یعنی ہسپتال پر ان کے بعد کی جھیدگی ڈیرٹرم کی علامتوں سے پیدا کر سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر مرض کی دوا بنائی ہے مطلب یہ کہ دوا پہنچنے تک ہے اس مرض کے لئے جس کا وجود اس وقت نہیں تھا کہ سبب دوا بن گئی۔

یہ دیا اپنی شکل میں آئے سے پہلے خود روحانی وجود میں تھی۔ ساتیس دن میں کہتے ہیں کہ پہلے کچھ تھا۔ کہیں سے ایک ہائیڈروجن کا ایٹم آجگا اور اس ایٹم میں کہ ہو گیا اور دھجکے کے ساتھ ہائیڈروجن کے ایٹم بن گئے۔ در ایک کڑی سا چٹا گیا اور پھر لگ پڑا ہو گئی اور دھجکے کے ساتھ ہائیڈروجن گیس اپنے آپ آگ پیدا کر سکتی ہے سو دھجکے اور ہائیڈروجن سے آگ کی طرح جل رہا ہے، اس میں ہائیڈروجن گیس ہی ہے۔

اس طرح چلنے سے آگ بجھ گیس پیدا ہوتی ہے۔ اور ہائیڈروجن لاکھوں گنا زیادہ تیز حرارت پر وہ اس ہائیڈروجن سے جل گئی اور پانی بن گیا۔ پانی کا کیمیائی فارمولا  $H_2O$  ہے۔ یعنی اس میں ہائیڈروجن اور آکسیجن دو گیسوں کی آمیزش ہے آکسیجن کے پچھلے

آگ کا وجود ممکن نہیں اور ایٹمز و جین آگ پیدا کرتی ہے۔ لیکن جب دو نور آپس میں مل جاتی ہیں تو پانی بن جاتی ہیں اور پانی آگ کو کھنڈا کر دیتا ہے۔

یہ سب اٹومسٹری کی حکمت ہے، وہ بہت شریک ہے۔ اس کے بغیر کسی بھی شے کا وجود ممکن نہیں۔ پہلے وہ ہے اور بعد میں سب کچھ ہے۔ ہر برقی کابینہ ری ٹائونر۔ اس پر ہے کہ پہلے غلط ہے بعد میں ساری کائنات ہے

کسی بھی عنصر کو اگر دوبارہ ریٹیم میں تبدیل کر دیا جائے تو اس کی طاقت کروڑوں گنا بڑھ جاتی ہے۔ اور وہ اپنی مادی حقیقت یعنی (Physical State) سے روحانی حقیقت یعنی (Dynamic state) میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جس میں یعنی مادہ فنا ہو جاتا ہے اور اس کی روح کائنات کے دیگر پردوں میں ریڈیو سٹیشن پر ملتی ہے۔

ہر بیوی بھگ دو عالم کے مدر شجر ایسی دھماکتیں ہیں جو تھے ہیں بھگ، انھیں، دھاتوں کو جب ایک ماکٹ قوت میں (Potency) تبدیل کر دیا جائے تب ہی اپنی روحانی شکل میں برقی ہیں اور روح نہ لگ سکتی تھی یا سکتی ہے، ورنہ ہی کسی ٹیسٹ کے ذریعہ دکھائی جاسکتی ہے۔ ہال ایٹم اس کو کھجا جاسکتا ہے۔ اس کے ٹیپ کے زہن کی پردہ کر کائناتی سطح تک نہا ہو گا۔ اگر آپ کی سوچ، تدریج سے اوپر اٹھائی جاسکتی تب آپ کے ذہن میں ہے۔

ڈاکٹروں کے ڈرافٹوں کے بند ہوتے ہی گھبراہٹ شروع!

یہ ڈرافٹ کب کب تھا لیکن بالکل واضح۔ صاف علم نہیں لیکن پھر بھی میں سمجھ رہا تھا۔ وہ ایک سوچ کا تھا۔ ایک دوسرے شہر سے ایک ڈاکٹر کو ساتھ لے کر عبث پہنچا تھا۔ ڈبلا تھلا، سافٹ رنگت کا یہ نوجوان بڑا گھبراہٹا ہوا تھا، وہ اپنے ساتھ ڈاکٹر صرف اسی غرض سے لے کر آیا تھا کہ کبھی اس سے اس کو کچھ ہو گیا تو۔ کیونکہ اس کو یورینیم اتنی کروڑوں مر جانیے گا۔ اس کام میں عجیب و غریب تھا، اس کو ہی موت کا دھڑکا لگا رہا تھا۔ حساب تک اس کے پاس ڈاکٹروں کے مطب کھلے رہتے وہ ڈھکیاں کھاتا رہتا تھا۔ لیکن مطب کے بند ہوتے ہی اس پر گھبراہٹ طاری ہو جاتی تھی، وہ سمجھتا تھا کہ اگر سڑا رہا ہے تو دل کا دورہ پڑے گا تو اسے کون بچائے گا۔ وہ ایٹم کون، رائے گا، دھڑکنے کی دکان بند ہوتے ہیں، اوقات پر بھی اس کو گھبراہٹ ہوتی تھی۔

وہ ایک سرکاری ملازم تھا اس لئے جس سے اس کا کف۔ ڈاکٹروں کی عیس۔ دو فور کے بل میں کچھ ایسے سرکاری ملازم جاتے تھے۔ اگر اس کے پاس ہوتا تو وہ کسی سرکاری اسپتال میں منتقل کر دیا جاتا۔

موت کا خوف اس پر کیوں طاری ہوا تھا۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ اسے ہر کام کی حد تک برقی تھی، اس کو جیسا بہت مر غریب تھا۔ لیکن میں کب لے کے ہوا اس کا باغیچہ سب ہو جاتا تھا۔ اس کو زور دوسرے ڈاکٹر پر آتی تھیں۔ ڈاکٹر سے پہلے اس کو یہ احساس ہوتا تھا کہ وہ دم نکل جائے گا کیونکہ کبھی اس کے سر پر چڑھا جاتی تھی اس کی ہر طرف کی ہاتھ پائی تھی۔ لیکن اس کی کوئی خاطر خواہ وجہ معلوم ہو سکتی تھی۔



اس کے ساتھ اسے لاڈ اکثر چونک بومبوٹھکی کا سند دے ڈکڑ تھا۔ اس سے میں نے  
 حد متوں کی جانچ پڑتال، اور اس کے تحت شخص کے باریک وقت پر تیار نہ جہاں کو۔ میرے  
 خیال میں وہ کہیں جس دو ڈر میں سے، ایک دو کا تھا۔

بہترین دو ایسے ہیں آرسنک، فاسفورس اور ہڈیوں کا مرکب۔

ابھی کچھ ہو جائے گا۔ موت ہو جائے گی۔ وہ ڈر پتلا ہیں تھ اور اس کی رنگت  
 سادہ بھی تھی۔ لیکن چہرے سے نکلنے والی اور پیچیدگی تھی وہ ہر لمحہ بدلتا تھا۔ کبھی  
 وہ مجھ کو غور سے غور سے دیکھتا۔ اور کبھی آرسنک۔ لیکن جوتے سے ڈکا میں یہ سمجھتا تھا اس سے  
 یہ کہ نہ ہذا کہ وہ رجیم ٹم۔ ٹم ٹم ٹم ہے۔ یعنی چاندی۔ چاندی اکثر لوگوں کی دوا ہے جو  
 ہے، ڈیٹل پتلے مگر پڑ پڑے ہوئے ہیں

آرم ٹیلی کم یعنی سونا خواہش پانڈا تھا ہے، اور اس کا مریض چاہتا ہے کہ خوشی کو سے  
 لیکن چاندی کچھ بوجھ پر اثر ڈالتی ہے اور مریض، عصبانی، غلامت میں مبتلا ہو جاتا ہے  
 اس کو وقت آہستہ آہستہ گزرتا ہوا محسوس ہوتا ہے کہ اس کو ہر کام کی جلدی رہتی  
 ہے۔ وہ ہر کام تیزی سے کرنا چاہتا ہے۔ مینٹا کھانے کی اس کو بہت تیز دوا بہش  
 ہوتی ہے۔ لیکن مینٹا کھانے سے اس کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ وہ بلند بانگ  
 ڈکار میں مبتلا ہے۔

لیکن اس پر موت کا خوف اس طرح طاری تھا کہ اس کو کسی پہلو آرام نہ تھا۔ ڈاکٹر  
 کے دو خالوں کے بند ہوتے ہی اس پر گھبراہٹ طاری ہو جاتی تھی۔ اس پر موت کا  
 خوف طاری ہو جاتا تھا۔ اس کو یہ لگتا تھا کہ اب وہ مر جائے گا۔ موت کا خوف، کیسے  
 جانے کا خوف، سائلوں کی رنگت، ڈر پتلا، درہندہ، لہذا میں نے اس کو فاسفورس ہی تجویز

Scanned by anis riz@yahoo.com

لیکن مریض فاسفورس سے ٹھیک نہیں ہوا۔ مصلوب یہ کہ میری تشخیص غلط تھی وہ مریض  
 اسی طرح پر موت کا خوف اس پر موت کا خوف اور یہی اسی طرح طاری ہوئی تھی وہ گھری  
 دیکھتے ہی بیمار پڑ جاتا تھا۔  
 مطلب یہ کہ بیماری کی شدت اس کی پی  
 تکلیفوں سے نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ گھری دیکھ کر ہوتی تھی۔ اس کی کچھ بیماری تھی نہ کہ وہ خود  
 بیمار تھا۔

مر ۱۹ بجے ہیں۔ ڈاکٹر ول کے مطب بد ہو چکے ہیں۔ اور اب کچھ پر موت  
 نے حملہ کر دیا تو اس خیال سے ہی وہ بیمار پڑتا تھا۔ اس پر گھبراہٹ طاری ہو جاتی  
 تھی اور وہ بے چین ہو جاتا تھا۔ اس نے دو ایک بار فلن پر رابطہ قائم کیا لیکن خود  
 نہیں آیا۔

وہ فاسفورس نہیں تھا اور نہ ہی آرسنک تھا۔ کیونکہ آرسنک کی طرح اس میں  
 نفی بہت تھی اور نہ ہی پیاس لگی۔ البتہ وہ چاندی تھا۔ اور جنٹلمن ناٹسٹر  
 اب میں ایسے ریش فائڈ کر رہا ہوں گا جو بہت ہی مشہور شخص تھا۔ میں تو اس شخص کو  
 بہت پہلے سے جانتا تھا لیکن ایک معالج کی حیثیت سے اس وقت جانا جب وہ  
 کل دو دوسرے بھائی کے مرض میں مبتلا تھا۔ اس کا علاج بڑے بڑے ڈاکٹر دے کیا  
 تھا اور بڑے بڑے قیمتی اسپتالوں میں اس کو داخل کیا تھا۔ ہر طرح کے سٹ اور  
 جانچ کی گئی تھی۔ لیکن وہ ٹھیک نہ ہوا، اس کا بھائی نہ اُترا۔ وہ بہر نام والا شخص تھا  
 اس نے اس بڑے اسپتال اور بڑے ڈاکٹروں کے سہولت پر ملت ماری اور اسپتال سے  
 اپنے گھر آ گیا۔ اس کا بھائی بڑا جانا ہوا تھا۔ اس بھائی نے اس کو مکمل لائفل لائن دیا تھا۔  
 لیکن اس کے باوجود اس میں زندگی کا جوش تھا۔ بات کرتے کرتے جوش میں جاتا تھا

مضمری دیر کے لئے لگتا تو اس کی بیماری رقی ہو گئی ہے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد پھر اس  
بہ نسبت طرک پر جاتی۔

میرے بپ اس کا کس یہ تو پہلا حملہ منے ہی کہ تھا کہ کہیں کچھ کو کینسر نہ ہو  
جو گیا ہے، اس کی عمر ساٹھ بیسٹھ کے قریب تھی۔ اس کی تمام پرزوں میں ایک  
پروٹینائیڈ بناتی تھی کہ اس کے دیش گڑھے کے پاس ایک گلی ٹما گاٹھ ہے۔ ہوتا ہے  
کا ڈاڑھا، سردی کا ہائی کا ہار ہوتا۔ اور پیٹ کے ایکسے میں گلی میں کسی شے کا جو  
یہ کافی تھا کہ اس کا علاج فی لی کے طریقہ کی حیثیت سے کیا جاتا۔ وہ ڈاکٹر اسٹےٹس ہے  
یہی ٹیک کے ساتھ لی لی کا کورس بھی ہے۔ لیکن فی لی کے علاج سے  
خارج خواہ افادہ نہیں رہا تھا۔ یہ دیکھتے کہ وہ ناراض ہو کر اس اسپتال سے ڈیچارج ہو  
پہ گھر چلا آیا تھا۔

اسے بخار کئی دنوں سے آتا تھا۔ بخار رک اہل اس طرح ہوئی تھی کہ برسات کے  
موسم میں دیر کے کورس سے سیر کرتے ہوئے وہ بھیگ گیا تھا۔ برسات میں بھیگنے کے یہی  
دیر کے کورس سے تھوڑے کرنا تھا۔ طوفانی دیر اسے بہت چھا لگتا تھا۔

بخار کو پوٹے ایک ماہ سے زیادہ ہو چکا تھا۔ بخار رزروٹے کرتا تھا اور ساتھ  
بس چھپا پالیسٹ بھی آتا تھا۔ بخار کے وجہ سے بہت دیر وہ لقا ہوت، ورنہ وہ بھی ہو  
تھی۔ اس کا میسر ہنر سے کھانا راج میں حد سے زیادہ چڑا ہوت۔ بخار رات کو تیز  
ہوتا تھا اور ساتھ میں اعصابی درد دیکھا بھی تھی، بالکل رقی کے مریض کی طرح۔  
کوہری بھی ہو گئی تھی۔ عقم بھی ہر تھا۔ کھاتے کھاتے اس پر رتے کی فی کیفیت  
طاری ہو جاتی تھی اس میں بے چینی تھی اور لقا ہوت بھی۔ غصہ بھی اور اداسی بھی

اور اس کے ساتھ سر پر بھاری وزن کا احساس رہتا تھا۔ تپا میں سرد و سردی،  
گھاسی کے ساتھ اسے بخار ہوتا تھا۔ پیچھے چلی ڈاکٹر نے فلان کے علاج کیا تھا۔ پچھلے  
ناگ کان اور گلے کے ماہر نے علاج کیا۔ وہ اسے سالیٹس کا بخار سمجھا کسی نے میلو  
ان کے علاج کیا۔ لیکن جب اس طرح بھی دیکھ گیا کہ بخار تو سنے کے، ہر نے علاج کیا  
اور دیر ہر کے ٹسٹ کروائے۔ سنے کے ماہر کے مطابق وہ فی لی کا بخار تھا۔ مطلب  
یہ کہ ہر شخص نے اپنی مہارت کا ثبوت دیا، اس طرح کئی علاج لی کر اس کا علاج کرتے  
رہے۔ مگر نتیجہ صفر سمیتوں ہو گئے لیکن بخار رہا۔

بہر کیف علاجوں کے مطابق جب ہم نے اس کا علاج کیا تو وہ ہم کو بگڑا ہوا امیر لگا  
میرا جب بگڑتا ہے اس کے زہر سے جدا ہونے والی خرابی اسل اور وقت دیر کی اس  
کیفیت پیدا کر دیتی ہے۔ اس مریض کی حملہ علاجوں میں نہ یا اس ترین عدوت، تھیلی  
گردی اور لقا ہوت تھی اس نسبت سے ہم نے اسے جیسے غم آرس، بخور کی۔

یہ دوا چان اور آرٹیک کا مرکب ہے یہ دوا زیادہ تر دھیر یا جببٹ ہمیں۔  
خیمیت تب مسخ۔ ملروٹی بخار اور دیر بگڑ کر بیماریوں میں جہاں کہیں بھی ملو  
زیر خون میں کمی پیدا کرے اور مریض دیر بگڑے اس میں اس میں اجڑا ہوا جگر ورنے کے  
عوارض میں مبتلا ہو گیا ہو۔ خون کے ماہر ڈاکٹر نے جس کو توت کا کیسر تھا دیر ہنر سے  
تمام مریضوں میں اس سے اکثر میں اس دوا کی علاقیتیں ملیں گی۔ دیر اس سے ٹیک بھی  
ہو جائیں گے۔

میرا ہر طرح کے بخار کی ماہ ہے، لیڈیٹھک فی کمرخص کو میں اس کا علاج سمجھتے  
میں یہ اب اکثر یہ طریقہ کہ بہت سے ٹیک نہیں ہوتا۔ کوہری کو ہومیو پتی میں چھوٹا یا

یا شاید کہتے ہیں۔

جنوں، امریکا کے ایک شہر بڑی ایک رلی کے نام سے یہودیوں کی جاتی ہے۔ پیسٹر رانی ویل سنک، بڑی گرم صفوں کی پرکھ کے علاقوں میں پائی جانے والی ایک درخت کی چھل جھلی بجاروں کی میز پر لٹے بڑی قدر و ثروت کا بستہ ہوئی تھی۔ اسٹیکس والی سے اسٹیکس والی کے تحت عیسائی راہبوں اور پارلیمانی کے ذریعہ اس درخت کی چھل والی کو دربار کے علاقوں میں بھیجا تا کہ اس کی آوازی کے ٹکھوڑا حدود ہوسکے۔ اس طرح اس رلی کے نام کی نہایت سے اس درخت کی چھل کو سنو، لپائی، درخت کے سسکوں اور پھر کوئیں ہوگی۔ چوں عیسائی وادی، مسلمان ہمدردی کے تحت یہی دونوں کا علاج کرنے لگے۔ وہیں انگریزوں کے لئے یہ کوئیں اور ان کا چہرہ ثابت ہوئی۔ میٹ افرا کیٹی کو ہمدستان میں تجارت کرے گا یہ دروازہ مل گیا۔ اطلاق یہ عرض کر دوں کہ سر تھا اس روح ہمدستان آیا تھا تو اسے فستق تاجیہ کے ساتھ جوڈا لکھتے تھے انھوں نے شہنشاہ ہوانگ کے حیرت خوار کا علاج اسی کوئیں سے کیا تھا جو کوئیں ہی حکیم بلا تھا۔ کا پتلا ٹھیک کرنے میں ماکام ہر شے تھے۔ شہ نے خوش ہو کر انگریزوں سے کہا تھا کہ، ملک لوجا میں ہے۔ اور انگریزوں سے ہمدستان میں نارت کر کے کی اجازت مانگ و۔

نہیں مرنے والے تھے۔ یہ یوں کی معاشات و پائے کے لئے رکھے تھے۔ سائنس فریقہ اور مشینری افریقہ میں اگر آپ کا طریقہ ہر کام سے تو یہ تھے وہ جس کے کوئی لاکھ روپوں کے دربار سے آپ اس کوئیں کے انجکشن دستیاب ہو سکیں گے ہر کیف چاہا اس کی چند غور کو اس سے ہی وہ پائلٹ محنت ہی ہونا شروع ہو گئی

مرد کچھ دنوں بعد مائل چست ہو گیا

وہ بڑا خوش تھا اب تک ہوسکتی کو وہ فقیری سے سے تعمیر کیا کرنا تھا۔ پر اب اس کا قائل ہو گیا تھا۔ ہوسکتی سے کہیں نہ وہ قائل وہ ہمارا ہو گیا تھا۔ چنانچہ خود میں اس کا مدح تھا اس کی تحریریں کا مدح تھا۔ اس کی تقریر کا مدح تھا کچھ دنوں بعد میں اس کی خبر گیری کے لئے اس کے گھر گیا۔ وہ ہر طرح سے ٹھیک تھا کہ تھا اور اپنے آئینے لگا تھا۔ میں بڑا خوش تھا لیکن ایک چہرے ٹھیک رہی تھی کیونکہ جب بھی کوئی شہ پراسر بڑی پیچیدہ میں رہی تا کہ وہ آئی ہے تو وہ یہی جانتے تھے کوئی انسان چھوڑ کر ضرور جاتی ہے۔ میرے ٹھیک کے سکتے شفا ممکن نہیں ہے۔ یہی رہی ایک سال وقت ہے۔ اور بیمار کی حالت کو یہ ناشق نہیں ہے بلکہ ایک راستہ تاکہ ہم سے مکالمہ ضروری ہے۔

اس لئے میں اور کیسی آپ کی پوچھتے۔ اور اس کے جواب میں وہ کہتا بھی ڈاکٹر صاحب میں یا سب ٹھیک ہیں۔ سب بات کرنے کا انداز بھی سنا تھا۔ یا تو وہ یا تیر ہی بات کرتے تھا یا ایک دم سے خاموش ہو کر سر پرچے میں چل جاتا تھا۔ مگر اس نے پک کوئی بات سنی ہی نہ ہو۔ اس کے مات کرنے کے پہلے میں خوش ہوتا تھا۔ بچوں کا خوش وجود۔ اسی بات پر میرا دل جاتے ہیں۔ بعض اوقات وہ بائبل پھر کر لوجا ہوتا تھا۔ صدی

میرے اور کیا؟ اور کیا پوچھنے کے جواب میں وہ بولا میں تو بائبل ٹھیک ہوں ہاں اب کچھ حادثہ، کبھی اور وہ بھی ایسی جگہ پر ہو گئی ہے کہ اسے میں سزا مائی ہے وہ اس کبھی کے لئے ایک دم استعمال کیا کرتا تھا۔ جو کہ بہت بڑی نادانی تھی۔ میں میرے کچھ سنے کے باوجود وہ کبھی وغیرہ کے مہم کے استعمال کو بند کرنے پر راضی نہ ہوا۔ وہ



کہتا تھا ڈاکٹر صاحب یہ مریض کبھی کو آدم دینے سے اور آپ کہتے ہیں مریض نہ لگاؤ۔ تو میں میں سب کے سامنے بیٹھ کر کہتا ہوں؟ یہ مجھے سے نہیں ہو سکتا جو مریض اب سے کچھ دن پہلے یہی زندگی سے مایوس تھا اب مجھ سے بحث کرتا تھا لیکن میں کیا کر سکتا تھا وہ بہت غرا آدمی تھا۔ میں اس سے گھر وں ہی کر سکتا تھا کہ حضرت سید رحمہ اللہ میں اور میں آپ کے حق میں بہتر ہے۔ کیونکہ بیماری کے دوا دلوں کے اخراج کے لئے کوئی راستہ چاہیئے۔

لیکن اس کو جو طبیعتی کا یہ فلسفہ سچ یعنی کہ نیک و گناہ گاروں کے لئے میرے دل میں محافظہ عقیدت نہ ہوں تو میں اسے ڈانٹ ڈپٹ کر یہ بات کہنا نا کر میاں اگر ہمارا علاج کرنا ہے تو ہم لگانا چھوڑو۔ وہ کبھی بد شمت کرو ورنہ تم ایسی انکھی ہوئی بیماری کی گرفت میں آ جاؤ گے کہ اس سے بچنا محال ہو جائے گا۔

اور یہی میری طبیعت تھی کہ میں اسے مریض کے استقامت سے باز نہ رکھ سکا۔ پھر کئی دن پہلے وہ ٹھیک ٹھاک اپنے کاروبار میں مصروف ہو گیا اور نہ مجھے ہی خیال ہوا کہ اس کی خبر نہ لے کر کرتے۔ کچھ دنوں بعد وہ ایک اور کئی تکلیف میں روج ہوا، وہ میرے مطلب آتا ہوں، اس کے جلنے والے ہاں تلخ ہو جاتے وہ اپنا کمر اور اپنی لائین کا بڑھاپا رکھتا تھا وہ گھٹنوں مریضوں کی دافن میں بیٹھ کر اپنے میرا استفسار کرتا۔ بعض اوقات کچھ مریضوں سے اس کی تھرا بھی ہو جاتی۔ کیونکہ وہ عقیدہ کا بہت جبر تھا مگر صوبوں کا یا بند بھٹا یہ ہوا کہ میں پر تکلیف کے لئے کوئی دوا نہ دیا کر۔ کبھی دن پر لگی۔ وہ اس طرح نہ نہیں آتا کہ جب اس کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ ہو مریض کو دوا ملے ایسے ہی مریض واقعہ تلاش رہتی ہے کہ جب وہ مریض کو اس کی دوا دینا چاہتا ہے

آپ حیرت میں پڑ جائیے کہ مریض کہہ رہا ہے؟

جی ہاں ہر شخص کی کوئی ایک دوا ہے اس کی طبیعت کے مطابق، اس کے وجود کے مطابق وہ جو وہ ہے یعنی اس کا وجود۔ دراصل بیماریوں کا وجود بھی کائناتی سطح پر ہوتا ہے کہ لئے وہ ہر اس وجود کو، خواہ اسے کتنی ہی اہمیت سے اظہار ہونے کا خوف رکھتا ہے۔ یہی خوف دراصل دائرہ ہے۔ یہی اظہار ہے۔ یہی اظہار کسی جراثیمی مخلوق سے پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہ جو اشیاء بہت بلند میں آئے ہیں کہ جب بیماری اثر انداز ہو چکی ہوتی ہے مطلب یہ ہے کہ پہلے وجود بیماریا ہوتا ہے۔ یہ بیماریا جو اس کا علاج ہی اصل مقصد ہے ہو مریض کوئی نسخہ جلی کا جواب نہیں ہے۔ اس کو کچھ کے لئے اس پر اس کا ثبات اور اس کے خالق کو کچھ ضروری ہے۔ روح و جسم کو کچھ ضروری ہے۔ ہمارے لئے یہ شے و دیگر لغو بات کو سامنے نہیں رکھتی ہیں۔ ہم جو ایک خوراک کی بات کرتے ہیں۔ دراصل وہ اس بیماری کے اصل فلسفے کی بات ہے۔ لیکن لوگ اپنی تکلیفوں کا مداوا پائیسے کا مطلب علاج نہ سمجھتے ہیں۔ تکلیفوں کا مداوا ہو مریض کدو، دوا کے درمیان کچھ سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ لیکن بیماری کا مداوا کائناتی سطح پر ہوتا ہے۔ اس کے درمیان کئی شکل و رنگ ہیں جس شخص کا ذکر کر رہا ہوں وہ کینسر کا مریض نہیں تھا بلکہ خود کینسر تھا۔ کینسر آگ ہے اور آگ طوفانوں سے گھسکتی ہے۔ کیا بھی آپ نے کینسر کے وجود کو دیکھا ہے؟ دیکھا تو ہو گا مگر جہاں نہیں ہو گا۔ کینسر کا وجود کینسر کے مریض سے ہوتا محض ہوتا ہے۔ اس لئے آپ کینسر کے مریض کو کینسر کا وجود نہ سمجھیں۔ کینسر کے مریض کی قوت حیات جواب دے چکی ہوتی ہے۔ اسی لئے کینسر اس پر عادی ہو جاتا ہے جبکہ کینسر کا وجود حالانکہ کینسر کچھ ترخیز زمین رکھتا ہے لیکن اس کے باوجود کینسر اس

ہر اٹھا رہیں جو پا کر نہ کہہ کینسر کو اپنے جسم کے کسی کونے میں بند کر کے رکھ دیتا ہے  
یہ شخص کینسر سی دفت افزا نہ ہو سکتا ہے کہ جب اس کا وجود کمزور ہو جائے۔ کیا  
آپ کینسر کے وجود کی ایک جھلک دیکھنا چاہتے ہیں تو سنئے جس شخص کا یہاں ذکر ہے  
وہ ایک نوجوان تاجر تھا۔ دنیا بھر میں اس کا کاروبار پھیلا ہوا تھا۔ لاکھوں وہ اپنے  
علاج پر خرچ کر چکا تھا۔ انگلینڈ، امریکہ، جاپان اور پھر بھارت کے دورے وہ اس طرح  
کیا کرتا تھا جیسے ہم آپ یا عمرہ سے بیٹھی یا ہورولی جاتے ہیں۔

اس نے دنیا بھر کے بڑے بڑے ڈاکٹروں کو جن میں ہومیوپیتھ بھی تھے اور ہر طرح  
کے معالج بھی کئے آئے یا تھا۔ مگر اس کے مسائل ٹھیک نہ ہوئے تھے۔ ٹراپریٹان  
حال وہ مجھ سے رجوع ہوا تھا اور میں نے اسے چند ٹھوک میں پھینک لیا تھا۔ وہ کینسر  
ہی تھا۔ کینسر کا وجود اس کو جو کینسر تھا ہاں اسے کینسر بڑھا پئے میں لبتہ  
دریغ سکتا تھا کیونکہ جوئی میں کینسر کو اس سے آنکھ لاسنے کی ہمت نہ ہوتی۔

آپ اور زیادہ حیرت میں پڑ جائیں گے کہ یہ شخص اسی کینسر سے  
ٹھیک بھی ہو گیا۔ کی ہاں ہو بیٹھک دو دن میں کینسر کی روح بھی ایسا روئے۔  
آپ حیران نہ ہوں۔ یہ سچ ہے۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ میں آپ کو معجزہ  
ہوں لا جناب کی میں سمجھانے کی بات کوئی نہیں ہے۔ یہ شخص جس کا ذکر  
شرع کیا تھا وہ بہت بڑا شخص تھا کہ ہمارے ہمارے کے لوگ وہ قہقہے رہ  
اس کا تذکرہ کرتے ہیں وہ بہت بڑا آدمی تھا جس کی ہڈی جڑ کہ چٹکی  
جاتی اپنی ہر کام کر سکتا تھا

اس بڑے شخص اور اس بڑے آدمی دونوں کا وجود کینسر کے ماتہ تھا۔ ایک کینسر  
سے مر گیا اور دوسرا کینسر کے شکنجے میں جڑا ہوا تھا۔ لیکن اسی کینسر نے اسے بچا لیا۔

کینسر کے وجود کو آپ ضرور دیکھنا چاہیں گے تو جناب اس بچوں کی رنگ کی پیا  
سمجھ لیں۔ ایک کروڑ پتی آدمی جس کا دنیا بھر میں کاروبار پھیلا ہوا ہے۔ اپنے آبائی گھر  
سے ہے۔ اس کا وطن ایک گاؤں ہے جس کا نام ہے کنارسہ آباد ہے۔ وہ کوئی تقریباً  
تین سو سال کے تمام رشتہ دار جمع ہوئے تھے۔ اس کی بہن اور اس کا شوہر بھی۔ رشتہ دار  
کے ساتھ اس کا بہنوی دھرم میں خناسے کے لئے چلا گیا۔ اور پھر لا پتہ ہو گیا۔ کیونکہ دریا  
نہر قاتی ہو چکا تھا۔ دیکھتے دیکھتے طوفان نے شہر تباہ کر دیا۔ ایسے طوفان دریا میں  
توڑنے کا حوصلہ۔ پچھلے اچھوں کو نہ تھا۔ پچھلے رشتہ مندوں کو نہ تھا۔ ایسے طوفان میں  
وہ اس کے بہنوی کوئی ڈھونڈتے جب اس کو خبر ہوئی تو فوراً اس طوفان دریا میں کود  
پڑا۔ اور کئی گھنٹے دریا میں ڈوبے ہوئے اسے بہنوی کو نکالوا لیا۔ ہاتھ اس کی ٹھنک  
کودر بار سے نکالتے ہیں کا سپا بچو گیا

آپ کینسر کو نہیں سمجھ سکتے اس کے وجود کو نہیں سمجھ سکتے جبکہ اس کو آسانی سے سمجھا  
جا سکتا ہے اور اس کو جانتے دیکھ سکتے ہیں اس کا مطالعہ کہ چاہیے ہے  
ہاں تو میں اپنا ناکامیوں کی بات کر رہا تھا اس بڑے شخص کی بات کر رہا تھا جس  
شخص میں کینسر کا تھوڑا سا گواہی کی دو انتہے سے مرگاہ

آخر کوئی ہوا وہ بیرونی عالم کے دور سے پر تھا۔ وہ کسی تکلیف میں مبتلا ہوا  
جس کے لئے اسپتال میں داخل کیا گیا۔ جہاں اس کے لئے سوسے دو بارہ ٹیسٹ  
ہوئے۔ فل ہرے ٹیسٹ میں وہی نتائج نظر آئے۔ کینسر کا وہی گواہی کہ اس کے کینسر کو  
کال دیا گیا جس کے ساتھ دراصل وہ زندہ تھا۔ جس کا کوئی مسئلہ نہ تھا نہ وہ نہیں  
اس کی موت بھی اسی طرح طریق ترپ کر چکی جس طرح ہر کینسر کے مرنے کی جاتی ہے جس

کینسر آپریشن کر کے نکال دیا گیا ہو۔

کینسر کا مریض کینسر کے ساتھ زندہ رہ سکتا ہے۔ خدا بولے کب یہاں کینسر کے ماہرین سمجھیں گے کہ کینسر مسئلہ نہیں ہے بلکہ مسئلہ کا حل ہے۔

مجھو بس کے گھر والوں نے سر کے بال منڈوا دیئے۔

( میری ناکامیوں میں اس خبروں کا کینسر بھی ہے۔ اس پر پاگل پن سوار تھا۔ اس کو جیسے کتے کٹے جلتے تھے۔ جس کے بعد ہی وہ کچھ فادوس رکھا جاسکتی تھا ورنہ اس پر وہ سوار رہتا تھا۔ پھر کسی سے جھگڑا کرتا، دوسرے مارنے پرانہ دزد ہوتا۔ بخش بخش گامیاں بچا، باپ پر زور دے دیتا، گھر کے سامان کی توڑ پھوڑ کرتا۔ یا پھر اپنے پیر پڑے پچھا ڈونٹا۔

باپ سے نفرت کرتا۔ بھائی بہنوں سے ٹھکر مارتا۔ اس پر دوس کے لوگوں سے بھگڑا کرتا۔ پتھر مارتا، گھر سے نکل کر کھانا کھا کر کھانا کھاتا تھا۔ ڈاکڑوں کے مشورے اس کی شادی کر دی گئی تھی لیکن نتیجہ اور بھی خراب نکلا وہ اپنی بیوی کو بھی مارنا تھا اور بھلا دوسری باتیں سر میں مانتا تھا۔

وہ ایک مڈل کلاس فیملی سے تعلق رکھتا تھا اور کاٹے ہیں پڑھتا تھا۔ والدین کو اس سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں پڑھنے میں ذہین مگر ڈپرک اور سرسلا قسم کا یہ نوجوان ہے ساتھ پڑھے دای مڑکی سے چپکے چپکے اپنے دوسری محبت کرتا تھا۔ حالانکہ اسے اس لڑکی سے اپنے دل کی بات کہنے کی کبھی محبت نہ ہوئی تھی۔ اس کے دوست یا اس کی بھینچ بھینچت اور خاموش محبت سے واقف تھے۔ کچھ دوستوں نے اورادہ مذاق اس لڑکی کے نام سے

اس کو خط لکھنا شروع کرنے۔ اور یہ اس کو حقیقت سمجھنے میں سیکھ پھر بھی اس لڑکی سے بات کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اب اس کا من پڑھنے لکھنے میں نہیں لگا تھا۔ دوسری طرف امتحان کے دن قریب آ رہے تھے۔

مڈل کلاس ماہر سر کے اکثر شریعیسے اور دو قسم کے نوجوان لڑکوں میں کچھ برائی کے دوران دیوانگی طاری ہو جاتی ہے اور کچھ کے ذہن الٹ جاتے ہیں۔ ان پر پاگل پن سوار ہو جاتا ہے۔ اکثر لوگ ان کو ایسی اثرات سے تعبیر کرتے ہیں۔ جبکہ ڈسٹرکٹ آف پن اور جیون بتاتے ہیں وہ اس مرض کو سبکی زعفرانی یا Schizophrenia کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ اکثر علاج سکون آور دواؤں سے یا شاک دیا کر کیا جاتا ہے اکثر نوجوان اس طرح کے علاج سے تنطیک نہیں ہوتے۔

ہاں تو جیسے جیسے امتحان کے دن قریب آئے اس نوجوان پر دیوانگی کے اثرات نمایاں ہونے لگے۔ یا دوسروں نے اسے اکسایا اور وہ جیون بن کر عجوبہ کی گلی کے چکر لگانے لگا اور اس کے نام کی حد لگانے لگا۔ پھر کیا تھا لڑکی کے سر پر ستوں لے اور بھٹے والوں سے اس کی خوب چٹائی کی اور اس کا سر منڈوا دیا۔ ان سبھوں سے مل کر اس کو بہت زیادتی سے مارا مگر اس کو مار کا احساس نہ تھا۔ لوگ اسے آوارہ و بھول سمجھ رہے تھے مگر وہ الیب نہ تھا۔ وہ بیمار تھا۔ ایسے مارکی نہیں علاج کی ضرورت تھی اور علاج کے نام پر اسے بھی کے شاک دیئے گئے۔ اور بھی بڑی جہالت تھی۔ جھاڑیوں کے گھونٹے لے بھی اپنے منتر ور ٹوٹے آزمائے۔ لیکن وہ اس سے بھی ٹھیک نہ ہوا۔ آخر میں ڈاکڑوں کے مشورے سے اس کی شادی کر دی گئی۔ لیکن سب بے سود اس کے بعد بھی اس کا دیوانہ پن نہ گیا۔

بومیو پتھی کے لئے یہ ایک بالکل سیدھا سا دوا ہے۔ وہ اپنی بھولے کا نام سے

وہ مریض ہر سیر پر سکڑا ہوا تھا۔ لیکن اس میں کچھ نئی علامتیں پیدا ہونے لگیں۔ اگر نئی علامتیں رونق پور رہی ہوں تو اپنے لسنز پر نظر ثانی کر لینا چاہیے۔ نئی علامتوں اس بات کی طرف اشارہ دیتی ہیں کہ پیسے دی گئی دوا عملیاتی یا کہ اس دوا نے مریض کی گہری تک ہمارا اثر نہیں کیا ہے۔ ان دونوں میں کوئی کرنا بعض اوقات بہت مشکل ہوتا ہے

ہذا میں نے نئی علامتوں کو اہمیت دی اور اپنے لسنز پر نظر ثانی کرنے لگا۔ اصولاً یہ بات صحیح تھی مگر یہ بھی غلطی بھی تھی۔ میں اس بات کو بالکل نظر انداز کر گیا کہ وہ ایڈریجیک دو اہل بھی کھارہا ہے۔ ایڈریجیک دو اہل جو ایسے مریضوں کو دی جاتی ہیں۔ ان کا دائرہ عمل زیادہ تر یہ ہے کہ دیا گیا تحریک کو کم کیا جائے تاکہ اس کا دماغ درست ہو جائے۔ مگر اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دماغ کی دماغی تحریک کم تو ہو رہی ہو مگر ایسے ایسے مریضوں کی حالت خراب ہوتی ہے۔ اور اس کا فائدہ کمزور ہوتا ہے۔ اس لیے یہ مریضوں کو دیا جاتا ہے۔ اور خرابی کی حالت ختم ہونے لگتی ہے اور بالآخر وہ کسی کام کا نہیں رہتا۔ اکثر مریض ایسی رنگ سے موت کو ترجیح دیتے ہیں اور خود کشی کر کے مر جاتے ہیں۔

جبکہ ہر مریض ایک علامت کو خدا کے اصولوں پر مبنی ہے اس کے قانون پر مبنی ہے۔ مطلب یہ کہ اگر کسی میں یا شیطان نے دیکھا ہے تو اس سے بڑا جی آپ اس مریض کے اندر داخل کر دو۔ میرے ایڈریجیک صحابہ دوست یہ بڑھ کر سرور نہیں گئے اور وہ لوگ بھی ہلے گئے جو مجھ کو نفسیاتی علاج کا ماہر سمجھتے ہیں۔ اکثر لوگوں کے نزدیک جتنے ماہرین کوئی معنی نہیں رکھتا۔ وہ پرستار ان کے وجود سے ہی انکار کرتے ہیں اور ان تمام باتوں کو مریض کے دماغی فعل سے منسوب کرتے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ جنوں کا وجود ہے اور جنوں میں بھی اسی طرح قیام طین ہیں جس طرح کہ خود انسانوں میں ہیں۔ اور یہی قیام طین

کر آپ بھی مدد لگاتا تھا اور اس کو یقین تھا۔ اسی سے اس پر ہمارا اثر ہے۔ جب بھی اس کو یاد کرتا تو اس سے دوا لگی کے دوروں میں مدد آ جاتی۔ ایک اور خاص علامت یہ تھی کہ اس کو حسرت ہوتا تھا کہ گویا انسانی نصاب اس پر مل دیا گیا ہے۔ مگر کی بے آہ سے اور وہ اس گندگی میں گئے تک ڈا ہوا ہے۔ وہ اپنے مریضوں پر ایمان نہ رکھتا تھا کہ یہ دوا تھا۔ جہاں جوتک دانت سے چارو ٹوٹتا ہے تھے اور حامل آسپ بتاتے تھے کسی ناپاک جن کا سایہ۔ وہ دوا اور اس کے پکڑے میں بھی ٹاویں نہیں دیتا تھا۔

کیا واقعی اس پر کسی جن کا سایہ تھا؟ جن کیسے؟ آسپ کیا ہے اس پر بعد میں روشنی ڈالوں گا۔ پیسے اپنی ناکامی پر تو روشنی ڈال دوں۔

مندر جہاں دو نول علامتوں کی روشنی میں اسے میں نے مانجھا تھا۔ Hyoscyamus تجویز کی۔ لیکن دوا کھانے کے بعد بھی اس پر درست ایکشن نہ آئی۔ اس کی دوا لگی میں مدد آ گئی۔ مگر انہوں نے یہ سمجھا کہ اعتقاد ہو گیا ہے۔ اس نے وہ بند کر کے دلی انگریزی دو میں کھلنا شروع کر دیں جو اس سے دوروں کے دوران میں دلی جاتی تھیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شہ کی طرف سے جو سلسلہ شروع ہوا تھا وہ رک گیا۔ یہ جب دوا اس کو لے کر آئے میرے سے یہ پیچھا ملا کہ تھا کہ یہ میجر میری کی دوا کا پتہ یا انگریزی دواؤں کا

انگریزی دوا میں مریض کی تہ تک نہیں پہنچا تھا۔ اس کا دائرہ عمل سطحی ہو جاتا ہے اس سے سطحی باتیں ہو کر رہی ہیں۔ مریض کو آرام مل جاتا ہے۔ میں وہ مریض کی شفقت سے نہایت نہیں پاتا۔ لیکن یہ ہے کہ کچھ عرصے کی خاموشی کے بعد مریض دوبارہ شدت اختیار کر جاتا ہے یا اس سے دوبارہ خطرناک شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔



کے علاوہ کسی اور پر بھی اعتماد کرتے ہیں اور خدا ناسخے ہیں نہ آپ شرک کر کے ہیں  
ایک مومن اور شرک میں کچھ فرق ہے۔ ایک مومن صرف اللہ کی پناہ مانگتا ہے۔ جبکہ  
مشرک اللہ کے سوا دوسری ہستیوں مثلاً جنوں یا دیوی دیوتاؤں سے پناہ مانگتا ہے  
ایک آیات قابل توجہ ہے کہ قرآن کا آغاز سورہ فاتحہ سے ہوتا ہے اور اختتام  
مواہن پر۔ اب ذرا دلدادہ یہ ایک نگاہ ڈال لیجئے۔ آغاز میں سبب السالین، رحمان  
و رحیم اور فاکس دوم الدین کی حمد و ثناء کے بعد عرض کرتا ہے کہ آپ ہی کی میں بندگی  
کرتا ہوں اور آپ ہی سے مدد چاہتا ہوں اور یہ کہ مجھے سید عالم سے تعلق ہے۔ جواب میں  
اشر تعالیٰ کہ ہر حق سید عالم سے مدد دھانے کے لئے اسے ہر رات قرآن دیا جاتا ہے۔ اور اس  
کو فرم اس بات پر کیا جاتا ہے کہ بندہ اشر تعالیٰ سے جو رشتہ العقیقہ، رشتہ اس میں، مکتب  
لہذا اس انسان سے ہے۔ عرض کرتا ہے کہ میں ہر غفلت کے ہر حقے اور شر سے محفوظ رہنے  
کے لئے آپ ہی کی پناہ لیتا ہوں اور خصوصیت کے ساتھ شیاطین جن و انس کے ہر کوشش  
سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔ کیونکہ وہ ماست کی پیروی میں وہی سب سے زیادہ فاسق  
ہوتے ہیں۔ بعد کی آیتوں میں سورہ العلق (اگر میں پناہ مانگتا ہوں انسان اللہ کے رب  
انسان اللہ کے بادشاہ انسان اللہ کے حقیقی معبود۔ اس دوسرے ٹکٹے والے کے ٹکڑے سے  
جواب دے دیتا ہے۔ خواہ وہ جملہ میں سے ہیں یا انسانوں میں سے۔  
پناہ مانگنے والا ہم حال وہی شخص ہوتا ہے جو محسوس کرتا ہے کہ جس چیز سے وہ ڈرتا  
ہے اس کا مقابلہ خود نہیں کر سکے گا۔ جن دشمنان میں کا وجود اور ان کو دفع کر کے کئے  
اللہ کا کام رہا ہے انسان اللہ کی نافرمانی کر رہا نہیں موجود ہے۔ دوا اور دوا اللہ  
میں شفاء موجود ہے

نورنگہ کے دل میں دوسرے ڈالتے ہیں۔ عقیقہ پیرا کر گتے ہیں۔ ان کے ذہنوں کو انٹ  
جیتے ہیں۔ اکثر اچھے رفیع جود طریقہ علاج سے ٹھیک نہیں ہوتے۔ اکثر بیمار بچہ ٹیک  
سے بھی ٹھیک نہیں ہوتے۔ لیکن اگر بیمار بچہ صرف اللہ کے ہاتھ یا اس کے کلام  
سے کی گئی ہو تو اکثر شفا پا جاتا ہے۔

شیطان چکر کیا ہے۔ عراق کا اعتقاد کیا ہے اور جہنم کے لئے کیا ہے؟  
 ان باتوں پر اپنی تعریف و مدح و زعمت و اہمیت! میں روشنی ڈال چکا ہوں۔ یہاں  
 اسلام میں جہاد و جہیز تک کی حیثیت کیا ہے اور جہاد و جہیز تک خود مقرر کی ہے یا انبیاء  
 اس پر بات کروں گا۔

بکثرت صحیح حدیث میں ذکر آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات کو سوتے وقت اور خاص طور پر بیماری کی حالت میں قلی ہو کر اللہ اور دو صدیقین میں مرتبہ پڑھ پڑھ کر کہنے دو فوں اور تھوڑی سی پھر کئے اور سر سے نیکر پاؤں تک پورے جسم پر جہاں جہاں تک بھی آپ کے ہاتھ پہنچ سکے انہیں پھیرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر اللہ پراعتقاد کیا جائے تو کوئی چاہے تو مرنے کی بات کو نافع بنا دے گا مگر ساتھ ہی ساتھ آپ سے دعا اور علاج سے نہ صرف یہ کہ کبھی منع نہیں فرمایا بلکہ خود فرمایا کہ ہر مرض کی دعا اللہ ہی کی ہے اور تم لوگ دعا کی کرو۔

میں ان ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ دوا بھی اللہ ہی کے حکم اور  
دفعہ سے نافع ہوتی ہے۔ خدا اگر دوا اور طبیعت کا یہی ہر حال میں نافع ہو تا تو پھر  
اسی حال میں کوئی دوا یا دوا کے ساتھ اللہ کے ناموں اور اس کے کلام  
سے استفادہ کی کیا حاجت تو یہ حقیقت ہے۔ ہاں اگر آپ اللہ کے ناموں

انہی نے ہر طرح اور سیر کی وہ پہلے ہی محفوظ کر رکھی ہے جس کی ہندوؤں کو ان کا ذکر کرنا ہوتا ہے۔ ایک ایسا ہیہ کہ کامیابی کا نام ہی تلاش ہے۔ مذہب کے کارخانے میں موجود ہر دوا کی وہ ایسے خصوصیات سے واقفیت۔

اکثر لوگوں کو اس بات کا تجربہ ہو گا کہ جن طریقوں میں شیطان افراط و تفریط سے ان میں سے اکثر افراد کے دماغ پر ہونے والی تھیں اور کچھ کو عاجت و اذیت کے دوران در سے بڑھ جاتے تھے۔ یہی حال لوگوں کا ہوتا ہے۔ بعض دوسروں کے دماغ گندگی کی طرح پختے ہیں۔ گندگی میں لوستے ہیں اور بعض قرآن کی بات سناتے ہیں۔ جن سے پہلے وہ واقف بھی نہ تھے۔

### پاک جن مایا کی جن

یہاں یہ بتا چکا ہوں کہ ایک صحت مند انسان پر بیماریوں اثر انداز نہیں ہو سکتیں۔ اسی طرح ایک صحت مند ذہن پر جن و شیطان بھی اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ وہ جو ان ایک مدلل کلاس میں کافر تھا۔ کتب میں پڑھتا تھا اور کتب میں پڑھنے کے لئے ایک متوسط پیشے کے فرد کو کیا کچھ رہنما بنوں کا سامنا نہیں ہوتا اس کا اسانہ اس پیشے کے ہر فرد کو ہو گا۔ ایک طرف تو وہ اپنے وہ شوق پر اکرنا چاہتا ہے اس کے دست و پا سامنے کرتے ہیں اور دوسری طرف پڑھنے کی کھائی اکثر اسی دوطرفہ ذہنی کشمکش میں بیمار پڑتے ہیں۔

ایک بات یاد رہے کہ بیماری کسی جراثیم سے پیدا نہیں ہوتی۔ یہ لفظ مادہ پرستوں کا ہے کہ بیماری کا سبب کسی مادی شے کی شکل میں دریافت کر کے خوش ہوتے ہیں۔ قدرتی اثرات کسی جراثیم سے پیدا نہیں ہوتے جراثیم تو صرف ظاہری امراض پیدا کر سکتے ہیں۔ ٹھیکہ اسی طرح کہ آپ کسی دہریہ اشیاء کے زیر اثر مدہ کر بیمار پڑ سکتے ہیں۔ جو میری پیشہ کا یہ باطل رہا

اور واضح نظر یہ ہے کہ قدرتی امراض کے پس پشت کوئی جراثیم نہیں ہونے بلکہ یہ جراثیم یہ ضرور مبینہ خلق تو بیماری کے دوران قدرتی طور پر پیدا ہوتے ہیں۔ ٹھیکہ اسی طرح کہ جس طرح ان کے کوئی کوئی ایسا کیرٹس سکڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔

آج جدید سماج کے مفکرین بھی اس بات کے قائل ہو چکے ہیں کہ اکثر قدرتی امراض کا سبب دائرس ہوتا ہے۔ یہی مادہ پرست اس دائرس کو بھی کسی مادی جبلت سے ہی تسلیم کر سکتے ہیں۔ اس لئے جراثیموں سے بھی پھوٹے چھوٹے کیرٹس کو دائرس کا نام دے کر گویا۔ یہ بھی یا گیسٹ کہ انھوں نے طبی دنیا میں کوئی بڑا تر حادثہ ہے بلکہ ہر مریض کی نظر یہ یہاں ہی اصل واقعہ ہے کہ دائرس سے مراد کوئی جراثیم شے نہیں ہے۔

دائرس ہوائی زبان کا لفظ ہے اور جس کے معنی ہیں پوشیدہ اور خطر یعنی پوچھنا نہیں دائرس کا مفہوم کچھ ایسے معنوں میں لیا جاتا ہے۔ جبکہ اگر ہوس کے چال لفظ جتنا ہے یعنی وہ جو پوشیدہ اور خطر ہے اور جو نظر نہیں آتا۔

رومیوین میڈی کے ہائی ڈاکٹر ہائی مین نے بھی دائرس کا لفظ انھیں معنوں میں استعمال کیا تھا۔ طب میں نفاذ دائرس کا اصطلاح ڈاکٹر ہائی مین کی ہے لیکن مادہ پرستوں نے خورہ بین کی ایسی دیکھ کر دائرس کا اصطلاح کو دور یا یہ چھوٹی مخلوق کو دائرس سمجھ لیا۔

لیکن ہوموینیتھ کے لفظ دائرس کا وجود مادی سطح پر نہیں ہے بلکہ کائناتی سطح پر ہے اور اس طرح بیماری ایک احساس ہے جو ہر اس فرد پر اثر انداز ہو سکتی ہے جو پہلے سے اثر پذیر ہے۔ ہوموینیتھ کو بیماری کے مختلف ناموں سے سروکار نہیں ہے۔ یہ نام تو ان معانی میں لے لئے ہیں جو بیماریاں کا علاج نہیں کر سکتے۔ البتہ بعض کے اعضاء کی مختلف ٹورٹ پھوٹ کے مطابق بیماری کا نام ٹورٹ کر کے اس کو معالطے میں رکھتے ہیں

اصل بیماری کسی مادی ذریعے سے تشخیص نہیں کی جاسکتی۔

ایک ہریمو پیٹو کے نزدیک یا تو وہ شخص بیمار ہے یا صحت مند۔ ایک صحت مند شخص کے نزدیک کوئی بیماری نہیں آسکتی۔ لیکن جو بیمار ہے سن کر جس کا وجود بیمار ہے وہ شخص طرح طرح کے اچھے ہوئے مسائل سے دوچار ہوتا رہے گا۔ ہریمو پیٹو کا دنیا کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ان لوگوں کی صحت بحال کریں کہ جو بار بار بیمار پڑتے ہیں، اس کے بعد آہستہ آہستہ وہ خود بخود صحت یاب ہو جائیں گے۔

وہ دواؤں کو کس لئے بیمار پڑا تھا؟ اس سے کوئی پہلے سے بیمار تھا۔ ایک متوسط طبقے کا نوجوان کہ جس کی غذا ناقص ہے جس کے تمام وسائل ناقص ہیں۔ اس کو توڑ مہنگائی میں کیا اس کے والدین اس کے لئے سب کچھ فراہم کر سکتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بیمار پڑ گیا۔ ایک متوسط طبقے میں خستہ حال خاندان کا فرد جو کہ ایسے ماحول میں رہنے پر مجبور ہے کہ جہاں نالی کے کڑے بھی دم توڑ دیں۔ ہر طرف گشڑی گندگی ہر طرف خوف و دہشت کا ماحول، درلیسے ماحول میں اس کو اس کے خاندان کو رہنا ہے۔ یہ بیمار سے معاشرہ کی سب سے بڑی دشمنی ہے۔ بیمار کا متوسط طبقے کا معاشرہ ہی ہے۔ ہمارا ملک اسی متوسط طبقے کے بیمار سے چل رہا ہے۔ اور یہی طبقہ اس ملک میں ہر لمحہ خراب ہو رہا ہے۔ اسی طبقے کو ٹیکسوں سے روندنا جانا ہے تاکہ ہماری سرکال چلتی رہے۔

اس گندگی اور دہشت گردی کے ماحول میں ناپاک جن بیٹے ہیں اور ان کے ناپاک اثرات ہمارے معاشرے پر پڑتے ہیں۔ مجھ لے مجھ لے انسانوں پر اس طرح اثر انداز ہوتے ہیں کہ اکثر کے ذہن الٹ جاتے ہیں۔ آپ اس گندگی اور اس ماحول کی تصویر دیکھنا چاہتے تو دیکھئے یہ ایک دو ہے۔

میں ایک علاج ہوں اس لئے دوا ہی کی بات کرتا ہوں۔ یہ دوا وہی ہارمونوٹائیس ہے جو اس گندگی میں پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے کہ یہی اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔ گندگی گندگی کا علاج ہے؛ پہلے آپ اس دوا کی ذہنی علامتوں پر غور کریں۔ خوف، اکیلا ہونے سے زہر دینے جانے کا، کانٹے جانے کا، روخت کر لینے جیسے کانٹے اور پھنسے۔ جو چیز دی جائے اس کے لینے سے کہیں کہیں اس کو یہ احساس ہوتا ہے کہ اس میں کوئی سائنس کا فرما ہے۔ اس کے ساتھ دھوکا پڑنے والا ہے۔

ناکام محبت کے اثرات، احمد اعظم، بے تکی بات چیت یا سرائے پر چنے کی غربت اور پھر اس کے بعد مرگ کے راز سے اور یہ دوسرے بھی ایسے کہ مرگ میں گندگی کی طرف چلنے والے کے کانٹے گرے یا میت اٹھا دیں جا کر بے ہوش ہو جائے۔ شہوانی حور، بے مانی بے شرمی، یہاں تک کہ کپڑا نہ پہنے۔ نہ لگا ہے۔ اپنی مجاہدہ کا نام لیکر گانا گائے۔ صبح کو کپڑے اڑھنے مارنے پر آمادہ نظر آئے۔ سر عام تنگ ہو جائے پکڑوں کو لات مار کر پھینک دے۔ حراسے زیادہ بے شرمی، تشفیہ گانے گائے۔ بستر میں تنگ پڑا ہے۔

دوستوں پر میل۔ ہوا میں اڑتے ذرات کو پکڑے یا بستر میں تنگ پڑا ہے یا بستر کے کپڑے نوچے، شدید بے چینی، جسم کے ہر عضو میں تشنگی اور بھڑکن آنکھوں سے آنسوؤں کے انگوٹھوں تک۔ ہڈیاں بے چینی کے ساتھ بستر سے کود پڑے اور بھگ گئے کی کوشش کرے۔

یہ ہارمونوٹائیس کے ہڈیوں کی علامتیں ہیں۔ چونکہ ایک ناپاک جن کی تمام عادات سے ملتی ہیں۔ بالکل مشابہہ یہی قدرت کا قانون ہے۔ ہر مرض کی دوا اس کے کارخانے میں پہلے سے موجود ہے ہر شیطان کا توڑ اس لئے پیدا کیا۔ ہر زہر کا سریاق

پیدا کیا۔ وہ نوجوان اس دوا سے ٹھیک ہو گیا ہوتا۔ کاش میں نے فقوڑا بھرا کر پرتا۔  
اپنی ناکامی کے ساتھ اپنی ایک کامیابی کا تذکرہ بھی ضرور کرنا چاہوں گا تاکہ قارئین  
اور بالخصوص میرے شاگرد اس دوا کے صحیح استعمال سے واقف ہو جائیں۔

یہ بھی ایک نوجوان ہی تھا۔ غریب بیوہ کا ہر نہر فرزند اس کی ماں گھر گھر کلام کر کے  
اس کو بڑھاتی تھی۔ بچپن سے وہ زمین تھا۔ اس کا ایک بڑا بھائی بھی تھا۔ وہ کھیت  
مزدوری کرتا تھا۔ یہ نوجوان سرکاری اسپتال کے علاج کے ڈاکٹروں کے زیر علاج تھا  
اور کئی سال سے اس کا علاج ہو رہا تھا۔ کیونکہ اس پر دوائی کے دورے پڑتے تھے  
ہر وقت اس پر خون سہا رہتا تھا۔ وہ اپنی ماں کو بھی ملتا تھا اور بھائی سے بھی جھگڑ  
کرتا تھا۔ اس پر جب کبھی اور بیماری کی کیفیت طاری ہوتی تھی تو وہ اس کے پاس  
جا کر ادویہ پرتا تھا۔

وہ شروع سے ایسا نہ تھا بلکہ ماں کا فرما ہر دوا تھا۔ غمازہ زرد کا پابند۔ لیکن  
اس بات سے کسی کے استحقاق کی تیاری کے دوا اس پر پاگل پن سوار ہو گیا۔ بڑھائی  
لکھائی پھر لگئی۔ جھاڑ پھونک دھا تو کسی سے بھی ٹھیک نہ ہوا۔ سرکاری اسپتال  
کے ڈاکٹر اس کی کمرہ جنوں گولیوں کے پتے دیتے اور کہتے: گڑیاں چاؤ کھینو ہاں  
تو تو میرا ہزارہ لگو گیا بار بار کھو رہا پاگل ہو چکا ہے (۴۰)

لیکن کیا وہ ان کی گولیوں سے ٹھیک ہوا۔ اُسے اس پر ہر وقت خیرطوسی دیتی  
تھی یا دور سے۔ دیکھی کام کا نہیں رہ گیا تھا۔ ایک بیمار شخص کو خیرطوسی لگایا کھلا  
کر خیرطوسی میں رکھنا اس کے پاگل پن سے کہیں زیادہ بڑا پاگل پن ہے۔ لیکن یہ پاگل  
پن کا طریقہ علاج وہ ہے۔ کاش ہمارے دوست مواقع اس طریقہ علاج کو ترک

کر لیں اور دوا کے قانون پر بنی علاج کو اپنائیں

یہ نوجوان اس دوا کی صورت ایک خوراک سے بالکل شفا یاب ہو گیا۔ اس کیس میں  
رہنا علامت یہ تھی کہ پاگل پن کے دوران کے دوران اس کے پاس جا جا کر ادویہ  
لگتا۔ یہ دوا ہائیڈروکسیس کی ہے۔ ذرا اسے بھی جان لیجئے اور حسرت کیجئے۔ شاہد خدا  
کا قانون آپ کی کھڑکی میں آجائے

ہائیڈروکسیس ایک زہریلا پودا ہے۔ عام زبان میں اس کو *Hand-axe*  
کہتے ہیں۔ آپ کے لئے ہیں اور آسان کر دیں۔ دراصل یہ وہ پودا ہے جو زندگی میں  
کوڑے کرکٹ میں اپنے آپ آگ جلتا ہے۔ اس کو بے غم کا جھاڑ کہتے ہیں۔ اس کا پتلا  
پتلا یا کاسے رنگ کا ہوتا ہے۔ جس میں خوشبو نہیں ہوتی، امات کی تاریکی میں اس پر ان  
ادویہ کا حوالہ میں اس پھول کو غور سے دیکھیں تو یہ معلوم ہو گا کہ یہ گندگی اور فحاشی  
کی طرف جھکا ہوا ہوا گا۔ اس میں کسی طرح کی کشتی نہیں ہوتی۔

یہ پودا اپنے اندر فحاشی اور گندگی کے ساتھ ساتھ حالت کی تلخی میں پونے  
دلی وحشت و زندقہ کی سیبی تمام اثرات کو میٹ کر دیتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ  
بے غمی اور بے حیائی بھی کیونکہ بے غمی اور بے حیائی گندگی میں ہی پختی ہے۔ یہ  
پودا بہت زہریلا ہے۔ لیکن یہ تعجب ہی ہے کہ اس کے زہریلے اثرات مریضوں پر بالکل  
نہیں ہوتے۔ یہ اکثر شان ہے۔

مقتل اولیت شیطانی دوسو سے شیطانی کو کنکری کیوں موقوف  
میں اس پودے کے بارے میں ہمارے جن جس کو کھا لینے سے شیطانی ہل نہیں  
اُٹھتی ہیں اور یہی پودا ایسی ہی شیطانی طاقتوں کے لئے نافع بھی ہے۔ جن کا دوا



کہ اگر آپ نے شیطان کو کبھی نہیں ماری تو آپ کو ایک نامہ قربانی کرنی ہوگی۔ نزدیک قربانی کرنے کے لئے بھی وہ تیار نہ تھے کیونکہ وہ اپنے آپ کو بہت عزیز سمجھتے تھے۔ بہر کیف کسی طرح وہ راج کے لئے روانہ ہوئے۔ لیکن وہاں پہنچنے کے بعد انھوں نے کوسرے شیعی افغان کو کہہ کر تھانہ کجور کا طوفان کرنے ہمارے رنار پڑھنے جلتے ہیں، آپ جسے میں پڑھنے اور جلدی جلدی اُگلی اُگلی مارا داکرتے۔

ان کی بیوی جو راج میں ان کے ساتھ تھی ان کو بہت کھاتی لیکن وہ نہیں مدد دے، وہ شیطان کو کبھی مارے کے لئے بھی نہیں گئے، اس طرح راج کر کے اپنے وطن واپس آئے وطن میں بھی کسی سے متے جلتے نہ تھے، سارا دن بڑبڑ کرتے بیٹھے۔ جلدی جلدی مارتا پڑھتے یا پھر اپنے آپ کو ایک کمرے میں بند کر کے دیکھ لیتے تھے۔ ملتے دلوں سے کہتے کہ میں حاجی نہیں پاؤں۔ بات کرتے کرتے بھول جاتے۔ غارت پڑھتے پڑھتے وہ سب بول جاتے لیکن پھر بھی وہ مارتا پڑھتے لیکن کوشش ہی ہوتی کہ جہاں تک ہو سار پڑھنے سے بچن ٹال جاتے۔

جب میں نے ان کو دیکھا تو دیکھتے ہی ان کی روح تشییع ہو گئی۔ واقعی یہ کیس بڑا آسان تھا۔ اس کیس میں اہم علامت یہی تھی کہ کھانا ایک شیطان دوسرے شیطان کو کیونکر کھاتا۔ اسے فارین کو اپنے شاگردوں کو کہہ جاتا ہے کہ یہ دوسرے شیطان کیس ہے؟

حاجی صاحب واقعی میاں تھے۔ ورلڈ ریس کن کا سایہ تھا۔ یہ جن پاک تھا یا پاکستان یہ ہمیں پڑا ایک بات واضح ہے کہ آپ کسی بھی شکل میں علم ک حوت جلائیے، ذات آپ کو ایسی ہی ہوگی۔ یہ دور پیسے بنانے کا دور ہے اگر آپ کو پیسہ مانا نہیں آتا تب

کائنات میں موجود ہے۔ بیماری کا وجود بھی کائناتی سطح پر ہوتا ہے اور یہ طاقتیں ہر کسی شخص کو مار کر کھاتی ہیں جو ان سے افریقہ پر ہر کتنے ہیں۔ کسی شیطان یا جن بدلتی طاقت ہیں کہ وہ کسی صحت مند انسان کو مارتا کر سکے۔

قدرتی امراض کیسے ہو جاتے ہیں، اور کیوں ہو جاتے ہیں اس کو سمجھنا بڑی پیچیدگی ہے۔ کون شخص کب اور کس حالت میں بیمار پڑ جائے گا دیکھنا نہیں سیکھا شیطان طاقتیں کس طرح چپ چاپ انفرادی ہوتے ہیں جب ہر طرف شیطان ماحول ہولناک تو ایک کمرے سے دوسرے شخص کو چھو کر پھرتی ہیں۔

ایک حاجی صاحب کا یہ کیس ہے۔ راج کے لئے جانے کی غلطی ہو گئی اور حاجی انکا کرتے تھے اور جب راج کا وقت آیا تو حاجی سے انکا کہنے لگے۔ راج کے لئے روانہ ہونے کے لئے ان کو ڈر لگتا تھا۔ عجیب سی کیفیت، اندر طرف دی تھی وہ راج کے نام سے گھبراتے تھے۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی بھی جائے دوں تھیں دوست، صاحب سب مل کر ان کو سمجھاتے، ان کا حوصلہ بڑھاتے لیکن وہ سفر کے لئے تیار ہی نہ تھے اپنے بڑے سے کہتے اگر میں راج کے لئے گیا تو راستے میں ایکسڈنٹ ہو جائے گا۔ میں پھوس گا نہیں ان کو پھر سفر سے ڈر لگتا تھا۔ وہ اپنے آپ کو ایک کمرے میں بند کر لیتے تھے۔ اپنا سا سامان سبھیال بٹھال کر چھپاتے تھے۔

مناظر پڑھتے تو زور زور سے اور جلدی جلدی پڑھتے بہت جلدی ان کی مناد ہو جاتی تھی، ملتے جلتے دلوں سے بس زور سے مہا نو کر لے گیا ان کو کسی سے ہاتھ ملاتے سے بھی زور معلوم ہوتا تھا۔ بڑی مشکل سے وہ راج کے سفر کے لئے اس شہر پر تیار ہو گئے کہ وہ شیطان کو کبھی نہیں ماریں گے۔ یہ ان کی عجیب شرط تھی، ان کو بہت سمجھایا گیا

رات رات بھر سوئے نہ تھے اور وہ دوسروں کو سونے بھی نہیں دیتے تھے۔ ہمارے ہاں  
چھپتے رہتے تھے۔ ہاتھوں کی انگلیوں کو پار بار جیش دیتے رہتے تو کیا کسی کو پریشان  
تو نہیں۔ ان میں طاقت بھی بہت تھی لیکن ڈر بھی رہتا ہے۔

میں دراک کی تشخیص تو کر چکا تھا اب ان کی بیماری کی وجہ بھی جانتا چاہتا تھا۔  
ایک ہر مہر مہر کی تشخیص اس وقت مکمل ہوئی ہے کہ جب اس مرض کا سبب بھی جانتا  
یعنی اس جنات کا چہرہ دیکھ لے۔ سبب ہمیشہ پوشیدہ ہوتا ہے اور ہر مہر مہر کی وجہ سے  
سے نقاب اٹھانا ہے۔ حاجی صاحب کا کاروبار تھا۔ دوکان غنی جس کو کھانا دیوں نے  
چلا دیا تھا۔ ایک صاحب دودھ اب سے کئی روز پہلے دیکھ چکے تھے جمیل چکے تھے اور کسی طرح اپنا  
کاروبار چھوڑ دیا تھا۔ اب آپ سوچئے اس جنگی معاشرے میں ان حالات میں کس کا دماغ  
خواب نہیں ہو سکتا۔

حاجی صاحب کو اسٹرا مونیم طاقت تیس میں ہر فن ایک جوڑا دی گئی۔ دولہ  
خاطر حلاہ فیض نکلا، دوسرے ہفتے کی رپورٹ، بھی تھی۔ وہ اپنے بندہ کرے سے نکل کر  
پنہ پناہ بچوں میں بیٹھنے لگے تھے۔ ان کی بک بک، درجہ بک جھک کافی حد تک کم ہو گئی تھی  
میں رہنا خوش تھا جس نے دو دہرانہ سبب نہیں سمجھا۔ ایک ہفتہ اور خیریت سے  
نہر گیا پھر اس کے بعد حاجی صاحب کے پاگل پن سے شدت اختیار کرنا شروع کی۔

اس بار میں نے ایک ہزار طاقت میں وہی دوا دی لیکن دوا کام ثابت ہوئی  
عد متور نے بہت زیادہ شدت اختیار کر لی تھی۔ میں نے اور زیادہ دوا دیا، وہ کئی  
طاقت کا استعمال کیا لیکن کیس بڑھ گیا۔ وہ نوجوان کہ جس کا اس کی محبوبہ کے  
گھر والوں نے سرفروڈ دیا تھا۔ میں نے اس کیس میں دوا دہر کر غلطی کی تھی اور اس کیس

آپ حاجی صاحب کی طرح غریب ہیں۔ حاجی صاحب پر جو شیطان سوار تھا۔ اس ملک میں  
اس کا سایہ گہرا ہوتا جا رہا ہے۔ کثیر سے کنیا لکڑی تک اور باریکی سے سونا لکھ تک ہر  
نکتہ اس شیطان نے اس جنات یعنی داکٹر اس کا لوبہ پالا ہے۔ داکٹر اس، یہ جنات حاجی صاحب  
جیسے کمزور صاحب لوگوں کو پاگل بنا دیتا ہے۔

حاجی صاحب بات کرتے کرتے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ بیاباں کرتے کرتے اٹھ  
کھڑے ہوئے تو صرف منہ چلاتے رہتے۔ ایک جگہ اٹھیں بیٹھے پہنچے سے بھی گھبراہٹ ہوئی۔  
غنی اس لئے وہ ہر گز نہیں بدلتے رہتے تھے۔ بار بار ایک جملہ داکٹر سے بھائی صاحب ہم  
غریب آدمی ہیں۔ ہم باکوئی نہیں ہے۔ ہم تو صاحب عدل بن کرے کی بھی طاقت نہیں  
رکھتے۔ لوٹ کیجئے، درمندرہ بالا سطروں کو دوبارہ پور سے پڑھئے، یا کھوٹوں میرے  
شاگرد سے تین مرتبہ پڑھیں اور اس میں سے علامتیں تلاش کریں۔ ان سطروں میں  
علامتیں تلاش کریں کئی علامتیں پوشیدہ ہیں جیسے ایک علامت یہ ہے کہ مات کرتے  
رہتے منہ چلانا، دوسری علامت ہے۔ بے حسینی، تیسری علامت ہے کہ میں نہیں ہوتا  
یعنی اس جنگ بلیا ان میں نہیں ہوں۔ اس مہر میں تھا ہوں۔ اس وحشی پنہ درنگ کے  
ماحول میں تھا ہوں اور کئی علامت ہے۔ ہم تو صاحب علاج کرائے کی طاقت  
میں نہیں رکھتے، یعنی ہم بہت غریب آدمی ہیں، ہماری حیثیت ہی کیا ہے یہاں  
حیثیت ہی کیا ہے۔ ہم بات سے بہت زیادہ اہم۔

اس کے علاوہ اور بھی کئی علامتیں تھیں۔ جیسے وہ چلتے چلتے بھاگ جاتے  
تھے۔ یہ کہتے ہوئے کہ اب کچھ ہو جائے گا، اب میں نہیں پھوٹا گا۔ گھر کے تمام افراد کو  
انہوں نے پاگل بنا رکھا تھا۔ وہ اپنے آپ کو اکیلے کرے میں بند کر رہے تھے۔ رات

ہیں وہ نہ دیر کر غلطی کی منتی۔

یعنی جیسے کرتیہا۔

ہو میو بیجی بہت مشکل ہے۔ ہر قدم بھونک بھونک کر رکھنا پڑتا ہے اور جب اپنی ناکا میوں پر غور کرتا ہوں تو سبب بھی سامنے آتے ہیں۔ ان دونوں کیسوں میں وہی طق قزل کا استعمال کیا گیا تھا، نیکس دوڑنے کا مہم کیا۔ آخر ایسا کیوں ہوا۔ کیا واقعی قتل پر خدا کا قانون کبھی نہیں چلتا۔ دراصل مجھے تو اب ان دوڑوں کی اہمیت پر شک ہوئے لگا ہے۔ چہاں ہے یہاں بہت اونچی طاقت کی دعا میں ساڑوہ وری ملتی ہیں اور ان دعا کو مریکے وچرمن سے براہ راست سنگران کوٹے میں لانے کے برابر ہے۔ یہ ہماری برکت ہے ہمارے مقدر میں تو جیاریاں بھی لانا اور ٹیکسوں کا بوجھ اٹھا مالکھوا ہے تاکہ کچھ لوگ عیش کریں اور جب کچھ لوگ عیش کریں اور باقی فاقہ کریں تو کھ ہرے کر ان میں سے کچھ کا دامع خراب ہوگا ہیں اب جو بھین سکتا ہے وہ تو بھین بیگناہ اور جو بھین نہیں سکتا وہ اپنا گھر تہہ کرتا ہے۔ اپنے آپ کو برا بکریا کی آپ سے اور دیکھتے ہیں ان رات کی سرخیاں ایسی خبروں سے بھری پڑی رہتی ہیں۔ شوہر نے جو کوئی نہ حل دیا۔ باپ نے بیٹے کا کھلا کاٹ دیا، بیٹے نے مار کا پٹ بھی لڑا۔ وغیرہ۔

میسو سے بھاگے میو سے مسو سے انسانوں کے دہنوں میں مسو سے ڈالنے والا شیطان ہر جگہ موجود ہے اور یہی دے لک میں تو یہ پنے پنے خدا ان کے ساتھ ہیں اسٹرا مونیم کہ ہے جی ہاں تو دوری کی بات کرتا ہوں۔ ایک طرف جب ان شیطانوں کا دھوکہ کہ جو لوگوں کے دلوں میں مسو سے ڈالتے ہیں تو دوسری طرف ان شیطانوں ان جہانوں کی دفاع کوئی شخص بھی نہ رہوگی۔ یہی تو اللہ تعالیٰ کا قانون ہے جو جو جیتی

یہ اسٹرا مونیم آخر کیا ہے؟ اس کا کھنے کے لئے ایک گھر ساتھ ہوتا ہے چھ بڑے گاسی ہاں ہو میو بیجی مطلب ہو میو بیجی جو خدا کا قمار ہے ہ دڑے میں خدا کی شان ہے اور خود اس میں مانو ہے سو میو بیجی کی بعض دونوں کو کھنے کے لئے پوری مریہ ہے اسٹرا مونیم انی وائٹ میں سے ایک ہے چیلے اب آپ کو قرستاں کی سیر کر لوں اور اس دور کا تعارف آدمی سات کے بعد اس وقت کہ جب پورا چاند آسمان پر تیرتا رہتا ہے اور کھنے میں نہ اور نہ مشقت سے روتے ہیں۔

اسٹرا مونیم۔ شیطانوں کا شیطان

اسٹرا مونیم Stramonium ایک درخت کا پھول ہے۔ پتہ یہ چھوٹا پتہ ہے اس کی اس کا پھل بھی رہا ہے گاؤں دیہات کی جو خلیں دو بصورت لوگوں بہت میں ناکام ہو کر اکثر جب خودکشی کرتے ہیں تو اس پھول کی پتھڑیاں کھ کر کرتی ہیں۔ ہند میں اسے دھتورہ کہتے ہیں اور انگریزی میں Devil Tree یعنی شیطان کا درخت کہتے ہیں۔

اس کی تمام خصوصیات شیطان کی سی ہیں چھوٹے موٹے شیطان تو اس سے دامن بکا کر نکل جاتے ہیں اور بڑے شیطانوں کو اس سے آنکھ ملانے کی ہمت نہیں۔ سمیت ٹاڑ ہے۔ اسی لئے ہر میو بیجی کہ اہم ترین دوا ہے اس کے پھول کی خوشبو کی تپ کے ذہن کو ٹٹ دیتی ہے

یہ پورا تو جنگی سیا بان میں آگاہ ہے اور نہ سمجھتا تھا بلکہ یہ آگاہ ہے قبرستان

کے روزوں پر۔ بروہاں اپنے آپ آگے تاج ہے۔ رات کی تاریکی میں شہر سے دور کسی قبرستان کا ماحول ہیبت ناک تو ہوتا ہی ہے۔ چاندنی رات میں جب پروا چاند آسمان پر تیز باہر تو یہاں ماحول اور بھی زیادہ ہیبت ناک ہو جاتا ہے کیونکہ اس مستحکم میں گھبرائیوں اور ملیوں کے رونے کی آواز سننے کی آواز میں بھی شامل ہو جاتی ہیں۔

اگر آپ میں اتنی ہمت ہے کہ کسی درباری قبرستان کی چار دیواری کے پاس چاندنی رات میں اپنا کمرہ اور قیض گھر لے کر اس درخت کے پھووں اور پتیوں کا مستطیل کر س تو آپ بہت کچھ سیکھ جائیں گے اس کی ایک ایک علامت آپ پر واضح ہو جائے گی۔ تبھی اس معلوم دینکا کہ کسی قبر سے کوئی نور صبا چمکا تھا اور کبھی یہ معلوم ہوگا کہ کسی قبر پر کوئی کالا سایہ منڈلایہ تھا۔

یہ درخت اس ماحول کی ہر جنبش کو اپنے اندر جذب کرتا رہتا ہے۔ رات کی تاریکی میں جب کتے اور بھڑیلے اپنی روزی تڑسنے کے لئے اس ماحول میں داخل ہوتے ہیں تو اس کی پتیاں سمٹ جاتی ہیں اور جب پورے چاند سے لگنے دھیرے خوف کھ کر روتے اور چلاتے ہیں تب بھی اس درخت کی پتیاں درشاخوں میں اسی طرح کی جنبش ہوتی ہے۔

آخر یہ کتے اور بھڑیلے یہ پتیاں کبھی بڑے چاند، اس چاند پر اس چاند کے چاند کے کیوں ڈرتے ہیں؟ یہ جہتیں بناؤں گا۔

یہاں جو اہم بات ہے اسے یہ دونوں درخت اور زندگی کا رقص، یہ شیطانی چکر یہ ڈرامہ خوف، یہ روحانی اثرات سب ہی تو ہیں جو اس درخت پر نشانہ لگاتے

ہیں۔ دنیاوی باتیں بھی اور آخرت کا منظر بھی کیر جھکاس کی جڑیں کچھ تو قبرستان کے اندر قبروں میں داخل ہو جاتی ہیں اور کچھ قبرستان کے باہر کی دنیا میں داخل ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اس میں آخرت اور دنیا دونوں کے ملے جلے اثرات ہیں

یہاں ایک گیس یاد آگیا۔ وہ کوئی ۱۴-۱۵ برس کا نوجوان لڑکا تھا۔ شب بڑا کوشب اپنے دوستوں کے ساتھ کسی قبرستان میں فاتحہ پڑھے گیا تھا اور وہاں ڈر گیا صبح اسے سخت بخار ہوا۔ اور بخار میں غفلت کی حالت میں وہ قرآن کی آیتیں سنایا کرتا تھا۔ جلدی جلدی حالانکہ اس کو قرآن پڑھنے تاحی رہتا تھا۔ اس لئے مولوی غاموں کو بلوایا گیا۔ لیکن حسب کوئی مولوی یا عامل دعا کے وقت کوئی سورہ یا آیت پڑھتا تو اس کے ساتھ ہی وہی آیت وہ خود بھی پڑھنے لگ جاتا تھا اور ان سے کہیں زیادہ جلدی۔

جب میں نے اس کو دیکھا تو وہ اسٹرا مونیم لگا۔ اسٹرا مونیم طاقت نہیں نہ کی چند خوراکیوں سے نہ صرف یہ کہ اس کا بخار ختم کیا۔ بلکہ اس کی ذہنی حالت بھی بحال ہو گئی۔ یہاں رہا بتانا مقصود ہے کہ آخری رسی کس ہے۔ کیا یہ بیماری کسی حسیہ سے ہوتی ہے۔ سرائیم تو ایک معمولی کڑا ہے۔ اس بیماری سے کرمات، دو کھنکھیاؤں کا دھوکا لگائی سطح پر ہوتا ہے۔ وہ مولوی جو اس نوع رابطے کا علاج کر رہے تھے۔ غیس میری موجودگی ناگوار گذر رہی تھی ان میں سے ایک مولوی صاحب ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب سب جاؤ یہ آپ کے س کی بات نہیں ہے۔

ایک اور گیس یاد آ رہی ہے۔ یہ ایک نوجوان تھا۔ وہ اپنے گاؤں سے ستر آیا تھا اور یہاں صحت خدمت مزدوری کیا کرتا تھا۔ لیکن نماز کا پابند تھا۔ اس کا سہ ماہ



کہ اس کو یہ احساس ہوتا تھا کہ وہ مگر جانے کا وہ پہلا آواز نہیں رہتا۔ مگر اس کے لیے وہ  
تھی کہ جب نماز کے لیے مسجد جاتا تو ایسی جگہ تو شکرنا کہ جہاں دیوار کا مسند ہو وہ دیوار سے  
مائل لگ کر رہ کر تھا کہ اگر کرا تو سے دیوار سے ٹکراتا۔

اس کے بڑے وحشیہ تھے تھوڑی دیر بات چیت کے دوران میں اس کی دوا بنا  
گیا تھا۔ اس کو یہاں گیا تھا۔ یہ علاج کروانے کو ڈاکٹروں کے پاس بھیج دیا تھا۔ ڈاکٹر  
اس کی بات سننے وہ ہنس دیتے تھے۔ ایک بڑے اور قابل ڈاکٹر نے اس کو یہ مشورہ دیا  
تھا کہ یہاں جب تم گھڑاؤ تپ ہمارے پاس آنا۔ مطلب یہ کہ اس کے بعد عیال تم بھاری  
بکھیر جائے گا۔

میں نے یہاں پر بھی ایک بڑی بیوی تھی جو اپنے بیویوں کے ساتھ بات چیت میں تن  
وقت لگاتا ہے۔ اور سب کچھ جانتا ہی تو چاہتا ہے۔ بیماری کیلئے ہے اور  
اس کا سبب کیا ہے؟ اس کے بعد ہی شفا ممکن ہے۔ خدا کا تو ہر بچہ  
کی سمجھ میں نہیں آتا۔

یہ اس فوجوں کا احساس تھا کہ وہ گرجا ہے اور یہی اس کی بیماری تھی۔ مگر  
افسوس کہ جدید دور میں جدید علاج میں ریوں کی تشخیص بیماریاں کی رپورٹوں  
کے مطابق کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ باقی سب کچھ ان کے مطابق اس مریض کا ہم تم  
ہے اور دراصل وہم ہی تو بیماری ہے؟ اگر آپ کا ہم کسی بیماری کا اثر قبول کرنا نہیں  
چاہتا تب آپ کس بھی طرح اس بیماری سے متاثر نہیں ہو سکتے۔ علاوہ ازیں آپ  
اس کے خوف سے اپنا جان بھاری رکھتے ہیں تب وہ آپ پر ضرور اثر انداز ہوگی۔

یہ فوجوں ان دنوں اپنے وطن کے باہری گاؤں میں تھا۔ اس کے گاؤں میں اکثر دیوانہ

ہوا کرتی تھیں جبکہ شہر میں کئی۔ ہاں تو دوسری پارٹی والوں نے اس کے ماں کا قتل کرنا  
قتل کے وقت وہ وہاں موجود تھا۔ اس کے کھنڈوں کے وقت لگی موجود تھا۔ کچھ ٹوک  
یونٹک وہ اپنے گاؤں میں رہا، اور پھر اس کے بعد شہر آ گیا۔ لیکن شہر میں وہ بیمار پڑ  
گیا اس کی بیماری کبھی تھی کہ اس کو احساس لگا رہتا تھا کہ وہ گرجا گیا  
خدا عزوجل کیلئے اور گرجا کے اسی ڈر سے وہ کہیں آنا چاہتا تھا کسی کام کے لیے  
بھی آئے جاتے سے کتراتا تھا۔ وہ بیمار ہی تو ہو گیا تھا۔ یہ فوجوں میں اسٹراٹیم کا  
مریض تھا اسٹراٹیم طاقت میں اس میں صرف ایک خزانہ دی گئی۔

اس دوا کا سب سے زیادہ اثر دماغ پر ہوتا ہے جس وقت دماغ متاثر ہوتا ہے  
اس پر ہر کوئی اثر کرتا ہے۔ ان پر یہ عمل ہوتا ہے۔ واضح نہیں سب سے اہم اور  
خاص بات یہ تھی کہ سب میں خوف اور ہڈیاں جل رہی ہیں۔ وحشیانہ ہڈیاں لگتا ہے  
میکو اس کرتے، جہاں جلا رہا بار بار دماغ میں مانگتا چہرہ مسخ لال بھیجے گا۔ آنکھیں چمک  
اور عضلی مختلف پہلوؤں سے بیٹے مختلف پہلوؤں سے بات کرے۔ بار بار جگ  
ہرے درجہ تک نکلنے کی تلاش میں ہو۔

دوسری خاص بات اکیلے بہنے سے ڈر۔ ہڈیاں آدمیوں کے درمیان رہا چاہے  
اندھیر سے ڈر۔ ہر پیکر رشتے سے ڈر۔ پانی سے ڈر۔ ارش سے ڈر۔ کہتے ہیں  
ڈر جی سے ڈر۔ آئینہ سے ڈر۔ اپنے آپ کو کوسے اپنے آپ کو بڑا کہے۔ اپنے سے  
کو دور پر کرے۔ اپنے سے طاقتور کے سامنے گھٹ گیا ہے۔ منتیں سماعتیں کرے  
اور اس کا مریض اگر اپنے عشق میں ناکام و ناکار ہو جائے تو اپنی محبوب پر تیزاب بھیج دیا  
ہے اس کو زندہ جلا ڈالتا ہے اور بعد میں خود بھی مر جاتا ہے۔

کے ساتھ اسکا دل کی مٹا نصیب نہیں ہوتی بلکہ گرم پانی کے پھینٹے لئے ہیں اور ہیٹھ  
کھینٹے کے لئے گلو کرنا پال۔

اگر ایسے بچے سے آپ ایسی محبت و شفقت کی امید رکھتے ہیں تو یہ آپ کی نا بھگتی ہے  
خود بچہ جب اپنی ماں کے سے محبت کا جذبہ نہیں نکھتا۔ تو وہ دوسرے کی ماں کے  
لئے ہمدردی کا جذبہ کیوں کر کھٹے گا!

اس طرح اور نہ بچہ

میری ماں کا حیرت کا سلسلہ یہاں پر ختم ہو رہا ہے۔ یہ خبر کیس ہے میری سبب  
سے بڑا کامیابی کے بعد بڑا کامیابی کا کامیابی کا کیس۔ میں اس کو نا کامی کے ساتھ ساتھ اپنی  
بقیہ سبھی قصور کرتا ہوں۔ شانہ منہ کر رہی منظور تھا۔ وہ ایک زرد رنگ کی کچا  
تھلی پاگل سوئے کی طرح اردوہ ایک ایسے کھال کی بہن تھی جس کے دانت سونے جیسے  
پہنے اس بھائی کی بات کر رہا گا۔

وہ اپنے والدین کا پہلا بچہ تھا۔ عرصہ اس وقت کوئی چار سال کی تھی اور اس وقت  
وہ چھ سال کا ہر گا سعودی عرب کے ایک شہر میں یہ فاسطان رہن تھا سچ بڑا خوشنور  
تھا۔ اس کا پہلا بچہ تھوڑے دن ماں پائے بڑی دھوم دھام سے منایا جسکی یہ سبھی  
سانگروں کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر ایک مسرورہ داڑھی نکل آیا۔ دوسرے روز اس کے  
جسم پر کسی طرح کے دو ایک دانے اور نکل گئے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کا نرہ جسم  
س طرح کے دانوں سے بھر گیا۔ دانوں میں یہ تنہا خارش ہوتی تھی۔ خارش کے ساتھ  
وہ چھوٹتے تھے۔ نیکتے تھے۔ ان میں کچھ پیوے جرتے تھے اور خشک ہو کر سیاہ پڑ جاتے  
تھے۔ سے چوٹ لگتی تو جلد پھٹ جاتی۔ مگر خوں بہت کم نکلتا۔ رونا کل سفید نظر نہ

مطلب یہ کہ اپنے سے کمزور کو قتل کرنے میں کوئی عار نہیں لیکن اپنے سے طاقتور  
کے سامنے اس کا پیشاپہ کل جاتا ہے۔ وہ ڈر سے قہر بھر کا بیتا ہے اور مڑ کے سنا  
دوسروں کو کس کر پکڑتا ہے۔ ایک طرف ڈر ہے اور ایک طرف جھون، ایک طرف  
بڑا لیڈو دوسری طرف روشنی سے خوف۔ ہل میں ہستے، ہل میں روٹھے، ہل میں  
قمیں کھٹاتے اور ہل میں وہی بات کرے۔ ہل میں رو آؤ گی کہے اور ہل میں  
گھٹا کھٹا ہے۔ غرض یہ کہ دوسری شخصیت ہے۔ ایسا کیوں ہے!

مم پیٹے ہی تہ چلے ہیں کہ درخت قبرستان کے اٹھنے میں ہوتا ہے۔ قبرستان  
کے روبرو پر ہوتا ہے۔ یہی ایک طرف قبرستان کے اندر فوت اور دوسری طرف  
قبرستان کے باہر زندگی پس پر زندگی اور موت کا فاصلہ اسی ہے یہ نفرت اور محبت اسی  
لئے ہمارے سماج ہماری سوسائٹی میں اسٹریٹرمیم کے کیس بہت ملیں گے اور ہر  
برز ان بین اضا وہی ہوتا ہے۔ ایسا کیوں؟

ہمدردی سوسائٹی پر جو اسٹریٹرمیم کا پائل پن سوار ہے کیا یہ سب سے دھتور اکھ  
لکھا ہے؟

یہ ڈیڑھ ٹرس، یہ تھنٹ، یہ کشتہ دن کے کب دانت، یہ جیوانیت و دورنگی کا پانچ  
یہ ہیں اور تم کا فرق یہ حقارت و نفرت کا بالدار یہ سب ماڈرن تہذیب کی دین ہے  
ماڈرن طریقہ علاج کی دیں ہے۔

آج بھی پیدا ہوتا ہے تو وہ نگلی ماور رحم سے نہیں بلکہ پیٹ کو چیر کر نکالا جاتا ہے  
رنگی کا یہ طریقہ رائج ہے۔ پیٹ کاٹ کر بچہ کو ڈاکٹر نکالتا ہے دوسرے ہی لمحہ اس کو  
اُٹ کر کے گرم پانی کے پھینٹے مارے جاتے ہیں تاکہ بچہ روٹے مطلب یہ کہ پیدا ہونے

لیکن پیشاب خون کی طرح جتنا اچھا ذخول کی طرح جتنا۔ کبھی اسی جوتی تو اس میں بھی خون جتنا  
 اس کے چہرے پر پہنکے ہلکے ہلکے لعل آئے تھے اور دھوپ کی گرمی سے چہرہ جھکسا ہوا  
 تھا اسے دھوپ بھی برا قسمت نہ ہوتی تھی۔ اس کے جبر کہ تمام جلد گرمی کی شدت سے  
 جھلک جاتی تھی۔ اسے روشنی افسوس براشت رہتی۔

در اصل اس کام میں روشنی سے شدت اختیار کرتا تھا۔ تیز روشنی اس کے پیچھے  
 جگہ ڈسے پر کچھ سے کی لکیش سے بچنے والی تیز روشنی اسے بجا رکھتی رہی، آہستہ آہستہ  
 کیوں تھا۔ ۴۰

ڈاکٹر کو ملے لے یہ مسئلہ تھا۔ شروع شروع میں اس کا علاج جلد کے برے  
 اسپتال میں ہوا۔ مگر وہاں ڈاکٹروں کا میڈیکل بورڈ میٹھا اور اس کی بیماری بہت بدلتا  
 خیال ہوا تھا کہ اس بچے کو جو مرض تھا اس کا علاج کچھ دھکا دینا چاہیے۔ اس کے لئے  
 مقرر تھے۔ مگر اس کو کسی اور مریض میں تو شدہ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ہذا تک ڈاکٹر نے  
 انھیں یہ مشورہ دیا کہ اسے ہندوستان لے جاؤ اور وہاں جو بہترین طبیک علاج کرواؤ۔

اس طرح یہ کچھ ہندوستان آیا۔ اور اتفاق سے میرے زیر علاج آیا۔ ڈاکٹر اسکا  
سہا سہا اچھا ماں سے کہیں پر پٹا ہوا تھا۔ غائب ڈاکٹر ان کے فوج اور بچے سمیت  
دوران اسے کافی زحمت پہنچائی تھی۔ اس کے بے سہا ہسٹ ہوئے تھے۔ شب جا کر  
اس کا یہ عجیب و غریب مرض تشخیص کیا جا سکا تھا۔ ایسا مرض جو کئی گز داناںوں میں  
سے کسی ایک کہہ کر تاج ہے یہ خون کے نظام کی خرابی کی وجہ سے ہوتا ہے اور یہ کچھ ایسا  
نایاب و نادر مرض ہے کہ سنانکا دنا میں اس کے مریضوں کی تعداد انگلیوں میں گنی جاتی ہے  
اس مرض کا نام ہے Congenital Erythrocytic porphyrria

مختصر ہے آپ پر فائز واکہ سکتے ہیں۔ پرفانیئر یا کسی بیماری کی وجہ سے ہوتی ہے بعض  
وہ بیماریاں جس میں روشنی سے تکلیف ہوتی ہے۔ جس میں روشنی کی مرزا شفت بالکل ہی  
نہیں۔ دھوپ کی روشنی، جب کہ روشنی جلی کی روشنی بھی کس بھی طرح کی روشنی کی کرنیں  
اور اس کے ذریعہ میں اضافہ کر سکتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحبوں اور صحت کے اسباب میں بڑی قدر اہل  
پیش کرتے ہیں۔ نئی میٹ ایک ٹنگ لگی ہے کہ "گلی رشتے میں غداں۔ حلق سے نہ  
بچنا۔" یہ انہیں جس ایک ٹنگ لگی ہے۔ یہاں پر یہاں سے۔  
اس کے تمام جسم پر بڑے بڑے آئے تھے۔ خوشحک ہوئے کے بعد سیاہ پڑ جانے  
تھے اس کی تمام حد جو جگہ سے کوئی بیوقوف ورید کا تھی۔ چہرہ بالوں کی وجہ سے سناتس  
کا مبالغہ تھا۔ دو گوی زنجب والا کچھ ٹھیک عرصہ اور درجہ بندی کی وجہ سے ایک  
عجیب الحقت نظر آتا تھا۔ اس کا پیٹ پورا ہوا تھا۔ نگارشی بڑھے ہوئے تھے  
اس کے سر پہ کی ٹونڈ میں فری نہیں اور نہ مستحق تھے۔

پینا ب میں بلبل بہت زیادہ جو اُن کی مٹی اس کے دست تھے اور  
 نوکیلے تھے جن کی وجہ سے وہ ڈیڑھ فوٹ سا دکھی ڈیڑھا تھا۔

یہ بچہ قریب دو سال میرے زیر علاج رہا اور خدا کے فضل و کرم سے ہر طرح سے شفا یاب ہوا۔ جھوٹا باب ہو، اس بچے کے علاج میں جو اہم دور، استقامت ہوئی وہ صرف ایک خوارک دوا تھی۔ جی ہاں ایسا عجیب و غریب مرض ایک خوارک دوا سے شفا یاب ہوا۔ والہن اپنے وطن لوٹ گئے۔ اس دوران ان کے بہاؤ میں بڑی پیدا ہوئی یہ بالکل سونے کی طرح بنی تھی۔ عجیب بات تھی یہ بھی پیدائشی مرض کا شکار تھی زائکروں کے جیانتے اس کے فکر کی، لیکن یہ تھی جس کے لئے آپریشن ضروری تھا۔

لیکن، آپریشن سے پہلے ایک اور آپریشن ضرور کیا جوتھیں صرف یہ جانا چاہئے کہ آپریشن کرتا کس بات کا ہے، دوسری بات یہ کہ اس آپریشن کے بعد کبھی ٹھیک ہوگی یا نہیں۔ اس کا امکان بہت کم تھا۔ بلکہ طرف آپریشن نادر کہ میں میں جان کا خطرہ تھا، دوسری طرف کامیابی کا امکان کم، دوسری باتیں تھیں کہ وائبر کی بڑی بوتلی پر لٹھا، علاج پر اسے فائدہ نہ پہنچا۔

اس کے خوں میں صفرا بہت زیادہ تھا، اسی وجہ سے وہ تیلی ہو گئی تھی۔ اس کی آنکھیں پٹی تھیں، تاحی پیسے، اور پیشاب پیسے۔ لیکن پھر کبھی نادر کی سفید پٹیاں اہم بات یہ تھی کہ وہ پیدائش سے اسی نہ تھی بلکہ پیدائش کے کچھ روز بعد سے اس کے خوں میں یہ قال کے اثرات درج ہوئے تھے۔

کیونکہ جو بچہ کھنے پر روٹوں کی ہیئت بہت کم ہوتا ہے۔ لیکن مشاہدہ کی بہت زیادہ۔ مشاہدہ ہی تو ہے جو اس روٹوں کی ہیئت کرنا ہے اور پھر دواؤں کی نوعیت کو نکال کر دیکھتا ہے۔ ہذا زمین کو کچھ کرنا ہے۔ جو کچھ بتاتا ہے اور جس طرح اس کا اظہار کرتا ہے ان سب باتوں کا مشاہدہ ضروری ہے۔ اس کے مرض کو سمجھنے کے لئے۔ زمین پر تھیں یہ تو ہے، میں کہ ایک آپریشن اس کے لئے چاہئے کہ پٹیاں کھو کر دیکھنا ہے اور کچھ کوئی دوائی کا نام کی جانے ایک بڑی بوتلی، مرض کو اس کی علامتوں کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی سے مرض کی نوعیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، اور اسی سے اپنی رائے قائم کرتا ہے

یہ کہ ان کے ماننے، ایک ایم، در خاص بات یہ بتائی گئی کہ کبھی کبھی پٹیاں ہوتی ہیں۔ در اکثر اوقات نادر کی دواؤں پر یہ ہوتا ہے۔ ایک اہم بات اس امکان کو رد کر دیتی ہے

جو دیگر ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ نادر سے نکلنے والی پٹی کی نالی بند ہے۔ پٹی نکلتی تھی کہ بہت زیادہ نکلان ہوتی تھی اور عرصہ بھی۔ وہ پٹی ناک کو اس قدر کھینچتی تھی کہ کھینچنے سے رخم بن گئے تھے۔

بچی دو روز پر رہتی تھی۔ لیکن تکلیف کی وجہ سے پریشان ہوتی تھی۔ اسے ایک لمبے کے لئے بھی قرار نہیں آتا تھا۔ میں نے ان دو علامتوں کو اہمیت دی۔ ایک پٹیاں تھیں کی دواؤں دوسری کھینچ کر ناک میں رخم، اور مانتے پر زخم۔ اس کی آنکھیں اس سے پٹی کو نرم تھیں اس کی حالت میں کافی بہتری آئی۔ جب دوا کام کرتی ہے تو وہ خود بخود پٹیاں کو راستہ دکھاتی ہے۔ اور مرضی کیفیت کو ظاہر کرتی ہے۔ جس سے مرض کی نوعیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

اس دوا سے پٹی کو کافی آرام آگیا۔ اس کے پٹیاں بہتر ہو گئے۔ اور ناک کی زحمت نادر میں بھی کمی واقع ہوئی۔ جب آنکھیں ناک سے نکلے ہو، تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ممکن ہے کہ اس کے حکم، اس کے دماغ میں کچھ بڑے ہوئے نادر ڈاکٹر کی نالی پر ہا۔ سے رکاوٹ ہوتے تھے۔ کچھ ہی دنوں میں پٹی نکلتی گئی، اور یوں لگا کہ صرف اسے وہ مکمل طور پر ٹھیک ہو جائے گی۔ لیکن کچھ روز بعد اس کو پھر آنکھیں کچھ روہم نے نظر آیا، بخار کی گرمی سے لڑے ہوئے نادر میں مرہ کی آ۔ لیکن اس کا بعد بڑھتی گئی۔ اس میں دوسری دوا واضح علامتیں نمودار ہوئیں

اس کا مطلب یہ تھا کہ پٹی روہم نے کام مکمل کر رہا ہے۔ دوسری دوا نادر ہے۔ اس پر علامتوں کی روشنی میں ماسٹورس دوا کا ہوتی۔ لہذا اسے ماسٹورس طاقت میں صرف ایک خوراک دیا گیا۔ ماسٹورس سے اس کا بخار قابو میں آیا۔



اگر کئی دہارا صحت یابا ہوئے لی اور ہنسنے کیلئے لگی۔ حالانکہ اب بھی اس میں یرقان کی علامتیں تھیں۔

نا سفورس جب دوا ہوا اور اس سے فائدہ بھی بڑھ گیا یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بڑھے ہوئے غدر، ٹی ٹی کے تھے۔ لہذا اس طرح دوا پئی اور زیادہ بہتر ہونے لگی لیکن پھر بھی اس میں یرقان کی علامتیں تھیں وہ کم نہ ہوتی تھیں۔ حالانکہ وہ کھینچ تھی۔ ہستہ تھی اور پیٹ بھر کر اپنی ماں کا دودھ پیتی تھی اور دھیرے دھیرے اب وہ نمناہ کی پرکھی تھی

یہ بہتر ہو گئی کا بنیادی اصول ہے کہ جب کوئی دوا کام کر رہی ہو تو دوا دہر دوا ہونے نہ چاہیے اور نہ ہی اسے ریزانا چاہیے۔ اس لئے میں منتظر کر رہا تھا۔ پنج پنج میں اس کی طبیعت کبھی بگڑتی اور حود سے تھیں بھی جاتی رقتہ رقتہ والدین کو بھی اچھا نہ ہو چلا کہ اب آپریشن کی ضرورت نہیں۔ پھر ویسے بھی آپریشن ایسے امراض کا علاج نہ تھا۔

یرقان کی علامتوں کا نہ جانا اور پنج میں اس بچی کی طبیعت کا بگڑنا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ یرقان کا سبب اور گہرا تھا۔ اور اس مرض کی علامتیں بدتر ہو رہی تھیں۔

کچھ دنوں کے بعد اس کی طبیعت پھر بگڑی اور رافض علامتیں ظاہر ہوئیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ یرقان کا سبب بہت زیادہ گہرا ہے اور اس میں کئی چیزیں کافی معقول ہیں۔ ایسے قدرتی امراض جو پیدا ہوتے ہیں ایسے ہی ہوتے ہیں۔ پہلی دوا دوا کرنے پر کام مکمل کر دیا تھا اب کسی تیسری دوا کی ضرورت تھی۔

بلکہ ایسی دوا جس کی پکڑ میں دواؤں سے کہیں زیادہ ہو۔ اور یہ بات کی طرف بھی اشارہ تھا کہ مرض ٹی ٹی یا جگر کی نالی کے بند پڑنے تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اور زیادہ گہرا ہے۔

قدرتی امراض اور ظاہری امراض کے فرق کو گذشتہ اہم اب میں بیان کر چکا ہوں۔ قدرتی امراض میا زم یعنی خصلت کے خالہ سے ہوتے ہیں، جبکہ ظاہری امراض کا سبب کوئی بیرونی ہوتا ہے۔

اس بار جو علامتیں تھیں وہ یہ تھیں کہ بچی دوا دہی کر ڈٹ سونہیں سکتی تھی اور اپنی دوا کا اچھے پیٹ کے اوپر سے پٹا دیتی تھی گویا اس کے کپڑوں کا ذریعہ بھی اسے برا سمجھتا تھا۔ تیسری بات علامت کہ غدر یرقان تھا۔ ان باتوں کی روشنی میں جو دوا نہیں میں آئی وہ دوا ہم سے تھی جو اس کے کھانے کو دینی تھی یعنی بھٹی اور بہن دواؤں کی دوا ایک! ایک سرخ تھا اور دوسری زرد۔ مگر وہ دواؤں کی ایک کافی خورد و خوراک کرنے کے بعد میں نے دیکھ دیکھ دوا کا نام ہے۔ بکروٹوس پوٹولس اس دوا کے پٹا اثر دکھایا۔ پہلے تو بہت دیر لگتی تھی۔ جس کا مجھے خدشہ تھا۔

لیکن جب میں گہرا برتوری ایکشن بھی پڑا ہوتا ہے تاکہ مرض کی جڑوں کو ہلکا کرے اور مریض شفا یاب ہو جائے۔ دیکھتے ہیں کہ حالت میں بچی ایک دم گرم ہو گئی اور اس کی دھڑ آٹھ گھنٹہ سے خون نکل آیا۔ یہ پڑی خورد و خوراک کے ذریعے دوا کی علامت تھی مگر جس مریض تھا چونکہ میں یہ جانتا تھا کہ یہی دوا اس بچی کو موت کے منہ سے نکال لے گی اور البسا ہوا بھی۔ دوا دوا کی تھک دوا کا عالم ہوا۔ مگر سیر سے روز سے ایک دم بہتر ہونا شروع ہو گئی اور اب اس کا یرقان بھی کم ہونے لگا۔ اس کے ناش سرخ ہونے

لگے وہ ہنسنے کیلئے لگی اور میں بہت خوش تھا اور میں خوش اس لئے بھی تھا کہ میں طب کی دنیا میں ایک نیا رنگ مرتب کرنے جا رہا تھا۔ میں نے اس کے بھائی اور اس کے تمام فوٹوز اور پیکچرز سبھاں کر رکھے تھے ہر اسٹیج کے اور خاص بات یہ تھی کہ دونوں ایک ہی دوا سے ٹھیک ہوئے۔ میں حالی سطح پر ہونے والی طبی کانفرنس اور سیمینار میں ان دونوں کیس کو پیش کرتا اس لئے میں اور ذیادہ خوش تھا۔ سگریٹوں کی خوش زیادہ دنوں برقرار رہ سکی۔ بچی باکل ابھی ہونے لگی تھی اور اس کے والدین اس کی خوشی میں نذر و نیاز اور مدد کر رہے تھے۔ بیٹھوں اور مسکیوں کو کھانا کھلا رہے تھے کیونکہ وہ خود بھی تو کچھ ہے تھے کہ وہ دن بدن صحت یاب ہو رہی تھی۔ اسی درمیان میں انہوں نے پناہ گاہ بدل دیا میرے لئے مکان میں ٹیبل فرن دکھا، اور اسی درمیان میں انہی کی حمیدیت بگڑ گئی۔ دراصل ہوا یہ تھا کہ اس کے والدین نے خوشی کے عالم میں اسے سب کچھ کھانا شروع کر دیا تھا اور وہ اسے ہضم نہ کر سکی وہ بیمار پڑ گئی۔ دور دور تک وہ بیمار رہی اور اس کے والدین مجھ سے رابطہ قائم نہ کر سکے۔ اور حسب رابطہ قائم ہوا تب وہ بہت زیادہ حال کنی کی حالت میں تھی۔ میں نے جب اسے رکھا تو فوراً اسپتال میں داخل کروایا تاکہ اس کی حالت میں کچھ بہتری آ سکے۔ اس وقت اس کی حالت بہت خراب تھی وہ بہت بے چین تھی۔ بے چینی کے عالم میں تڑپ تڑپ کر بڑھال ہو جاتی تھی دور دور تک اس کو مروڑ کے ساتھ دست ہوتے تھے۔ یہ ساری علامتیں ہر مرض کی تھیں مگر میں سمجھا کہ قدرتی مرض نے زور دکھایا ہے۔ طبی ہر مرض

کی طرف میرا دھیان اس لئے بھی گیا کہ والدین نے مجھے اس بات سے لاعلم رکھا تھا کہ وہ اسے سب کچھ کھلا رہے تھے۔

بہر کیف یہ سب جو وہ کھو چکا تھا۔ وہ قدرتی مرض کا نہ تھا بلکہ اس وجہ سے تھا کہ اس شخص ہی بچی کو سب کچھ کھلایا جا رہا تھا۔ کاش یہ بات اس کی ماں نے بتا دی ہوتی تو میں اسے اسپتال میں داخل ہی نہ کرتا۔ میں اسے آسٹنک دیتا اور اس کا طبی ہر مرض قابو میں آ جاتا۔

مگر یہ نہ ہوا میں نہ میرے میں تھا میری کامیابی۔ ماکامیابی بن چکی تھی۔ میں نے اس کی بچی کو اسپتال میں اس لئے داخل کر دیا تھا کہ تھوڑا وقفہ مجھے مل جاتا میں اور غور کرتا اور اسے دو دینا مگر بچی ہومیو پیتھی کی دواؤں کے سہارا لیکن مہینوں سے ہی رہی تھی وہ یلو پیٹھی کے بڑے امیساں اور بڑے ڈاکٹروں کی ٹخری میں کچھ شے بھی نہ جی سکی۔

وہ مرنی اور میں اس کی دوا پتی حبیب میں رکھے اس اسپتال کے دروازے کے باہر کھڑا رہا۔ پیری ناکامیابی تھی یا بد قسمتی میں اس بارے میں کچھ نہیں کہوں گا۔ ہاں اس دوا کے بارے میں دو منفرد ضرور کہوں گا کہ ٹولوس ہوائیڈرکس ایک سانپ کا زہر ہے اور یہ دوا ان کے کینسر پیٹھ کے کینسر کی اہم ترین دوا ہے۔ بشرطیکہ اس کی علامتیں اس مرض میں ہوں۔

آج پیٹھ کے کینسر کے بہت سے مرض اس سانپ کے زہر سے ٹھیک ہو سکتے ہیں۔ وہ بچی بھی اس سانپ کے زہر سے ٹھیک ہو گئی تھی۔ لیکن اس کو کھانے پینے کی دیگر اشیاء لے مار ڈالا۔

## میری ناکامیاں .... !؟

### اور ہوسو بیسی کی کامیابیاں ؟

ہیں تو کاؤنٹر! اب میں ناکامیوں کی بات نہیں بلکہ کامیابیوں کی بات کروں گا  
کامیابیاں اللہ کی طرف سے انعام ہوتی ہیں اس لئے میں اسے اپنا کامیابی نہیں بلکہ  
ہوسو بیسی کی کامیابی سمجھتا ہوں۔

ہوسو بیسی اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔ لہذا ہم نے ناکامیاں اپنے سر لی ہیں مگر  
کامیابیوں کو ہوسو بیسی کے نام کر دیا ہے اور ان کامیابیوں کی شروعات اپنے استاد  
مقام کے ایک کپس سے کر دیں گا جن کو اپنا استاد مانتا ہوں۔ انھوں نے مجھے ہوسو بیسی  
سکھائی نہیں ہے۔ اللہ ہوسو بیسی کو سمجھنے کے لئے ایک راہ دکھائی ہے۔ ایک رہنمائی  
دی ہے جس کی روشنی سے اپنا راستہ بتاتا ہوں اور اللہ تعالیٰ میری رہنمائی کرتا ہے۔  
میں خود کچھ نہیں ہوں۔

آئے ہیں غیب سے یہ مہضائیں خیال میں

غائب ہر پر خدا قاضی سر و کش ہے

اں تو یہ کیس میرے استاد محترم کا ہے۔ میرے استاد ڈاکٹر اے جی کے  
میلین ہیں۔ استاد کی ہوسو بیسی کی گرفت کا اندازہ اس کیس سے بخوبی لگایا  
جاسکتا ہے۔ ہوسو بیسی ایک فن ہے اور فن اسی کو آتھ ہے جس کی رہنمائی خداوند کریم

وہ ایک بڑے تاجر کی بیوی تھی اور ایک بڑے اسپتال میں نرس صلاح تھی۔ اس کا  
آپریشن ہوا تھا۔ لیکن آپریشن کے بعد ہوش میں نہیں آئی تھی اس کی بے ہوشی کو قریب دس بار  
دہر ہو چکے تھے۔ بڑے بڑے ڈاکٹر اس کا علاج کر رہے تھے۔ ہر ممکن طریقہ کے باوجود  
وہ ہوش نہ آ سکی تھی۔

آخر میں ڈاکٹر مین سے رجوع کیا گیا۔ ڈاکٹر مین نے اس طریقہ کے لئے ایک دوا تجویز  
کی جس کو طاق تیس میں ہر دو گھنٹے سے دینا تھا۔ چار پانچ خوراکوں کے بعد اس دوا کو  
آٹھ گھنٹوں میں ہر گھنٹے آگیا۔

اسپتال کے ڈاکٹر بڑے خوش تھے وہ اسے اپنے دلکشی کا کٹھنہ سمجھ رہے تھے اور  
اس خوشی میں انھوں نے ڈاکٹروں کی ایک کانفرنس بلائی۔ اس موقع پر کہا کہ کانفرنس  
میں ڈاکٹر مین کو بھی بلایا جائے، یہ سکران ڈاکٹروں کی ساری خوشی کا قور  
ہو گئی اور جینیب شانے کے لئے انھوں اس کانفرنس کو منسوخ کر دیا۔

ان ڈاکٹر طبقہ کے ذہنی دباؤ اور پین کا ثبوت تھا۔ بچا رہے یہ قسمت تھے وہ ان  
کی معلومات میں ایک اور اضافہ ہوتا اور وہ بھی اس دور کے استعمال سے واقف  
ہو جاتے۔

کیا آپ جانتے ہیں وہ دوا کیا تھی؟ میں جانتا ہوں کہ آپ نہیں جانتے۔ وہ دوا کا نام  
ایسک ایسڈ - Acetic Acid عام زبان میں جس کو سکہ کہتے ہیں۔ جی ہاں، سکہ  
سکہ کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ انیس سٹیمپ (آپریشن کے لئے بے ہوش کرنے والی دوا)  
کے طاقت کو زائل کر دیتا ہے۔ یوں اس طریقہ کے ساتھ ۱۲۰۰۰۰ ہوش میں آگئی اور اس  
کی صحت بحال ہو گئی۔

ہر مریے ہوتا دکا کیس تھا اور اب اپنے شاگرد کا کیس بنانا چاہوں گا یہ میرا غرض

شاگرد ہے

لگاؤ۔ وغیرہ وغیرہ اور چہنے پر کہتا کہ مرد کا ٹکا ٹکاپے حکم چلانا۔ اس پر بھی بارگاہ ہے۔ اب آپ کو کہیے کہ اس مریض کے ساتھ کس دوا سے ٹھیک ہوئے۔

اسلامیہاں میں اپنے اس شاگرد کا تعارف کرانا چاہوں گا۔ ایک روز وہ اپنے کسی مسئلے کے لئے میرے پاس آیا تھا۔ اسی نے اپنا تعارف دیا کہ وہ ہمارا شاگرد ہے۔ پھر نے پیشہ و غائبانہ شاگردوں میں سے ایک۔ اس کے والد کی کچھ ٹیکسیاں ہیں ہیں اور وہ بھی کاحسب کتاب دیکھتا ہے اور قسمت کے اوقات میں ہر مویشی دیکھتا ہے۔

یہاں اس معاملہ میں اگر ہمتاں لینا چاہوں تو شاید بڑے بڑے کچھ مشق اور مستند ہر سیدیت بھی نہیں ہوتا میں کہ اس مریض کی دوا کی تشہیر کیا؟ ہذا اب سیدھے اس دوا پر آتا ہوں۔ دوا کا نام ہے سلفر عاکھ Sulfur Eak اور علامتیں دو ہیں ایک اس کی دوا بدخا دیکھنا چاہئے اور دوسری علامت دماغ آسمان پر اپنے آپ کو بادشاہ سمجھے۔ اکثر لوگوں کو ہر مویشی کے تعلق سے الجھن ہے۔ کچھ لوگ تو اس انتظام میں ہوتے ہیں کہ جب ان کے مریض کا ذکر آئے گا۔ تب ڈاکٹر صاحب سے دوا پوچھیں گے۔ آج بازاروں میں ہر مویشی ک دواؤں کے بیٹنٹ نسخوں کی بھرمار ہے اور لوگ جو حق و جنت اس کی طرف کھینچتے چلے جا رہے ہیں اور اس ہر مویشی میں سے دور۔

بمازید شاگرد قسمت کے اوقات میں جاسوسی ناو میں پڑھا کرتا تھا اور جب اس نے اس کا کم کو پڑھنا شروع کیا تو یہ کام اس کو ان نادلوں سے زیادہ دلچسپ لگا۔ کیس کی تشہیر سلیمان لکھنا لکھنا ہا سوسی کرنا لگا۔ اس وجہ سے ہر مویشی میں وہ اور بھی زیادہ دلچسپی لینے لگا

بیماری ایک چار ہی تو ہے مگر اس چار کا پلڑا آسانی نہیں۔ جاسوسی نادلوں میں

ایک مریض کے جسم میں بڑے بڑے ٹھٹھے تھے اور بہت زیادہ پکڑا کرتے تھے اس مریض کی ایک حادثہ تھی وہ جب گھر میں بڑا سب دوا دے رہا تھا کہ اس کے لئے جو کچھ حکم دیا کرتا تھا اور جو کچھ پڑھتا تھا اس کے لئے کہ اس کا کام کہ اس کے لئے حکم دیا۔ ۲۰۴۵ اس نے میری تمام نسخا بیف کا پڑا پار کی سے مٹا دیا تھا اور انہیں سے کوئی نہ کرنا اور باقی کچھ بوجھ سے اس نے اس مریض کی صبح دوا نسخہ لکھی۔ دوا ایک خوراک دیکھ گئی طاقت دقت میں۔ ایک ہفتہ بعد اسے بھر دیا گئی ایک خوراک ایک طرف تھی۔ دوا کا اثر حیرت انگیز طور پر ہوا۔ کچھ ہی دنوں میں اس کے بے شمار دوا سے ہر وہ نمائشیں اپنے بعد ونگ سے بھر دیا کر گئی۔

اب بھی میں نے کو دیکھا تھی اور اس سے پہلے سوچنے کے علامت کیا تھی؟ ہر مویشی میں اس کے بوجھ کا کام ہے تین سوں کے لئے جلدی اور اس کے اکثر ڈاکٹر جو مویشی کی ایک دوا لکھوا لکھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ لکھوا ہر مویشی کے ساتھ کہ دوا ہے۔ وہ دوا کو ان کے مریض کی مناسبت سے جانتے ہیں۔ لکھوا کچھ ایک مریضوں کے ساتھ دوا دے گا سب کے نہیں جو لکھوا کا مریض ہوگا۔ لکھوا اسے ہی فائدہ پہنچائے گا۔ سب کو نہیں۔ جن مریضوں کے مریض کا یہاں تذکرہ کیا گیا اس کے جسم پر کس معاملہ سے تھے وہ بہت زیادہ ہر نمائش کرتا تھا اسے دیکھنے سے کراہت مورتی۔ لیکن یہی مریض گھر پر بادشاہت کرتا تھا۔ ذرا ذرا سی بات کے لئے یہی یہ حکم چلایا کرتا تھا۔ اسے ہائی لارڈ، اسے جھٹاؤ، اسے پانی گرم کر دے اسے بستر لگاؤ۔

کہ لوگ بھاڑ پڑتے تھے۔ اس لئے اس کی پرکھنا بہت کم تھی۔ بڑی شکل سے رہا اپنی گندہ سر  
لیا کرتا تھا۔ اس کی اتنی آمدنی تھی نہ تھی کہ وہ ایک ملازم رکھ سکتا۔ ہذا اپنے مطلب  
کی صاف صفائی کا کام وہ خود ہی انجام دیتا کرتا تھا۔ وہ بہت صبح تڑکے جیسے کھینچے پڑتے  
پہن کر مطلب پر آتا۔ مطلب کی صاف صفائی کرتا۔ اور پھر گھر چلا جاتا۔ اس کے بعد  
مطلب کے اوقات میں ڈاکٹرین کرتا۔

چونکہ اس کی پینکشن بہت کم تھی اس لئے اس کے پاس وقت ہی وقت تھا۔ وہ وہیں  
اس عرصہ فرصت کے اوقات میں خزانہ ہونے کی تحقیق ہوتی اور جرائم اور اس کی چھب چھب  
پر مشتمل یہ ناول باقیوں ہاتھ لگے اور ایک ایسا ڈاکٹر ایک سہو مصنف بن گیا  
مگر بھی یہ وہی بات واضح نہیں ہو سکتی ہے کہ دنیا کی پہلی جاسوسی ناول کی تخلیق کس طرح  
طلب سے بڑی ہوئی ہے۔ ڈاکٹر آر تھروگروں ڈائل کی زندگی کا تاریکی سے جو گزرا ہوا تھا  
تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دراصل وہ اپنے ایک اسٹار جو کلا سے میڈیکل کالج میں  
طب کا درس دیا کرتے تھے، اور بہت کامیاب معالج تھے وہ اس سے بہت زیادہ متاثر  
تھا۔ خود ڈاکٹر کوئن ڈائل نے اس کا اعتراف کیا ہے اور واضح رہی طور پر وہ انھیں  
پروڈیوسر ٹروٹاک ہونے کے کردار میں سمجھاتا رہا۔

وہ پروڈیوسر سمجھنے کے بعد سے باز قسم کا معالج تھا۔ بالکل کچھ ان حکموں کی طرح جن کے  
بارے میں یہ نامیں مشہور ہو گئیں کہ فلاں حکیم صاحب نے زمین کی بعض دیکھ کر یہ جہ ڈا  
کر اس نے کیا کیا تھا۔ حکموں کی یہ شہرہ بالوری مریدیوں کو بہت متاثر کرتی ہے حالانکہ  
اس کی وجہ بہت آسان ہوتی ہے مگر زمین اس سے معالج کی قابلیت سے منسوب کرتا ہے  
مثال کے طور پر کوئی حکیم کسی مریض کو اپنے کھٹے حاتم سے دھوڑیں کا چیر پانی کے نیچے اس

مدارس کے دار فرائض ہوتے ہیں۔ درکنس کی گتھیاں اس کے مصنف کے ذہن کی پہنچ  
ہوتی ہیں۔ اس کا بتایا ہوا خاکہ لیکن بیماریاں ذہن کی اچھ مہیں ہوئیں تاکہ حقیقت  
جاسوسی، دوسری تاریخ زیادہ پرانی نہیں ہے۔ راقی سے جاسوسی ناول کی تخلیق  
کا رشتہ کسی طرح طب سے جڑا ہوا ہے۔ جاسوسی دلیں سب سے بنی عمر کے کسی نہ کسی  
دور میں ضرور پڑھی ہیں۔ البتہ بہت کم جاسوسی ادب کی حقیقت سے واقف ہیں۔  
اس سلسلے میں ٹروٹاک ہونے جاسوسی تھا۔ یہ کہ وہ دوسروں کے ذہنوں میں کچھ اس طرح  
سے چھپایا ہوا تھا کہ آج بھی اکثر یہ ماننے کے لیے تیار نہیں کہ ٹروٹاک ہونے کوئی مرضی نام  
تھا۔ ٹروٹاک ہونے کا ناول نے دنیا بھر میں دھوم مچا رکھی ہے۔ جاسوسی ادب کا سب  
سے پہلا ناول بھی یہ ہے اور اس کا مصنف جاسوسی ادب کا محقق ہے کیونکہ اس کا کہیے  
ناویں زیادہ تر یہ رجحیت کے نفس نوز پر مشتمل ہوتی تھیں۔ وجہ ت وہی رہی کہ، تہ فوج  
ہم اوپر یہ بتا چکے ہیں کہ جاسوسی ناول کی تخلیق کا رشتہ کسی طرح طب سے بڑا ہوتا  
ہوتا اس کی وجہ صحت بھی ضرور رہی ہے اور پھر قارئین ہمارے مزاج سے واقف ہیں کہ ہم  
جس دویں پہلک جانیں تو پھر اس کی تہنگ اترتے ہیں

ہاں تو ٹروٹاک ہونے کے نام سے تو ساری دنیا واقف ہے۔ مگر انھوں نے کہ اس کے تخلیق  
کار کو بتایا اس ناول کے مصنف کو بہت کم لوگ جانتے ہیں اور اس سے بھی کم لوگ یہ  
جانتے ہیں کہ وہ کون تھا، کیا تھا، کیوں اور کن حالات میں اس نے یہ ناولیں لکھنا  
شروع کیں۔

ٹروٹاک ہونے کے کردار کا مصنف ایک ڈاکٹر تھا، ایکس ایم، بی، ای، ایس ڈاکٹر  
اس کا نام آر تھروگروں ڈائل تھا۔ لندن کے ایک علاقے میں جہاں وہ پینکشن کرتا تھا بہت



کو کوئی سترے کا خشک چھلکا نظر آتا ہے۔ کچھ مریضوں کی نبض دیکھنے کے بعد ان کو رکھنے کے بعد وہ حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ میرا تم سے سترے کچھ زیادہ کھٹے تھے اس وجہ سے بیمار پڑ گئے۔ بعد اتفاق سے اگر مریض نے سترے کھائے تھے تب تو وہ ان کا مزہ جو کھانا ایک زملے تک ایسے شہدہ دیکھ کر ان کی افراط بھی تھا۔ اپنی سوجھ بوجھ کے مطاب میں مشکل لگایا کرتے تھے۔ ورنہ یہ سن میں اس قدر باہر تھے کہ وہ دوا تک مستحضر ہو گئے تھے۔ کسی مریض کے ہاتھ سخت لگے تو کہا کہ وہ کارپنٹری سے کسی کے ناخن میں لگی دیکھو تو فرما کہ وہ مانی ہے اور اسی سبب سے اس کی بیماری کی تشخیص کر سکتے۔ اتفاق سے ان کی یہ انگلیں سچ ثابت ہوئیں۔ پھر جو بایں ستر کی انگلیں ہیں کسی کے دوا دے دے پر بھیس دیکھی تو سترے کا رومہ کو کھینچ کر ان کا رومہ بن دیا اگر مریض سے بہت کی تو پھر لب میاں تھارے کھانے میں کھینچ کا چارہ آگیا تھا اس بنا پر یہ ہو گیا۔ ایسی ہی انگلیں پر و قیصر صاحب بھی لگایا کرے۔ اکثر ان کی انگلیں سچ ثابت ہوتی تھیں پس یہی باتیں ملا کر کون ڈر کر کے عاشقوں میں سنا کرتی رہیں۔ دراصل کی بڑی سوچ جو چھ اور انگلیں تھیں اس میں شامل ہو گئی تو چاروں سوئی اور پ کے ایک عادت کی کردار کرنا کہ ہر کوئی تھیں ہو گئے ہر مریض کی سائیس ہے اور سائیس میں انگلی نہیں ملتی سائیس میں دودھ کا دھج اور پانی کا پانی ہوتا ہے۔ کسی بھی سائیس کا بیوی اصولی ہے کہ آپ کا مشاہدہ سیر ہونا چاہیے۔ ایک جاسوس کی طرح ہے سارے اس کو بیدار رکھنا چاہیے مریض جیب پر اجور ہوتا ہے تو مریض یا نکل واضح نہیں ہو جاتا لہذا ایک بھی ہوتی تھی کی طرح ہوتا ہے اس تھی کو سمجھانا اس کو سمجھانا اور پھر اس کا عمل میں کرنا ہے۔ وہ عوار کا برائے سارے خاص چیز کہ مریض کا احوال مستحق ہے وہ کٹر کا پاپ ہوتا ہے۔ ہر مریض کی بہت مشکل

سائیس ہے۔ مگر اپنی نکتہ در محنت سے دیکھی جاسکتی ہے۔

ہاں تو پڑیو تھیں ایک پیمیں کی طرح ہے۔ جب کچھ میں آجاتی ہے تو باب بالکل آسان ہوجاتی ہے درجہ مریض اچھا ہر جہان سے تروہ جو کچھ حیرت زدہ رہ جاتا ہے۔ ہر مریض کی کے متعلق لوگوں کی غلط فہمیاں بہت زیادہ ہیں جو اس کو قیاسی علاج سمجھتے ہیں وہ تو اس سے بہت دور جاتے ہیں جو اس سے امید لگائے ہوئے ہیں اگر بالکل پڑتے ہیں اس کی وجہ سے کہ جو مریض سائیس سب کی کچھ میں نہیں آتی اس کی دگر مائل کر کے اس کا علاج میں جانا بہت آسان ہے لیکن اس کے سن سے واقف ہونا بہت مشکل ہے اس کو دیکھنا اور سمجھنے کے لئے ایک مریض ہر مریض کو اس کے بعد بھی اس سے نکل کر سترے واقف ہو جاتے ہیں۔

ہر مریض کو کسی ایک دوسرے ٹھیک ہوتا ہے لیکن مریض کو راحت پہنچانے والی سترے درجہ مریض ہوتی ہیں۔ اس معاملے میں ہر مریض کی اور بالکل تھیں۔ مریضوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا مگر اگر آپ مریض کی تہ تک ہیں سوچ سکتے یا اس مریض کو نکل کر پڑھ سکتے ہیں سکتے ہیں تب وہ مریض کچھ بھی ٹھیک نہیں ہو سکتا چاہے ہر مریض تک آپ اس کا علاج کرتے رہیں۔ اور اس کی نکاحیہ۔ فتح کرتے رہیں۔ جب تک اس کو اس کے دوا نہیں پہنچے گی۔ وہ ٹھیک نہیں ہوگا۔

سید باب کا یہ قانون قدرت نے تیار ہے۔ ہر شرف بخش مریض کی کوئی ایک دوا ہے۔ دوا یہ کہ قوتوں کے خلاف ہی اثر ملتا ہوتا ہے۔ ایسی دوا جو ہر طرح سے اس مریض، دوا اس کے مرض کے خلاف ملتی ہے کا ڈھونڈنا آسان نہیں ہے۔ اس کے لئے ایک جاسوس کی طرح آپ کو چاق و چوبند رہنا ہوگا۔ اور پھر اس کی روٹی کے خلاف ہر شرف

کو اہمیت دینا ہوگی۔ چہ نہیں کون سی بات آپ کی رہنمائی کرے۔

میں وہاں ایسے ہی کئی سوئے گئے ہارے میں گھوڑ گا۔ جو خدا کے قانون کے خلاف ہیں وہاں ایک دور سے شغل پر ہے اور ان میں اکثر ایسے تھے کہ جن سے بات چیت کے دوران آخر آخر تک میں کچھ نہ سمجھ پایا لیکن پھر کوئی ایسی بات ہو گئی کہ جس سے سادہ بات سمجھا دی۔ یہ کہ ہے اللہ تعالیٰ جب شفا دیتا ہے تو اس کے من کا کوئی ایسی بات سمجھا دیتا ہے۔ کہ جس کی روشنی میں وہ اپنے مرض کی کوئی ایسی بات سمجھ لیتا ہے کہ جس کی روشنی میں وہ اپنے مرض کو شفا پالی سے ہٹا کر تباہ ہے۔

ایک بار ہمارے صلیب کا کس ہے اس کے گلے میں کینسر تھا۔ کینسر اسپتال میں جس کا علاج ہوا تھا اس کو ریڈیشن لائٹ کا ٹیڑھا لگا دیا گیا تھا۔ لیکن لائٹ کے کورس کے بعد وہ دہرے خدا میں جہنم پر گئی تھی۔ ایک کینسر کی وجہ سے دوسرے اس لائٹ کی وجہ سے دوسرے ہوسے دلے زخموں اور سوزش سے اس کا ہڈی خشک ہو گیا۔ اس کی آنکھوں کی روشنی جاتی رہی تھی اس کی یہ مدافعت تھی۔ وہ کچھ کھا سکتی تھی نہ لی سکتی تھی۔ رات دن اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی تھی کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدافعت تھی۔ وہ پر امید تھی۔

اس کے من میں پھاسے تھے من خشک تھا۔ پیاس کی شدت تھی۔ وہ بے چین تھی ان یوں باتوں کی روشنی میں دعا کا انتخاب کیا جاتا تو دراصل طور پر دعا آرننگ ہوتی یہ کیا وہ آرننگ تھی؟ میں بھی بتانا چاہتا ہوں یہی سمجھنا چاہتا ہوں کہ پروردگار کیسے کام میں لاور کینسر کی دردوں میں آرننگ کا اہم مقام بھی ہے۔ آرننگ کینسر کی خاص دوا ہے لیکن اس میں دیکھ کر اس کے ہی جاتی تو فوراً اس کی تمام تکلیفیں رفع ہو جی تیں۔ پر وہ کینسر دوا دردوں کے بدسکون سے مر جاتی۔ جی ہاں ہر یو پیٹیک دوا سے موت بھی واقع

ہو سکتی ہے۔ پر سکون موت۔ مگر دنیا کا کوئی بھی پوسٹ مارٹم یہ ثابت نہیں کر سکتی کہ کینسر کی موت کسی یو پیٹیک دوا سے ہوئی۔

یہاں اس میں دیکھ کر مکمل تصور پر کشی کروں گا۔ ایک کینسر کا درد دوسرے میڈیشن کی وجہ سے خلق درد میں چھالے۔ رات خشک، درد سے بچیں، بار بار پینا پوسے۔ پیاس کی شدت۔ لیکن یہ، میت۔ اس کی یہ پرامیدی اور دعا پر پھر دوسرے اس کے ال جھلوں سے لگائے اسے بھائی میرا لاں۔ اسے بھائی ملا تم کو، چھار گئے۔ اسے بھائی میرے کو بہب ہی تکلیف ہے۔ ہر جگہ کے بد سے بھائی۔ میرا لاں۔

دراصل دیکھتے کیا یہ آرننگ ہے؟ آرننگ کا مرض ٹراکیٹریہ درد ہوتا ہے۔ وہ کسی کو اسے بھائی میرا لاں کہ کینسر کا طلب نہیں کرے گا۔ وہ دوسری حد تک کو چھار گئے کی دنا میں دیکھا بلکہ وہ تو دوسروں کی تکلیف میں خوش ہوتا ہے۔

اس لئے میں نے اسے آرننگ نہیں دی۔ اب کیا وہ دوی ۱۹ اس کے انحصار میں مدد میں پریشاد ہیں۔ اسے بھائی میرا لاں۔ خدا تم کو اچھ رکھے۔ اسے بھائی مجھ کو بہت تکلیف ہے۔ ذرا غور کیجئے۔ آپ دو زبان جانیں گے۔

اس میں دیکھ کر جو دوی ۱۹ وہ ایک ہی شراک تھی اور دوسرے روز سے ہی شفا پاب ہوئے اکثر جہنم پر گئی۔ کینسر کے شکیبے سے باہر آ گئی۔

اب ایک دوسری مثال دیکھو ایک سربابہ دارک، پلی تھی۔ اس کا آپریشن کیا گیا تھا۔ انعام کی خبر دی کہ وہ پر ڈاکٹروں نے یہ کہہ کر بچہ دانی کو نکال دیا تھا کہ اس کے کینسر کا خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔ اکثر خواتین کو اس کا تجربہ ہوا کہ کینسر کے علاوہ آپریشن کے بعد طرح طرح کی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس طرح کے آپریشن بہت ہی زیادہ عام ہیں۔

یہ چنے بچوں دھلا دہ خیر چ کر چکا تھا۔ اسے عجیب طرح کی گھبراہٹ ہوئی تھی۔ امتحان کے پہلے دیکھ کر گھبراہٹ میں انہیں کون کے ناخن کھا لیتا تھا۔ بات کرنے کے دوران اس کی کھوپڑی مل جاتی تھیں۔

اس نوجوان کو چودا دی گئی تھی وہ صرف ایک ہی خوراک تھی اور اس سے وہ ہلکا چر صحت یاب ہو گیا۔ حالانکہ میں نے اس کا علاج کئی مہینے کیا لیکن دور اسے صرف ایک ہی خوراک دی گئی تھی۔ یہاں میں نے اس کے علاوہ کواہیت دی۔ وہ یہ دیکھ کر اسٹش کے لم میں انگلیوں کے ناخن کھا لیتا۔ یہ احساس کہ وہ بہت غریب آدمی ہے اس غیر سری علامت یا کوں کے دوران بھنویں تن چاوا۔ اب آپ ہوسو بیٹھی کی ریسرٹری (اعلا متوں کی کسوٹی) پر ان علاقوں کو ڈھونڈیں آپ کو اس دوا کا نام معلوم ہو جائے گا۔ میں یہاں اس دوا کا نام اس دھڑس میں رکھ رہا ہوں کہ مجھے پڑھنے کے اکثر نوجوان اس دوا کو استعمال کرتے لگ جاتے تھے کیونکہ اکثر لوگوں کی یہ عادت خواب ہوتی ہے کہ ہر مرض کے عطیوں پہنے سے خود نسخہ تیار کر لیتے ہیں۔ باون کا کوئی دوست نسخہ تجویز کرتا ہے اگر آپ کو اس مرض کو میکھ پتے تو کچھ محنت تو کرنا ہوگی۔ میں نے پورا کیس بیان کیا اور پھر اس کی رہنمائی بھی کر دی کہ اس کس میں بہم اور خاص باتیں کیا ہیں۔

اگر آپ میں علامتوں کو سمجھنے کی صلاح دھلا جیت ہے تو یقیناً نئے آپ مونس کے منہ میں پہنچ چکے۔ مریض کو بھی زندگی کی حوشیاں ملے سکتے ہیں۔ اسے ہی سکتے ہیں ہم کو، درجہ چکے ہیں کہ ہر پیر بھی کوئی امتحان پاس کر لینے سے کہیں آجاتی۔

ایک پیاس سارے ہاتھوں سسکو کچے ذاتی کا کبسر تھا اور کبسر اسپتال میں لائٹ کا کریں جاری تھا۔ لیکن خون کا خرچ بند نہیں ہوتا۔ اس کا ہیٹ ڈھکنا اور پودہ سفید پانی اور

آپ مٹانے کے بعد سے اس خاتون کی نیند ہی روکنی تھی اُسے روزانہ مینڈک گویا کھادی پڑتی تھیں لیکن اس کے باوجود اس کو مید نہیں آتی تھی نیند آسنے سے وہ بہت پریشان تھی۔ ایک شکل سے چھلکار ملا تو دوسری مصیبت لگے پڑ گئی تھی۔

اس مریض کے کیس میں بھی خاص علامت تھی۔ مائوس کے دوران اپنا حوالہ سنا سے سنا سے وہ ایک ہمد بار بار داکرتی تھی۔ ڈاکٹر صاحب۔ ڈاکٹر صاحب۔ یہ پورا۔ وہ یہ تھا کہ ڈاکٹر صاحب۔ ڈاکٹر صاحب۔ ایسا پورا ڈاکٹر صاحب

یہ حال غور کیجئے کہ یہی علامت تھی۔ اس سے پہلے دلی مریض کسے یہ جملے۔ اسے کھلی میرالال اسے کھائی اور اس کے ڈاکٹر صاحب تو ڈاکٹر صاحب پر ہو۔ دراصل یہ بات کا اظہار ہے۔ ہمد دی کا اظہار ہے۔ نیک خواہشات کا اظہار ہے

ایک مریض میں کو کبسر تھا تو دوسری میں کو کبسر ہوئے۔ لاکھ۔ دو فور، ایک ہی دو سے ٹھیک ہوئے۔

علامتیں کیا ہیں؟ ہر وہ ٹیکلف جو مریض بیان کرے۔ مردہ جلد جو مریض بیان کرے علامتیں ہیں۔ لیکن اس میں سے کس کس کو بہت دین ہے۔ یہی فن ہے۔ علامتوں کو سمجھنا اور ان کے فوہ مریض کے دل کی کیفیت کو سمجھنا۔ نیز اس کے روحان و جد کو سمجھنا مثال کے طور پر ایک میں سارنوج ان کے کس پر غور کریں۔ اس کی شکایتیں وہی تھیں جو عام نوجوانوں کو ہوتی ہیں۔ مثلاً پیش پیس کے قطرے ٹپکنا۔ احتلام کی شکایت۔ جین کی بدعات کئی طرح کے بے بنیاد خوف اس کے دل میں بگڑنا ہے ہوشے تھے۔ اسے جو اس بروقت کھانے جا رہا تھا کہ اس کے اندر کوئی بیماری ہے وہ اپنے آپ کو بہت غریب انسان تصور کرتا تھا۔ ہم حکموں کے پکڑیں پڑ کر اور بھی زیادہ غریب ہو گیا تھا۔ ہزاروں

اور خراش دارا خراج ہوتا۔ اس کے حملوں میں درویش تھا۔ بھوک پیاس ستر چمکی تھی۔ مرنے پر ہماگ دارو لب بننا رہتا تھا۔ لیکن اس کی زبان میں نشی کا احساس رہتا۔ ہیٹ گیس سے خبر نہ تھا۔ وہ کھانا نہیں کھا سکتی تھی۔ کھانے کو دیکھ کر اسے اٹھی جو جاتی تھی۔ اس سے سردی اور گرمی دونوں سے پریشانی ہوتی تھی۔ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا تھا۔

لیکن ہومیوپیثی کی ایک دوا انہ اسے علاجوں کے اعتبار سے دینی تھی جس کے بعد وہ اس اربت اور پریشانی سے نجات حاصل کر سکی۔ راتہ رات تھکتا یا بچنے لگی۔ جو دوا سٹے دینی تھی وہ ہے کالچی کم Colchicum لائق تیس میں مہر دو خورائیں۔

ہومیوپیثی کیسے؟ ہومیوپیثی کی دواؤں کی بات اور ہومیوپیثی کا علاج کیا ہے۔ ہاتھوں سے عام آدمی تو حیرت انگیز ہے۔ اکثر بیشتر وہ معالج بھی کر جو ہر سہا برس سے ہومیوپیثی دواؤں سے اپنے مریضوں کا علاج کرتے رہتے ہیں وہ تک لامل ہیں۔

اس سلسلے میں ایک ہومیوپیثی ڈاکٹر نے خط لکھی ہے کہ آپ کی تصانیف کا مطالعہ کیا طب کی دنیا میں آپ نے کافی گہر غور کھنڈا ہے۔ ایک دوسرے معالج نے لکھی ہے کہ میں آپ کی ہومیوپیثی کا قائل ہوں کہ میں نے آپ کے دیر علاج اس مریض کو دیکھا ہے جسے کانٹھ پر لٹا کر ہسپتال سے جیا جاتا تھا لیکن مریض آج اپنے پیروں سے چل کر گھر پہنچا ہے۔

عجیب بات ہے یہ ڈاکٹر صاحب ہومیوپیثی کے سہارا نہ ہیں مگر وہ ان کو ہومیوپیثی کا لائق نہیں مانتے۔ انھوں نے خود اس کا اعتراف کیا ہے وہ آگے بڑھتے ہیں کہ کائنات مجھے ہومیوپیثی آتی کہ میں اسے میری آواز کو تو بچھڑا سکتا۔

یہاں مجھے اس شخص کی یاد آتی ہے کہ کئی برسوں پہلے مجھ سے ملنے آیا تھا اس وقت میں

میں جانتا تھا کہ وہ ہومیوپیثی کا معالج ہے اس نے بڑے عقیدے کے ساتھ یہ عرض کیا تھا کہ ڈاکٹر صاحب دیونا کے گیسٹ فم میں آپ کے جاننے والے بہت ہیں۔ ہر میر کے روز جب اردو ڈاکٹر آتا ہے تو ہم سب سے پہلے آپ کا کالم پڑھتے ہیں اور پھر ان کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

یہ شخص چند ہی عرصے کا تجربہ رکھتا تھا لیکن اس نے کسی عرصے سے ہومیوپیثی سیکھ لی تھی اور شاہ دارو خوب سمجھتی تھی۔ اس کو مجھ سے بڑا ناہ عقیدت تھی۔ وہ محض سٹے کی غرض سے مریض بن کر آیا تھا۔ اسی سلسلے میں، لیڈنگا ڈی کے ڈاکٹر صاحب انور نے پوچھا کہ کیا وہ دیونا کی دوا لیتے ہیں؟ پھر ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ سٹے کی اس کے لئے نہیں کیا کرتا۔ پھر ایک معالج اگر دیر پڑے تو وہ کسی بھی مریض سے ہنے مریضوں کا علاج کر سکتا ہے۔ اکثر دوا ہے کہ دیونا کی دوا لیتا ہے، ہومیوپیثی، نیچر و پیثی و دیگر کے مسدود معالج آپ دیکھ کر اس کے ہومیوپیثی پر یقین کرتے ہیں اس نے کراہی مریض بہت آسان ہے۔ ایک کمونڈرنگی علاقوں کے مریض ان کو دوا دیتا سکتا ہے اور مریض کو آرام ملتا ہے۔ مگر ہومیوپیثی بہت مشکل ہے۔ یہاں مریض کو محض آرام پہنچانے سے نہیں بلکہ مکمل طور پر شفایاب و صحت مند بنانے سے ہے۔

ہومیوپیثی دواؤں سے چند ایک مریضوں کے کچھ سائنس دور کر دیتا ہے یا ان کو آرام پہنچا دین علاج نہیں ہوتا۔ اسی طرح ہومیوپیثی دواؤں سے چند ایک مریضوں کے مسائل دور کر دیتا ہے یا ان کو آرام پہنچا دیتا ہے۔ ہومیوپیثی دواؤں سے جو معانات پوٹے ہیں وہ بھی تمام افراد کو معلوم ہیں۔ اکثر بیشتر ہومیوپیثی کا علاج صلی پنے مریضوں کی مصلحت کی خاطر لکھتے ہیں۔ اور ان کی شفا یابی کے لئے دوسرے ذرائع کی تلاش میں

بنیادی طور پر اس ایک مہر پر ہوں، ایک آرٹسٹ، ایک پیٹر، ایک پیدائشی پیدائش  
بچے مہر کی کسی نہیں کھائی۔ ایک مہر پر اپنی آنکھ میں، اس منظر کی ہر چیز کو جذب  
کر لیتے ہیں اور پھر اس کی عکاسی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو مجھے ایک طیب برکت، اس  
لئے اس نے پہلے مہر بنا دیا جو کوئی نہیں میرے پاس آتا ہے اس کی ہر حرکت ہر چیز کو  
ذہن میں عکس ہو جاتی ہے۔ ایک ویڈیو گیم کی طرح جو کس مجھے یاد آ جاتا ہے اس  
وہ منظر ویڈیو گیم کی طرح ذہن کے درجوں سے کل آئیت اور فلم کے ذریعہ اس کی  
عکاسی کر رہا ہوں۔

کچھ روز قبل ایک خوبصورت دوست میرا گھر آیا، ان کی عمر کے لئے زبردست تھی۔ اس کا تعجب  
شادی ہوئے والی تھی۔ اور اس کے والدین کی یہ بات پریشان کئے ہوئے تھی۔ اس بچی علاج  
سے تھک چکا کہ وہ ہر چیز کی طرف راغب ہو رہی تھی۔ کھانے پینے میں کچھ آگیا کہ اگریز سونا  
تمام جسم میں بڑے بڑے سرخ دلتے۔ خارش اور سوزش پھیلتی تھی اور یہ اسے دن رات  
بھی لگتا تھا۔

یہ دوسرے چند ہی دنوں کے علاج میں تعالیٰ اب بھی اس کی شادی بھی ہو گئی۔ اب  
وہ علاج کا کھانا کھاتی ہے۔ سب کچھ کھاتی ہے۔ اور اسے الرجی نہیں ہوتی۔ جبکہ اسی  
مریض کو اب بچک ماہریت سے طرح طرح کے ٹسٹ کوڈ کے اسم کے کھانے پینے کی بہتر  
چیزوں پر پابندی لگا دی تھی۔ لیکن اسم کے باوجود وہ چاروں لوگوں کے لئے اس مصیبت سے بچ رہی  
جاتی تھی۔ اس سلسلے کا ایک ٹریڈی عجیب و غریب کیس اس وقت یاد آ رہا ہے۔ یہ بھی ایک  
خوبصورت دوست تھی اور ایک بچے کی ماما۔ بڑے گھر کی بیٹی تھی، اور بڑے گھر میں اس  
کی شادی ہوئی تھی۔ لیکن مسرال سے اس کی آل مسرال میں آئے ہیں وہ طرح طرح

ہوئے ہیں۔ یہاں ہمارے مرنے والے ہیں کہ وہ بچک علاج خیر تاکہ علاج ہے اسے پتا نہیں  
کہ وہ بچک طریقہ علاج کتنا خشک علاج ہے اور اس وجہ سے جب کسی دوا کے بارے میں  
یہ جاننا چاہتا ہے کہ اس سے دائرہ سے زیادہ نقصانات چرے ہیں تو اس دوا اور اس  
طریقہ علاج کو ترک کر دینا چاہئے۔ اور اس وجہ سے ایک ایسا بچک علاج جو کھانا دہن کھانا  
پے وہ ہر طریقہ علاج کی طرف راغب ہوتا ہے۔ جو بچی کی تعلیم عام کرنے میں سب کا  
فائدہ ہے۔ مریضوں کو علاج دینا کا۔ چھوڑ دیا جاتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ بچک روشنی  
کو پیلا سکیں اور اس فن کی فائدہ دینے کا سلسلہ شروع ہو۔ یہی ہی تعلیم میں ملتا ہے  
وقتوں میں سہولتیں شاگردوں کو دینا تھا۔ اور پھر اس کے شاگرد اپنے شاگردوں  
کو دینے کی تعلیم سے کام لے کر کتاب لکھتے ہیں۔

MOHD ANEES UDDIN  
PLOT 6-B, AAFREEN  
TEACHERS COLONY  
KHAMGAON 444303  
anis\_riz@yahoo.com  
anisriz1987@gmail.com



قیل اور لنگہ اور اس کی علامت ہیں درجہ سے مرض کا پتہ دیتی ہیں۔ بلکہ صرف یہی علامت مجموعی طور پر درجہ سے مرض کی ایک قابل فہم تصویر پیش کرتی ہیں۔

آؤ لیگان کے اسی پرستار سے ہیں، یہ اصول فلسفہ کے ایک ذہبِ صالح کے لئے مقید ہیں۔  
حالت کا پتہ نہ دیں۔ سچی علامتوں جسم کی ٹوٹ پھوٹ سے آگاہ کرتی ہیں۔ بیمار کا محض  
تبدیل شدہ حالت ہے، وہ علاج کو صرف ہی نگہبانی حالت سے پہلے کی صحت مند حالت  
کے طرف دہاتا ہے۔

ڈاکٹر اوفی من کے نزدیک یہ نظریہ بھی جبریتا ہے کہ انسان مرض کے نظریہ کی تحقیق و تدوین کے لئے انسانی جسم کے انفرادی اعضاء کو غور و خوض پر وقت و مشاغل کرے یہ سمجھنے کے لئے کہ آیا صودہ دھات کو بیماریاں پھیلاتی ہیں۔

روز بروز آتے ہیں کہ ایسی سستی کا نتیجہ صرف نظریے کے حصول ہی پر ہوگا، اور جب تک ہم یہی سوچیں کہ کوشش والی ان اعضاء تک محدود رکھیں گے یقیناً ایک انجمن میں مبتلا رہیں گے لیکن اگر ہم ان علامات کو ہی تو یہ کام کرنا یا نہیں کرے جو اس لیے اہم تھیں یہیں دیکھا جائے تو پھر یہ بیماری کی ایک مکمل تصویر آپ کی نگاہیں تحریر کی صورت میں چوکی تیار ہو سکے گی اور صورت میں کسی انجمن کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر عائشہ نے میرا کچھ کے قہر میں اس لیے رانگ مشاہدہ کرنے وے خود کا تذکرہ کیا ہے  
ایسا ہے کہ رانگ مشاہدہ کرتے والا کیا ہے۔ اسے کچھ لکھیے۔ انسان مغلنا مشغوب ہونا ہے  
وہ لڑکا رنگ کے ہر شعبے میں مشغوب ہوتا ہے۔ اسی طرح وہی مغلنا وغیرہ کی بھی مشغوب  
ہوتا ہے۔ غصیت سے کام لیتا ہے۔ آپ خود ہی دیکھ لیجئے۔ ایک ایسا امر میں جو کئی دنوں  
سے کس مشغول تاک بیماری کے غمگینے میں رہا ہوا ہوں۔ اس کا علاج کئی مہا کھول کے کیا ہوں۔

کی پریشانیوں میں گھوم گئی، خوب بھیڑی، اہل مکلا و جلیلی قدس پر گھبرا، عجمی و عربی میں سے گھر سے نکل کر ایسی جگہ پر جا چاہا جہاں نہ یوں کی کوئی تھی۔ اس پاس پاس بھیڑیوں کے طویلے تھے۔ واقعی سے اسے ایسی دنوں اور راتوں کی بیماری شروع ہو گئی، اس کے تمام جسم میں بھی ایسی طرح کے درد کا پھیلنا شروع ہوا۔ اسی طرح کی سوزش ہوتی تھی۔ ماہرین کو جب خاطر خواہ ویدہ جوہر میں رائی شہ سارا کافی محسنوں کے طویلے پر اتار لیا گیا، اس کو اس بات کی الرجی ہے۔ وہ کہیں آجائے نہیں سکتی تھی کیونکہ اس کو یہ الرجی دینے کسی وقت بھی نمودار ہو سکتے تھے۔ غرض اور دنوں طے اس کے کپڑے چہرے پر موجزن آجاتی تھی۔ اس کی سانس رکے جاتی تھی۔ وہ خشک ہو جاتا تھا، زبان اکثر پانی تھی۔ کھانسنے کی کوئی بھی چیز اس کے لئے معینہ بدتر سکتی تھی۔

اسے دودھ بہت پسند تھا۔ دودھ کی تہی ہوئی چیزیں بھی پسند نہیں۔ مٹھائیاں پسند نہیں ہیں کی خواہش کو دودھ تک نہ لاتی تھی۔

ہم پھر باریہ نچانکے میں کھلے متبعین و روح کی زبان ہیں۔ اس پاس کے مشفق فیاض  
کے خون کو بھی مریاں کو دلدادہ ہو چوتھی کی بنیادی کتاب آرائشیں آنی میں زمین سے گہرے گردن  
چشمیں دھڑکتے ہیں۔ "یکسب لاک" (عزیز مصطفیٰ) مت پرکھنے والا جو دقیق اور  
حیرت مندی نظریات اور قیاسات سے آگاہ ہو خواہ وہ ایک غیر معمولی فراست کا مالک  
ہو، وہ ہر مفرد بیماری میں ماسوائے تندرستی کے جو انسان کے ستر دست جسم و دماغ میں  
پیدا ہو جاتی ہیں، اور اس کے سامنے دیکھی یا غصوں کی جاسکتی ہیں۔ کچھ نہیں دیکھ پا کر  
سمجھ سکتا۔ دوسرے مفلطون میں اور صرف ان اختراعات کا دراک اور شاہد کہتا ہے۔ جو بیمار  
کی سلیقہ صحت کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں۔ جن کا احساس خود مرضی کو ہوتا ہے جس میں  
کے واقفین سمجھا دیکھتے اور نہاتے ہیں جس کا مشورہ معراج بھی کرتا ہے۔ اب یہ تمام

ماہلوں کو بل پائی۔ عاملوں سے اس نے بڑی زبرد آرزائی کی۔ چار چار ماہ اُسے سنبھلا سکتے۔ کوئی بن دینے والی آگ اُس شکلات مار کر گرا دی۔

ڈاکٹروں کی دوا میں وہ کھانا تھا۔ منہ سے متھوکتا تھا۔ اپنی ماں سے کہتا کہ میں ان دواؤں سے ٹھیک نہ ہوں گا۔ میری خدا سے بات چو گئی ہے اب میں ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ اس طرح ۵-۱۰ روز گزر گئے۔ پیسے ڈاکٹروں نے اس کے بھار کو نائیفا لکھ کر کھ کرے ملا کر اس دوران اس کی آواز چلی گئی۔ اب کوئی دوسری بیماری ان کو علاج نہ دے لیکن وہ بڑے ٹھیک ہونے لگا۔ دوسری بیماریاں ہوئی۔ ڈیڑھ ماہ بعد بڑے ڈاکٹروں کی نگرانی میں علاج شروع ہوا۔ بڑے بڑے شش گئے۔ وہ اس قدر لاغر ہو گیا کہ جسے پھر سنے کے قابل بھی نہیں رہا۔ رات وہ آرام سے سوتا تھا۔ لیکن صبح سے شام تک ہر کچھ دیر کے بعد اٹھ کر دیتا تھا۔ اب ڈاکٹروں نے ایک نئی بیماریاں کی تشخیص کر لی۔ یہ جدید علاج۔ بیماریاں اگر زبرد چلی گئی تو ان حسرت کی تشخیص بدلتی جائے گی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کو اصل بیماری کچھ میں نہیں آئی

اب ماہرین سے پتا چلا کہ وہ ان کے اندر ہال ہیو گیا ہے۔ اس پانی کے دباؤ کو کم کرنے کے لئے ایک مصنوعی تنگی لگائی جائے۔ یہی پٹا آپریشن کیا جائے۔ درہ درہ دوا ہوتا گیا۔ مگر ہال ہیو پٹا پانچ۔ یہاں صحت مند تھا کہ وہ زندہ بھی رہے گا یا نہیں۔ کیونکہ ایسی نئی دوا آپ پانی کے دباؤ کو کم کر سکتے ہیں۔ لیکن بیماری کو نکال نہیں سکتے۔ اچھا نوز ہوتا تھا کہ ہال ہیو پٹا پانچ میں یہ نئی دوا لگائیں تاکہ کچھ روشنی ان کے دماغ تک بھی پہنچ سکے۔ یہ بھی ہو سکتا۔

ڈیڑھ ماہ میں لوجان کا جدید طریقہ پر علاج کیا جاتا تھا وہ اس حال کو پہنچ گیا تھا

آپ کو بھیجیں گے کہ ان میں ہر علاج کی راستہ الگ ہوگی۔ ہر علاج اپنے لئے کو جمع مان کر لے ہی جا رہا رکھنے کی صلاح دیتا ہے۔ دراصل یہ اس لئے ہے کہ یہ لوگ اصول اور قانون کا لحاظ نہیں کر سکتے اور نہ ہی اسے تسلیم کرتے ہیں۔ کیونکہ اکثر تعصب ہیں۔ لیکن اگر ان کے پاس کوئی دوا یا کسوٹی ہو۔ جس پر وہ اعتماد کر سکیں تو ایسی صورت میں وہ تعصب سے چھٹکارا پاسکتے ہیں۔

ہر دوا میں کئی سائنس کی ایسی ہی کسوٹی ہے۔ جہاں سانچہ کو آ کر نہیں چلتے۔ چلتے ہاتھ لگنے کو آ رہا کیا؟ ہم ایسے کمین کا بیان کرنے لگے ہیں۔ جو کچھ ایسے مراحلوں سے گذر رہے ہیں کہ ان کی ہی زندگی اس دوا سے کوئی دیکھا۔ ۲۲ سالہ لوجان ڈیڑھ ماہ سے بیمار ہے۔ جو دوا سے دیکھ گئی وہ اس سے ٹھیک ہو گیا یا نہیں۔ یہ تو وقت ہی بتا دے گا۔ ہم علامتوں کی کسوٹی پر جانچنے کی بات کر رہے ہیں۔

وہ بشرط لیا ہوا تھا کسی سے کوئی بات نہ کرتا تھا اگر کوئی سواں پوچھا جاتا تو منہ دوسری طرف کر لیتا اور جیسے وہاں اگر کچھ ہی بڑی تو سچہ وہ اپنا آنکھیں بند کر لیتا اگر ماہ ہو گیا ہو۔ اگر اس کے بعد کچھ بولتا پڑتا تھا اس قدر آہستہ سے بولتا کہ الفاظ صاف کچھ سمجھ نہ آتے کچھ مثالی زد دیتا۔

میں یقین دیر ہال ہیو پٹا پانچ اور اس سے کچھ لپچھنے کی کوشش کرتا تھا اس نے کچھ نہ بتایا۔ ہی اس نے اپنے نکال دیا ہیو پٹا پانچ میں کئی شکایت تھی۔ جو کچھ میں معلوم کر سکا وہ اس کے رشتہ داروں سے۔ کچھ اس نے بتایا۔ کچھ اس کے والد نے کچھ کہا لیکن وہ کچھ آ کے چھانے۔ پیچھے اسے بخار آیا۔ حالانکہ حالت میں خلقت میں اس نے بتایا کہ وہ قبرستان کی مسجد میں ہی زچر مٹنے گیا تھا۔ دوا لگ گیا۔ دو چار روز بعد بھی جب بخار نہ ستر، تب

ہی سب کچھ ہے۔ ان کی مائے ہے ان کی روزی روٹی کا درپردہ ہے۔ ایک سچا  
یاد تو گناہ کے بیابان سے نہرانا بھی ہے۔ اس کو یہ شرمناک ہے۔ اس لئے اس  
تجربہ کو انھوں نے سختی سے روک دیا۔

ہمارے خیال سے بھی قصور گناہے یا بھینسوں کا نہیں ہے بلکہ نازک فریج  
اشخاص کا ہے جن کو بیسویں صدی کی جدیدیت نے پیدا کیا ہے۔ امریکہ میں تو اس  
الرجی کا شلہ اور نیا دہ سنگھن صومناہ اہتیار کئے ہوئے ہے۔ ایک امریکی ڈاکٹر  
سے پچھ لیا کہ الرجی کو یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ ایک پلاسٹک کا عمارت بنوے  
اور اس کے اندر رہے۔ برائش پینے کے لئے ایک کھن سیسٹم رستہ رکھے۔ یہ کوئی نڈ  
نہیں ہے ایک مہلک حریف سے جس میں نتائج ہوا تھا۔

لانا ہی طرح کے علاج سے متاثر ہو کر ہماری اس مریضہ کو اس کے الرجی باہر نے پلاہ ملک  
ماسک لگانے کا مشورہ دیا تھا کہ گھر آئے جاتے جب وہ بھینسوں کے طیلوں کے درمیان سے  
گزرے تو اس ماسک کو پہن لے۔ دراصل وہ الرجی کے باہرین اور ان کے علاج سے ایس  
ہو چکی تھی ہنڈ ہنڈی کی طرف راجب ہوئی تھی۔ میں نے پچھ اس کی و لھورن کو دیکھے ہوئے  
اور اس پر گھر سے سرے وقت کے مطابق دواؤں تجویز کیں جن کے استعمال سے اس کو فائدہ  
صورت ہوا۔ لیکن وہ پوری طور پر شفا یاب نہ ہوئی۔ اس طرح کئی مہینے گزر گئے۔ وہ باقی دواؤں  
کے ساتھ مجھ سے رجوع کرتی رہی۔ اس کی صحت جو ایسویں صحت دواؤں کھا کھا کر خراب  
ہو چکی تھی وہ روز بروز ترقی نظر آنے لگی۔ لیکن الرجی سے اس کو مکمل طور پر چھٹکارا نہ  
مل سکا تھا۔ اس کی مارک مزا ہی برقرار تھی۔

ایک روز وہ پوری ڈاکٹر صاحب آپ کے علاج سے میں بہت ابھی ترقی ہو چکی

کہ ایک لڑکھنڈ ہم نہ کر سکتا تھا جس وہ ہڈیوں کا ایک ڈھچہ جس کر رہا  
گیا تھا۔ جب کہ شہر کا آخر جس میں جو۔ وا آئے سے ڈیڑھ پہلے بھی وہی  
رج بھی تھی۔ یہی ۲۰ میوینتھی ہے۔ ہو میوینتھی کی کسوٹی پر پچھائیں سے  
پرکھ سکتے ہیں۔ اگر آپ میں کچھ ہو جو ہے تو آپ بھی اس نوجوان کی دو جان  
چاہیں گے۔ یہاں علاج یہ ہیں۔ (۱) اپنی نظیروں سے بھرنا۔ پتی شکایتوں کا  
تھان نہ کرنا۔ (۲) دانت نہ کرنا چاہے (۳) آوارا تھی دھبھی کہ سمجھ نہ آ سکے۔  
(۴) ۷۰ میں پڑے رہنے کی خواہش (۵) دوا کھانے کو سمجھ کہ اس سے دھوکہ  
نہا ہوا ہے۔

اب آپ ان عورتوں کی کسوٹی یعنی ہو میوینتھی کی ریٹری لے کر بیٹھ جائیں  
ورنہ کر رہیں۔ آپ کچھ کوشش کے حد تک وہاں جائیں گے۔

ہاں ہم بھوں ہی گئے اگر کہ شہر کا کم میں ایک اور جی فائدہ کر رہا۔ بھینسوں کے  
طیلوں کی الرجی بھی عجیب بات تھی جی۔ اگر آپ کا گھر نہ کئی کوچوں سے ہو  
ہے کہ جہاں بھینسوں کے طیلے پادھوں تو سمجھتے نہ ہو سکتے ہیں کہ آپ بھی ان  
کی رو میں آجائیں۔ یہاں سے کئی فکڑ صاحبان نے اس کا فائدہ کچھ اس طرح  
کھڑ کیا ہے کہ بھینسوں کے طیلوں کو شہر کی حد سے باہر کر یا گیا۔ جس کا نتیجہ  
ہوا کہ الرجی کی بیماری تو مٹی نہیں رہتی وہ دھبھکا ہو گیا۔ اس معاملے میں ہم  
مہار کے چیف فکڑ لالوں کو مہار گئے۔ بہر میں کالانڈر کی دوا نے دور پکڑا تو اس  
کار۔ ار گائے بھینسوں کو شہر یا گیا۔ اور یہ تجویز پاس کی گئی کہ شہر سے گائے اور  
بھینسوں کو باہر نکال دیا جائے۔ اور یہ شہر کی آڑ گئے۔ وہ بھلا کیسے میں تھیں کہ ان  
بیٹے وہ بھی یاد میں ہے بدو اور حوب جانتے ہیں کہ مادوں کے لئے گائے

اب ہر سو بیٹھ نہیں بن سکتے۔ اور یہ ضرور دیکھی ہیں کہ میرے ہاؤس سے جو شخص ہو سکتی  
کیا پریشانی کر رہا جو وہ ہر سو بیٹھ ہے۔

ایک ہونیو پیسہ کسی تیر جا سوس کی طرح ہر پہلو پر غور کرنا ہے۔ اب یہ بات واضح  
تھی اس حادثہ کی سبائی کو اپنا بعض بیس نکلیں گے کی جانے۔ اس کے پچھلے سے  
جوانی تک کے تمام ہم واقعات کو گزیر کر بدکر معلوم کیا جا رہے۔ اب آپ ہی سوچئے  
یہ وہ ہیں جن کو جن میں بہت وقت لگا ہے۔ کس کیس میں کتنا وقت لگے گا  
میں جانتا۔ کوئی قیمتی جلدی سلجھ جاتی ہے اور کسی کو سلجھانے میں گھنٹوں لگ جاتے  
ہیں۔ کافی تک دوڑ کے بعد اس کی زندگی کے ایک واقعے نے اس قیمتی کو سمجھ دیا۔

وہ ان دنوں اسکول میں پڑھتی تھی۔ ایک اخبار میں ایک قتل کی خبر کے ساتھ مقتول  
کا ڈراما شائع ہوا تھا۔ مقتول کے سر پر دم پر گولیوں کے نشان تھے۔ وہ اُسے دیکھ  
کر ڈر گئی اور وہ دھڑک دھڑک کر شور مچا کر گئی۔ سیب کے اندر کا غول جس میں بیج  
ہوتے ہیں۔ لٹا ہوا سیب اس لاش کے جسم میں لگی ہوئی گولیوں کے زخموں سے متا  
تھا وہ اس وجہ سے بے ہوش ہو جاتی تھی۔

اب مجھے ایسی دوا کی تلاش تھی کہ جس میں اتنی زیادہ حس ہر، اس قدر نازک  
فرجی ہو کہ کوئی نازک اندام حسینہ سیب کاٹنے پر نہ بے ہوش ہو جائے۔ پھر  
زیادہ وقت نہ لگا اس کے لئے دو تجربہ کرنے میں۔ جو دوا اسے دئی اس سے وہ بالکل  
ٹھیک ہو گئی۔ اس کے بعد کبھی بھی اسے ایسی فرجی کی شکایت نہ ہوئی۔ وہ سب کچھ کھا  
پینے لگی۔

اب لڑا اس دوسرے بار سے میں بھی کچھ بیان کر دوں، اس کا نام ہے نکش نا نکش

کبھی کبھ کسرا پانی ہے۔ کبھی یہ کھا یا کھیں وہ کھا یا تو وہ حارث شریف ہوتا ہے  
حالانکہ، یہ بچے کی طرح سندی نہیں ہوتی پر پھر بھی ہوتی ہے۔ سوچیں اکی ریاڈ  
نہیں آتی پڑتی ہے یہ سب کہتے ہوئے اس سے اپنے برس سے ایک سیب نکالا۔  
سرخ سیب اور پھل کاٹنے کا چاقو۔ اور پانی میں آپ کو، ایک بات بتا چاہتی ہوں  
یہ کہتے ہوئے اس نے سیب کو پھیلانا شروع کر دیا۔ میں میرا ہتھ کر یہ کی کر رہی ہے  
کیا یہ مجھے سیب کھانا چاہتا ہے۔ میں اس کو، اس حرکت سے باز رکھا چاہتا تھا  
لیکن وہ اپنی بات جاری رکھے ہوئے کہہ رہی تھی۔ یہ دیکھنے میں سیب کاٹنے وقت جب  
تک اس کی جلد اتارنی رہتی ہوں تب تک تو کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن جیسے ہی میں اس کو کاٹنا  
کر رہا ٹکڑے کرتی ہوں بے ہوش ہو جاتی ہوں۔

خدا کا شکر تھا کہ اس سے سیب کے ٹکڑے کرتے وقت اپنا سر دوسری طرف پھیر  
یا تھا اور شاید وہ بے ہوش ہو جاتی اور مطلب میں اس طرح رہے ہو شخص ہو جاتا  
کہ ایک ہاتھ میں چاقو اور ایک ہاتھ میں سیب کے ٹکڑے ہے!

اس نے سیب کے ٹکڑے کو دیکھ کر پلٹے پیسے میں رکھ لیا اور غول کو اس سے ہر  
طرف دیکھنے لگی۔ اب بے ہوش ہونے کی بجائے باری تھی۔ یا خدا! ایسی بھی کوئی علامت  
ہو سکتی ہے اگر سیب کے ٹکڑے کرتے ہوئے کوئی بے ہوش ہو جائے!

ہم اب یہ بتا چکے ہیں کہ جو میو بھی آپ اس نہیں ہے نہ کسی کو رس یا اتھان کا  
کر لینے سے آتی ہے۔ البتہ آپ کو اس میں ڈوبنا ہو گا۔ ہر کیس ایسی رعیت کا ہوتا ہے  
سب کچھ تو نہیں سکھا ہوا نہیں ہوتا۔ اہم بات یہ ہے کہ آپ ان باتوں سے مطلب  
کیا اخذ کرتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ علم فن کی حیثیت رکھتا ہے تحقیق کیاں چاہل کر لینے سے

زندہ رہا ہو۔ یعنی سارے کے ایک روز محدودہ مر جائے تب بھی وہ اُسے کا یہاں سب  
کیس تھوڑے کرتے ہیں۔ کیونکہ اکثر بعض تو کہہ سیتے بھی زندہ نہیں رہتے۔ ان کے علاج  
اکثر پانی تو کیسراہرین جب اس کا علاج کر کے تھک گئے تب اس سے کہہ دیا کہ میں سب  
تو کچھ نہیں کیا جاسکتی۔ یہ تم چھ ماہ تک اور زندہ رہو گے

میں یہ کچھ ایسی ہی بات تھی کہ کس جرم کو موت کی سزا دی گئی ہو۔ اور اس کی پچان سن  
کار تھوڑے باگیا ہو۔ ان حالات میں وہ کبھی سے رجوع ہوا تھا۔ اس کی عمر زیادہ نہ تھی  
قریب چالیس کے آس پاس تھی۔ اس کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ پہلے جلی مالک کے  
کیسراہرین نے اس کا علاج کیا تھا اور پھر اسے اندر بھیج دیا گیا۔

وہ بالکل سیدھا سادہ شخص تھا اس نے کبھی سگریٹ پی تھی اور نہ ہی پان کھایا۔  
شراب و شہاب سے کوسوں دور تھا۔ بچپن ہی سے اس کی بار بار سوی لکام اور ٹائفلز  
کی شکایت رہتی تھی اب جوانی میں کیسراہرین ہوا تھا۔ اور اس، علیگن زندگی سے بالکوس  
اس کے ایک ہاتھ میں، لی کہ تیشی تھی۔ ہر کھڑے، قہر سے وہ پانی پیتا تھا۔ دھار  
مرد بات کرو۔ اور پانی پیتا۔ اس کی زبان بالکل خشک تھی۔

اس علامت کو میں نے خاص اہمیت دی کیونکہ ہر وہ مریض جس کے میں لائیف  
کا کورس دیا گیا ہو اس کی زبان خشک ہو جاتی ہے جس جاتی ہے۔ اس میں کسی طرح کی کڑ  
یہ چینی نہ تھی ہذا راہر پانی پیے کو میں نے اہمیت دی۔ تمام علامتوں پر غور کر کے  
کے بعد میں نے اسے بار تیشی کا بہ تشخیص کی اور اس کی پسند خوراکیں دے کر کچھ روز  
بعد اُسے کھلے کہا۔ کچھ روز بعد اس کو کچھ آرام ملا اس سے اس کو امید ہو چلی کہ وہ اچھا  
ہو جائے گا۔

(Nux Moschala) نمک اس کا نام یہاں بتانے سے مراد یہ نہیں  
ہے کہ ہر الہی فرد خاتون اس دو کا استعمال کرنے لگ جائے۔ یہ دوا صرف اس  
مریضہ کی تھی جس کا یہاں ہم نے کیا۔ یہ آپ جانتے ہیں کہ یہ نمک اس کا کیا ہے؟  
یہ جانے چل ہے۔ جی ماں جانے چل، اکثر حکمی دواؤں میں اس کا استعمال  
ہوتا ہے لیکن حکیم اس جانے چل سے دھن سے واقف نہیں ہیں۔ اور ایلو پیتھ  
؛ کز تو جر اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے۔ جبکہ پرانی دوی حامل اس  
تعلق سے اتنا ضرور جانتی تھیں کہ کھانے چل سردی کا کھانے بہت زیادہ ہے اور  
وہ اسے گھریو نے طور پر استعمال کرتی تھیں۔

خانے چل کی مانت پر مجھے ایک بہت۔ تاکیس یا حیدر فریب چو میں ہو گئے  
سے کیس ہو تھ۔ گلے کا کیس۔ آج دو بالکل صحابہ اب ہے اور علیگی مالک میں کام  
کر تا ہے۔ اپنے بیوی بچہ سے ملے جب وہ ملتا آتا ہے تو مجھ سے ملے ضرور آتا ہے  
اس کو گلے کے نامسر کا کیس تھا۔ جس کو پرش کر کے نکال دیا گیا تھا۔ لیکن  
پریشن کے بعد گلے میں ایک گانٹھ بن گئی تھی۔ بالکل پتھر کی طرح محسوس  
جس کے نئے سے لایٹ کا کورس باگیا تھا۔ یہ پیش، یہ سے اس کی گانٹھ تو کم  
نہیں ہوئی۔ سہ اس کے دانت حل کر سیاہ ہو گئے۔ رہا حل کر بیٹھ گئی۔ رگلے  
کی جلد سیاہ پڑ گئی۔ اب اسے کھانے پینے میں بھی دقت ہوتی تھی۔ ڈاکٹروں سے  
اسے چھ ماہ کی معیاد دی تھی کہ چھ ماہ میں اس کا قصہ تمام ہو جائے گا۔ ہمارے یہ کیس  
ماہرین اپنے حساب سے زندگی کے فیصلے مانتے رہتے ہیں۔ جیہ زندگی اور موت  
کے فیصلے تو ہاتھوں پر ہوتے ہیں۔

اس کے مطابق ان کا کامیاب کیس وہ ہے کہ جوں کے علاج کے بعد ۵ سال تک



اس کو ان مرقوں سے تھانین گئے کی کانٹھ جوں کی تیوں تھی۔ اور اسی وقت اسے وہ پانی پیتا تھا۔ اس طرح کئی دنوں تک وہ باقاعدگی سے آتا رہا۔ سیدہ وریں بدستار رہا۔ پانی کی شدید طلب کو میں نے اجمیت دی تھی اور اسی مناسبت سے اس کے سسے سے تسخیر ہوا۔ وہ پیکر آنا رہا اس کے ہاتھ میں کشیشی ہوتی وہ اسی وقت رستہ پر بار پانی پیتا لگا۔ اس کو آرام تھا۔ لیکن اس کی زماراں ہی طرح خشک تھیں درگشتی میں بھی کچھ خاص فرق نہ آیا تھا۔

دوسری بات یہ کہ وہ میعاد پوری ہونے کو تھی۔ ڈاکٹر کے قول کے مطاب میں اس کی موت کا وقت غریب تھا۔ وہ موت سے نہیں ڈرتا تھا۔ وہ کہتا موت برحق ہے ڈاکٹر صاحب۔ اُسے فکر تھی اس دلہن کی نکاح کی جو اسے کہیں بے دی تھی۔ وہ آخر آخر وفات میں کچھ سیسہ بچ کر کے اپنے بچوں کے لئے چھوڑ کر جانا چاہتا تھا۔ اس وہ اس کے لئے فکر مند تھا۔ حالانکہ وہ میرے علاج سے مطمئن تھا اور اس کو امید بھی ہو چلی تھی کہ اس علاج سے وہ ٹھیک ہو جائے گا۔

سہال میں ہر طرح سے علامتوں پر غور کرنے کے بعد اس کے لئے دو ایٹس دیتا تھا لیکن دو اکام نہ کرتی تھی۔ اس کی تھوڑی بہت تکلیفوں کو دفع کر دینے کا مطلب یہ نہ تھا کہ وہ کینسر کے شکار سے نکل چکا تھا

ایک روز جب وہ آیا اور اسی طرح اس کے ہاتھ میں پانی کی بوتل دیکھی تو میں نے اپنے قلم رکھ دیا۔ میرا ذہن بالکل خالی ہو چکا تھا۔ مجھے اس کے لئے کوئی دو نہ سوجھی وہ مجھ سے اس رنگت سے میری صورت دیکھ رہا تھا اور میں خدا سے دعا کر رہا تھا کہ اللہ برحق راستہ رکھے۔ مرنے والے سے امید لگائے ہوئے یہ لیکن میں نہیں جانتا کہ اس

کی دوا کیا ہے؟

بالکل خالی رہن پہنچ کر میں اس کو دیکھ رہا تھا۔ وہ مجھے دیکھ رہا تھا میں اُسے دیکھ رہا تھا۔ وہ اپنی اسی رفتار سے پانی کے سسے سے لٹکتی، چانگ ایک جالی میرے زہن میں آتا دیکھ کر مٹی کی سی سرخست کے ساتھ اس کی دوا جان گیا۔

میں نے دیکھا کہ وہ پانی پیے کے لئے ایسا مرقہ روڑ کھولتا ہے پر پانی کے چسپری قطرے مزید ڈالتے ہیں اس کی پانی کی بوتل کچھ ہی دن تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کو پانی قلعی نہیں ہے۔ کیونکہ جس طرح وہ پانی کے لئے بار بار مرقہ کھولتا ہے اس کا نظارہ ہے اس کو ایک باغی پانی کے گرد چار چار بیٹے۔ ایک بوتل اور وہ بھی خالی تھی مگر میرے خدشے نے میری دماغ دوسرے ہی لمحے میں نے اس کو اس کی دوا سے دیا۔

کیا آپ جانتے ہیں وہ وہ آگیا تھی وہ دوا بچی چائے چھل یعنی نکس ماسک تھی۔ نکس ماسک کو چائے میں قطع نہیں ہوتی۔ اس کی زبان مڑی کی طرح خشک رہتی ہے۔ یہ مرقہ بھی دراصل پانی پیتا تھا بلکہ خشک زبان کو تر کرنے کے لئے چند قطرے پانی میں شیک کر لیا تھا۔

دو نے حیرت انگیز طور پر فائدہ کیا اور کچھ ہی دنوں میں اس کی گتھی چھوٹی ہوئی تھی۔ گتھی اور داخل غائب ہو گئی وہ کینسر کے شکار سے آزاد ہو گیا۔ اور رفتہ رفتہ مکمل طور پر شفا یاب ہو گیا

اب ایک گتھی کے رہیں گائیس جو کئی مہینوں سے یہ دیکھا لیکن جو یہ سچتھی کے زیر علاج آیا چند دنوں میں چھلے پھرنے لگا۔ یہ ایک ۵۵ سالہ بڑا شخص تھا اس کو ایک پسر کے گتھے کے ساتھ ملا کر آیا تھا کئی دنوں بعد اس کا علاج ہو کر رہا وہ اسپتال

سب داخل ہی رہا پر نہ بخار ٹھیک ہوا اور نہ درد۔ وہ بالکل ایسا ہو چکا تھا اور نہ درد۔ بالکل چل پھر نہ سکتا تھا۔ جس پر بیٹ دیکھا اس کو ایک فٹ اوپر کر کے چھٹل کو مشق کرتا۔ اس کا وزن کم ہوتا جا رہا تھا۔ وہ کسی سے بات نہ کرتا تھا۔ وہی ستر پر سے نیچے اترتا تھا۔ ڈاکٹروں کی دوا نہ کھاتا تھا۔ دوا پر شک کرتا تھا۔ وہ کہتا کہ اس پر کسی نے جادو کر دیا ہے ڈاکٹروں نے طرح طرح کی بیاریوں کے نام تجویز کئے تھے۔ جس پر میری دوا کھاتا وہ شک نہ رہا تھا۔ سوکھ رہا تھا اور گھٹنا سوجنا جا رہا تھا۔ مزے کی بات یہ ہے کہ میرے اس مرض کو دیکھا نہ تھا۔ صحت احوال نہ تھا۔ لیکن چونکہ احوال سناتے نے سے ساری باتیں تفصیل سے بتائی تھیں اس لئے میں نے اس کے لئے فوراً نسخہ تجویز کر دیا۔ علامتیں بالکل واضح اور صاف تھیں۔

دور کے فوراً اثر کیا دوسرے ہفتے اس کی میٹھ سے رپورٹ بھی۔ میں کا خط چونکہ میری حالت میں موجود ہے اس لئے اسے جو کافور نقل کرتا ہوں۔

حد کی عبادت، عرص گزارش ہے کہ ہمارے والد آپ کے زیر علاج ہیں۔ ان کے گھٹے کا علاج چل رہا ہے۔ گھٹے کی سوجن جوب کی توں ہو۔ بخار ذخیرہ بالکل ٹھیک ہے۔ گھٹنا سیدھا نہیں ہوتا۔ سیدھا کرنے کی کوشش میں درد زیادہ ہوتا ہے۔ گیس بدبودار ہوتی ہے۔ پچھلے ہفتے دو تین دفعہ ایسی ہوئی تھی لیکن اب میں صحت پائی کرتا ہے۔ عذر دینا یہ ہیں گرفت۔ منہ اندر سے گرم رہتا ہے۔ برق کا شربت پینے کی خواہش ہوتی ہے۔ سلاشس بارونی کھاتے ہیں۔ چادر نہیں کھاتے اور اگر کھاتے تو بھی تو آبی آتی ہے۔ یاد رکھ کر ہی اعلیٰ آتی ہے۔ پیشاب پیسے رنگ کا ہوتا ہے۔ جب بیس گھنٹے میں صحت دیا تین بار پیشاب ہوتا ہے۔ مزاج پر مڑتا ہے۔ نماز وقت مرداشت پائیں ہوئی۔ طبیعت میں

میں مدد پائی ہے۔ چھ ہفتے کے علاوہ کسی دوسری جگہ نہیں بیٹھے۔

خدا یا اس کے پیسے احوال کچھ کر سکیں دلائل شخص کوئی دوسرا نہیں ملے اس کی ہی بیوقوفی کس خوب صورتی سے علاماتوں کا بیان ہے کہ اس میں کوئی مشکل نہیں۔ یہ ہمارے کام کا اثر تھا کہ میں میٹھ لے اپنے والد کی بیماری کو واضح علامتوں کے ساتھ ایسا تحریر کیا کہ ممکن تھا میرے کتبے دی۔

اور مجھے کوئی دقت نہ ہوئی اس کے والد کے لئے دوا بنانے میں۔ یہ شخص خوش قسمت تھا جو اس میٹھ کی نہایت کی وجہ سے ٹھیک ہو گیا اور نہ وہ کچھ ایسی ابھی ہوئی بیماری کی ٹیکے میں آ گیا تھا کہ ممکن طور پر پانچ ہو جاتا۔

اس کیس میں دو دواؤں دی گئیں۔ پہلا نسخہ تھا بالی و سائٹس اور دوسرا کوکلیکم۔ دروں دواؤں نے پناہ اپنا اور اہم کام کیا۔ کچھ دنوں بعد یہ شخص اپنے دونوں پاؤں سے چلتے ہوئے ایک ماہین میٹھ کے ساتھ مجھ سے ملنے آیا۔

یہاں اس گھٹے کے مرض کا ذکر کیا جس کا گھٹے کے ساتھ ہر جگہ پورا تھا۔ یہ مریض اپنی بیوی طریقہ علاج سے کبھی ٹھیک نہ ہوتا لیکن ہوسہ بیوی کی دوا دواؤں سے مکمل طور پر شفا پا گیا۔ ہومیو پتھی اس قدر آسان نہیں ہے کہ ہر گھٹیلے کے مرض کو آپ یہ دوا دلائیں دیکھ جائیں۔ اگر آپ ایسا کرتے ہیں تو یہ آپ کی کم فہمی ہوگی۔ ہر مریض کی ہر دوا ایک مکمل شخصیت ہے۔ اور یہ دوائیں پناہ اس وقت دکھاتی ہیں کہ جب خدشہ برتن کے قانون بالکل کے مطابق ان کا استعمال کیا جائے۔

گھٹیلے کا ذکر چل رہا ہے تو گھٹیلے کی ایک عجیب و غریب مریض کا کہیں یاد آ گیا اسے ایک متہور فلم اور کارہ نے بھی تھا۔ کچھ عرصے میں نے اس اداکارہ کا علاج کیا تھا

Scanned By: anis\_riz@yahoo.com

ہونا ہے۔ تکلیف بڑھنا نہیں مانگتا۔ آتا تکلیف میرے کو چلتا ہے۔ پر وہ میرے کو نہیں مانگتا۔ دوا کچھ ایسا کر دے کہ یہ گم ہو۔

قد میں آپ سوچتے ہوں گے کہ کیا بات ہوئی۔ میں اس کے کچے ہوئے ہر چیلے کو درج کر رہا ہوں۔ دراصل بات یہ ہے کہ یہی علامت ہے اہم علامت۔ ایسی علامت جو بڑوں سے تکلیف اٹھا رہی ہو۔ پر غور کیا اور تکلیف بڑھنا اسے شرط نہیں۔ وہ اپنے اس درد سے کسی طرح کھڑے ہوئے تھی پر اس سے زیادہ اسے قوی نہ تھا۔ میں یہی خاص اور اہم علامت تھی۔ دراصل علامت کی روشنی میں اس کو جلد داری گئی اس سے وہ بالکل ٹھیک ہو گئی۔ حالانکہ اس کو مکمل طور سے شفا یا اب ہونے میں کئی دن لگے لیکن دوا صرف ایک خوراک بھاری گئی۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کئی مہینے ہو جانے میں لیکن مریض کچھ نہیں بتاتا۔ ایسا ہی ایک شخص تھا وہ تاجر تھا۔ اس کے کوئی دوا نہ تھی۔ بیس سال شادی کو سرگئے تھے۔ وہ مکمل طور پر نامرد تھا ڈاکٹروں اور حکیموں اور دواؤں کے علاج پر ہزاروں روپے خرچ کر چکا تھا لیکن ایک بار بھی وظیفہ رو جیت میں کامیاب نہ ہو سکا تھا۔ پری بڑی حد تک اس تھی اس سے حاشوشی سے اس راز کو چھپائے رکھا تھا۔ وہ بڑا ہی مذہبی آدمی تھا۔ بظاہر ایک انسان نظر آتا تھا۔ البتہ جب اس کے مزاج کے خلاف کوئی بات ہو جاتی تھی تو وہ بے حد عصبہ میں آ جاتا۔ وہ اپنی بیوی سے کہا کرتا تھا کہ وہ اسے چھوڑ کر چلی جائے وہ اس پر تنک کرتا تھا۔ اس کو مارتا بھی تھا اور بعض اوقات اپنے آپ کو بھی مارتا تھا۔ دس سال علاج کروانے کے بعد وہ بالکل مایوس ہو چکا تھا۔

اس مریض کی عمر کوئی سا تھو سال کے قریب تھی۔ وہ ٹھیک طرح سے چل نہیں سکتا تھی۔ پہلے بار وہ اپنا بیٹا کے باروں کا سہارا لے کر آجستہ آجستہ کسی طرح ٹنگڑے آتی تھی اس کو ایک ایک قدم اٹھانے میں کافی قوت لگتا تھا۔ آتے ہی اس نے اس طبی داکارہ کا حوالہ دیا جس سے اسے بھیوا تھا وہ اس نے کہ اس خیال سے میں اس پر زیادہ توجہ دوں گا۔ وہ بہت زیادہ یا قوی قسم کی تھی اور اپنی بات منوانے کی عادی تھی۔

اس کے گھٹنے درد کرتے تھے۔ چلنے میں اسے بہت تکلیف ہوتی تھی نہ وہ خود سے کھڑی ہو سکتی تھی نہ ہی چل سکتی تھی۔ ایک ایک قدم بڑھانے کے لئے اسے کسی کا سہارا لینا پڑتا تھا۔ پٹیکھے کی ہوس اور سر ہاسے اسے زیادہ تکلیف ہوتی تھی۔ بارش میں زیادہ تکلیف ہوتی تھی۔ گھٹنوں کو ڈھانک کر گھٹنے سے درد کو آرام آتا تھا اس کے ہڈی کے پٹیکھے میں وزن رہتا تھا۔

دو ہر ہر مسم ساؤنی رنگت اور ایک ہر مسم کی خاتون تھی۔ بات بات پر اس کے ماتھے پر تکیں آ جاتی تھی۔ کئی برسوں سے وہ اس مریض میں گرفت رکھتی۔ ڈاکٹروں حکیموں اور دواؤں سب سے اس نے اپنا علاج کر دیا تھا لیکن اس کا مرض ٹھہرنا گیا۔ کئی برسوں پہلے وہ تیر تیر کر کے لڑ گئی تھی وہیں پر کسی کنڈ میں اس نے اشتیان کر رکھا اور اس کے بعد سے پھر دس پچیسویں کی شکل میں ایک جلدی مرض ہو گیا۔ جس کو ٹھیک ہونے میں کئی برس لگے۔ اور اسی کے ساتھ اس کے پیر میں گٹھیاں روک لگ گیا۔ پھر دھیر سے دھیر سے عظم کے تمام جھڑول میں اس کا اثر ہو گیا۔ وہ بہت زیادہ تکلیف میں مبتلا تھی لیکن اس نے حد تک نہ دیا کہ دیکھو ڈاکٹر میں نے سنا ہے کہ تمہاری دوا کھانے سے پہلے تکلیف بڑھتی ہے اور بعد میں اچھ ہو جاتا ہے۔ پر میرے کو ایسا نہ کرتا میرے کو اچھ

تھی۔ میدان کش کے بعد سے سہ کھانگ میں مبتلا ہو گیا۔ لیکن بڑا ہو تو پہلے ہی کاغذ پڑا ہوا۔ ماڈی ملزنگس لینڈ پر مشغول رہا گیا اور باڈی ماں بھی گزرا۔ اوقات کے لئے حب کام کی تلاش ہوئی تو رکشہ چلا گیا۔ ایک بار اس کے بعد ڈس میوزنگ لائسنس کے چکر میں دن رات ایک کرشیے۔ اتنے پیسے تھے نہیں کہ دواؤں کے ذریعہ لائی سنس حاصل کرتا تھا۔ اس دور دورہ میں وہ کئی بار تیس سوڑ سکا۔ اب اس کے مزاج میں ایک جھجھلا ہٹ طاری رہنے لگی۔ ذہن میں طرح طرح کے خیالات اور دوسرے پید ہونے لگے۔ دیکھ کر ملک دن اس کا رطل خواب ہو گیا۔ دماغ اپنے آپ سوچتا۔ رات میں نہ آتی آنکھیں صحت یقین خیالات کی بھرمار۔ دماغ سے نکلتی تھی۔ گویا ہر دست و پا میں نفسی پہل بڑھ رہی تھی۔ سوچتا میں راجہ ہوں گا۔ کبھی کچھ اور سوچتا۔

اسی دوران اس میں جماعتوں کے سالاہارے کاغذ پڑا ہوا۔ ایک بار ایک جماعت میں بڑی جلائی شکل کے مولا ملے۔ ایک تقریر کے دوران اس نے ان کا ہاتھ چھوا۔ اس تقریر میں مولا نا صاحب لوجی اقول میں جو حق پھر ہے تھے اور اس میں جو حق پہلے ہی سے سمایا ہوا تھا۔ پھر کیا تھا اس میں جنوں سوا ہو گیا۔ پاگل پرانے دور سے شروع ہو گئے جماعت سے لوٹنے پر اسے ایک باؤی میں کود گیا پھر اسپتال میں داخل کیا گیا۔

اسپتال سے چھٹی ہی تو اب میں کام کرے کی خواہش نہ تھی۔ بس مزاجی جنوں ہی سمایا ہوا تھا۔ کسی بات میں بھی مس نہ لگتا تھا۔ دورہ پڑا تو گایاں بکنا بھنگڑا۔ شرور کرنا بھاگتا۔ نیند سے نہ بھر کر بھاگتا۔ دیسے سے کوئیند آتی۔ تھی اسے قوت ایسا احساس ہوتا کہ کوئی شخص اسے دیکھ رہا ہے۔ ان جلائی مولانا کی آنکھیں اس کی

شروع شروع سے اس کو جلائی دی گئیں۔ اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ کئی چھینک کر گئے۔ آخر میں اس کو فائدہ ہوا۔ بڑا ہی خوش تھا۔ دکانیاب ہو گیا تھا۔ کچھ دنوں بعد پھر کیا دیکھ اور بڑا طاقتور بننا چاہتا تھا۔ کچھ اور قوت چاہتا تھا۔ کھڑک اب وہ آجیٹا اس یومی سے ادب گیا تھا۔ اس سے جس نے اتنے دوس حائق کے ساتھ اس سے سہ کیا تھا۔

اس میں یہ سوچ رہا تھا کہ اس کے علاج میں سب سے اہم رول انجام دیا تھا۔ دواؤں کے ساتھ ساتھ اس کے علاج میں سب سے اہم رول انجام دیا تھا۔ دواؤں کے ساتھ ساتھ اس کے علاج میں سب سے اہم رول انجام دیا تھا۔

دیکھا آپ کے کسی شخص کو پہچاننا مشکل ہوتا ہے۔ مجھے اس کے علاج میں شہوت میں اس لئے ناکامی ہوئی کہ اس سے کچھ نہ سکا۔ جس سے چیک سیرت اصرار سمجھتا تھا لیکن وہ چالاک و تیار تھا۔ ہر چیز میں یہ مقام سب سے مشکل ہے کیونکہ اگر کسی ایک کیس میں تو میں سے سوائے علاج میں کسی ایک دوا کی تیس ہر ایک علامت اس کے برعکس ہے۔ تب اس کی دوا نہیں ہو سکتی۔ آپ اس دوا سے اس کی نواسے نکال دیکھ کہ کھٹک ہنرور کر دیں گے۔ لیکن اس کو ممکن طور پر شفایاب نہیں کر سکیں گے۔

اب اس نوجوان کا کیس بیان کریں گا اس کا کیس لینے میں مجھے ایک ٹھنڈ لگا۔ تقریباً آٹھ ماہ وقت اس بات میں لگا کر اس کی دوا کیا ہے حالانکہ اس کی بیشتر علامتیں ایک خاص دوا کی طرف اشارہ کرتی تھیں۔

یہ کوئی ایکس بریں کا نوجوان تھا۔ اس کی پیدائش فسادت کے احوال میں ہوئی

یہ بچا گھر بھی ہیں۔ اس کو یہاں لگا کر یا کوئی شخص اس کو مارنے کے لئے آگے بڑھ رہا ہے۔  
یہ بچیاں گھر کرتا کہ اس پر جادو کر دیا گیا ہے۔

لڑائی تھکڑے میں وہ مہار تھا۔ دنگا فساد میں متبادل کرنے میں وہ سب سے  
آگے رہتا۔ کام کرنے پر آتا تو بہت کرتا وہ اور اوتھار بہت کسی سے بات کرتا۔ لیا تھوڑا  
میں گانا بجاتا اور خوش ہوتا۔

اس کیس میں اکثر دہشت گرد ملتے ہیں اور سوائی میں کی تھیں لیکن پھر بھی کوئی چیز  
مانع تھی۔ میں یہ طے نہیں کر پا رہا تھا کہ پائی روس آگے ہی اس کی دوا ہے یا کچھ اور؟  
اور جو دوسری دوا میرے ذہن میں تھی اس کی تصدیق ضروری تھی۔ اس اسی لئے میں  
اس فوجان کی ہر بات کا بھرپور دے رہا تھا۔ کس طرح بیٹھا ہوا ہے کس طرح باتیں  
کرتا ہے کس طرح پہلو بہ دہشت ہے وغیرہ اس کے والد جی کے ساتھ تھے۔ زیادہ  
تجربہ اس کے بارے میں بتلا رہے تھے۔ گوں کے دور میں ایک درامہ اور تو ان کے  
دہس میں آپ کچھ ترنن تدریج میں کی وجہ سے ان کے شہر میں طوفان مچ گیا تھا  
تھر کی ندی جو دریائے سندھ تھی اس میں زبردست طغیانی آتی ہوئی تھی سر طرف  
خطرے کے لامحہ تک رہے تھے۔ لیکن یہ نوجوان اس طوفانی دریا میں خوش ہو کر  
غوطے لگا رہا تھا اور دکنے دواؤں سے کہتا تھا کہ مجھے ایک ٹراکامہام دینا ہے  
میں نے جس ثبوت کی تلاش تھی وہ مجھے مل گیا تھا اس وجہ سے اس کو جو دوا دی گئی وہ

لیکھن تھی۔ یہ دوا کیسر سے منقح ہے درا اس کو کارسینومین کہتے ہیں اکثر سیم میو میو  
کیسر کے مرض میں مبتلا مریض کو یہ دوا دیتے ہیں۔ ان کے حاملین کا ثبوت ہے کہ کیسر  
سے مرنے میں مبتلا اگر کسی مریض کو یہ دوا دی جائے تو وہ اور بھی زیادہ جلدی کام جائے گا

کیسر ایک مکمل وجود ہے اور اس کو دوا کرنا آپ پہچانے کی صلاحیت رکھتے ہیں  
تب اس شخص کو ضروری دوا دے دیں یہ دوا اس شخص کی ہر بیماری کے لئے آپ حیات  
پونگی پھر پونگی میں سب سے بڑا کینسر ہے جی ہاں بڑا کینسر زن اگلے لئے  
تو کہتے ہیں کہ جو مریض بھی محض کتابوں کے پڑھنے سے نہیں آجاتی۔ بلکہ عادت سے  
آتی ہے۔ یہ عادت سے آتی ہے سادہ سادہ آتی ہے۔

میرے وجود کو چھپاتا بڑا مشکل ہے۔ آج کل کی سوسائٹی میں میرا  
بچہ۔ سرائی زمین نیکر چد ہوتا ہے۔ گر آپ میں عادات کو سمجھنے کی ضرورت  
صلاحیت ہے تو آپ اس سوسائٹی میں بڑھتے ہوئے کیسر کو روک سکتے ہیں۔ ان  
بچوں کو آنے دے ضرورت سے چاہتے ہیں انہیں مستقل میں ہونے والے کیسر  
ہے پتا سکتے ہیں!

جی ہاں ہومیو پتھی کی آنکھ کیٹ اس کیٹ اور ایم آئی آر سے زیادہ دور دیکھ  
سکتی ہے۔ اور اس از وقت دیکھ سکتی ہے۔ اوشنات بھی کر سکتی ہے جیسے یہ کیس  
وہ ایک فوجان شخص قریب ۳۵-۴۰ سال اس کی عمر تھی اس کا کاروبار سیرونی تھا  
تک پیسہ ہوا تھا۔ اس کو شکایت تھی کہ اکثر دہشت گرد اس کا بلڈ پریشر مانی ہو جاتا تھا  
اور وہ اسی کے علاج کے لئے میرے پاس آیا تھا۔ اس سے پہلے وہ کئی معالجوں کے  
زیر علاج رہ چکا تھا۔ میرے استاد محترم سے بھی اس نے اپنا بیان کر دیا تھا۔  
یہ جان کر میرا اس بڑے ڈاکٹر ہونے لگا۔ میں نے یہ سوچا کہ میرے استاد کی  
نظر دے تو کوئی علامت بھی پچی نہ ہوگی۔ پھر وہ کیوں ٹھیک نہ ہوا۔ میں نے  
اسے دوسرے روز بلایا تاکہ اسے زیادہ سے زیادہ وقت دے سکوں۔



دوسرے روز وہ دسینے پر شے وقت کے مطابق آیا۔ وہ کئی برسوں سے کسی نہ کسی مرض میں مبتلا رہا تھا۔ اس کی ابتدا اس وقت سے ہوئی تھی کہ جب وہ کالج میں پڑھتا تھا۔ ایک روز بلا کسی وجہ کے اس کے پیشاب سے خون جانے لگا۔ اسپتال میں داخل کیا گیا۔ کئی طرح کے ٹسٹ کئے گئے اس کے بعد ایک ماہ سرسبز نے یہ تشخیص کی کہ گردوں اور مثانے کو جوڑنے والی ایک ٹی میں ایک بہت ہی چھوٹی سی گانٹھ ہے اور وہی پیشاب سے خون جانے کا سبب ہے۔ ہذا آپریشن کیا گیا۔ اور آپریشن سے اس چھوٹی سی گانٹھ کو کال رہا گیا۔ کچھ دنوں تک تو سب ٹھیک ہی ٹھاک چلا۔ کالج کی پڑھائی ختم کرنے کے بعد اس نے اپنا بزنس شروع کیا۔ شہر کی بینک اس کے ساتھ ہی اس کا ملز بزنس شروع کی ہو گیا۔ پھر نئے سرے سے ٹسٹ کئے گئے۔ اب ایک ہرطیب نے یہ تشخیص کا کہ میں مقام پر آپریشن کیا گیا تھا اس کی وجہ سے ٹانگی میں کھنچاؤ آگیا ہے جس سے گردوں کے کام میں دشواری آتی ہے اور اس وجہ سے بلڈ پریشر بڑھتا ہے۔

اب اس کے باقی ملز پر مشیر کا علاج شروع ہوا۔ بلڈ پریشر جب فالو میں آیا تو کوئی دوسری پریشر ٹی شروع ہوئی۔ بار بار دوروں کے استعفا سے اس کا سوادہ خرا ہو گیا جس سے ایسڈٹی کی شکایت ہو گئی، غرض یہ کہ وہ کسی نہ کسی پریشر ٹی میں مبتلا ہوتا اور علاج کرانا پڑا۔ اسی دوران اس کو کمر میں شدید قسم کا درد ہوا۔ جس کا کوئی علاج نہ ہو سکا۔ یہ رپورٹ کیا جا سکا کہ گردوں پر پیروں میں انٹرا۔ اب یہ لنگھتی کا درد تھا۔ عرق انساویہ درد بڑا جان پڑا تھا۔ ویڈیو حکیم سب آ رہے تھے۔ لیکن ایک نیم حکیم کے علاج سے وہ ٹھیک ہوا۔ وہ نیم حکیم اس کی کمر پڑت مارا کرتا تھا۔ لات مارے

مکانیہ طریقہ پیشاب کا بہت پرانا طریقہ ہے۔ اس میں محتاج کی عقل کو کوئی دخل نہیں آتا۔ عرض یہ کہ قدیم زمانے سے ان کا چلن رہا ہے ان سے نسوں میں درد سے جانے والے خبیثے بیمار اسد پر دیتے ہیں۔ بیماری پٹی جگر رہتی ہے۔ جس مرض کو درد منیٹی، خیر کسی طرح اس کے پیروں اور کمر کی تکلیف کم ہوتی تھیں غائب ہو گئی۔ یعنی عیاری ایک چکر سے دوسری جگہ منتقل ہو گئی تھی۔ ایسا ہی اکثر مریضوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ اس لات مارنے والے دسی ڈاکٹر کا ملز تھا۔ لیکن حقیقت یہ تھی کہ اس کا در داب دوسرے مقام پر منتقل ہو گیا تھا۔ پیر سے سرک طرف۔ اسی وجہ سے اس کی نیند غائب تھی۔ نیند غائب ہوئی تو سرد سرد ہو گیا۔ روز روز سرد وہ بڑ پریشان تھا۔ ایک چرنٹیک ہوتی تو دوسری آجاتی۔ اب ڈاکٹروں نے اس کے ٹسٹ کئے۔ چونکہ وہ بڑا آدمی تھا اور علاج پر بڑی سے بڑی رقم خرچ کر سکتا تھا۔ لہذا ڈاکٹروں نے اس کے کچھ ٹسٹ، مریجک اور انجیکشن دیں کہ اسے لیکن اس کے بعد بھی ڈھاکہ کے تین سپا نیند کا فعل درست ہوا۔ اب بلڈ پریشر فالو میں آگیا۔

اب سے بلڈ پریشر اور نیند کے لئے گریں کھانی پڑتی تھیں۔ اسی وجہ سے وہ دیگر طریقہ علاج کی طرف مائل ہوا تھا کیونکہ وہ یہ جانتا تھا کہ روز روز کی گودیا کھا، صحت کے لئے ٹھیک نہیں ہے۔ میں نے تو اب کے دوران سے کی دوا ٹھیک کر دی تھی اور یہ بھی جان گیا تھا کہ میرے استاد کی نگاہوں سے کون سی علامت صحیح لگتی تھی وہ بہت آسان تھیں تھا۔ شروع سے اب تک ایک ہی درد کا کیس۔ وہ سر سے پیر تک کہنسر تھا۔ وکینسر کالج اس کی رفریزر میں میں اُگنے کے لئے راہ ہوا کہ وہ تھا اس مریجنے جسے گانٹھ سمجھ کر گردوں کے پاس سے نکالا تھا وہ منتقل ہوا کہ اس کی

اور آخر میں کامیاب ہوا۔ وہ اپنے بہنوئی کو زندہ تو نہ بچا سکا لیکن اس کی لاش کو نکال کر باہر لے آیا۔

یہ ہے کیسٹر کی گھبراہٹ۔ کیسٹر ایک آگ ہے۔ اور آگ طوفانوں سے کھینچی ہے۔ اگر آپ کو ایسے طوفانوں سے کھینچنے والے اشیاء میں نظر آئیں تو یقیناً سننے کہ یہ وہاں کی ہر مشکل کا مددگار ہے۔ لیکن اگر ایسے اشخاص کیسٹر کے مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں اور کیسٹر نے اپنی جڑیں مضبوط کر لی ہیں تب انھیں ان کے کیسٹر کے ساتھ ہی رہنے دو۔ وہ کیسٹر کے ساتھ زندہ رہیں گے۔ لیکن اگر آپ نے پڑتیل کے درجہ ان کے کیسٹر کو نکالنے کی نادانی کی تب یہ دیکھیں گے کہ ان کا آخری وقت انتہائی ذریعہ ہو گا۔ وہ بہت جلد اور بہت زیادہ تکلیف میں مبتلا ہو کر مر جائیں گے۔

ہونیو پیچی ایک ٹل سچائی ہے۔ جو اس حقیقت کو نہیں مانتا کہ وہ خود اس کا تجربہ کرے۔ مستند ہو کرے۔ اور جو اس کے بعد بھی نہ مانے اس سے بڑا جاہل کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔

بعض دواؤں میں آپس میں اس قدر مشابہ ہوتی ہیں کہ ان میں تعریف کرنا بڑا مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔ جہاں اس بار فرق چوتھ ہے اور مشکل ہے۔ اس طرح تو یہ نہیں ہے کہ آپ دواؤں کا کچھ شکرنا کر مریضوں کو دے دیں۔ یہاں ہم نے کیسٹر کا وجود رکھنے والے دواؤں کا، دواؤں کا تذکرہ کیا، دونوں اس دوا سے ٹھیک ہوئے۔ پہلا مریض جنس کا تھا، اور دوسرا بانی ملا پریشہ کا۔ لیکن دونوں کی ایک تھی۔ کیونکہ اس دوا میں زیادہ فرق نہ تھا۔ البتہ پہلے مریض کی دوا کی تشخیص میں مجھے کافی وقت لگنا تھا وجہ میں نے بتا دی کہ اس میں بیشتر علامتیں انیسوسائٹس کی تھیں لیکن وہ ہائوسائٹس نہیں تھیں۔

دیکھ کر پڑی کے پاس چلی گئی اور پھر وہاں سے کہیں اور۔  
بی بی ایسی ہے۔ تم ڈان ڈان تو ہم یہ بات بات۔ لیکن اگر مریض کی آنکھ میں زراخ سے کہیں زیادہ تیز ہو تو وہ ایسے ہی روپوش کیسٹر کو ڈھونڈ نکالتا ہے۔  
اس مریض کو کارسی تو سینے کی وقت دوسری طرف ایک خوراک دی گئی۔  
کئی مہینوں تک وہ باقاعدگی سے میرے پاس آتا رہا۔ لیکن اس کے بعد سے کوئی بھی دوا نہ دی اس کی ہر پریشانی ٹھیک ہو گئی تھی۔

جب میں کیسٹر کے وجود کی بات کرتا ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسے کیسٹر ہوا تھا بلکہ کیسٹر کے لئے وہ سارا کار زمین رکھتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح لی، لیا کا جو دہتا ہے کیسٹر کے وجود کو اور بھی زیادہ دھج کرتے کے لئے اس شخص کی دقت زندگی سے تعلق رکھنے والا ایک واقعہ بنتا ہوں۔ اس وقت تک جو مجھے اس بات کا علم نہ تھا یہ بات میرے علم میں بعد میں آئی۔

اس کے وطن میں اس کا ایک ذاتی مکان تھا جو کہ دریا کے کنارے تھا ایک تقریباً بیس سالہ رشتہ دار سرینداں جمع ہوئے تھے۔ اس کی چھوٹی بہن روزی کا شوہر بھی تھے۔ سارا گھر آدھا تھا بڑی بہن ہیں تھی۔ دوسرے کے وقت کچھ افراد گھر کے دریا میں تہاڑے گئے۔ اس کا بہنوئی بھی اس کے ساتھ تھا۔ اسی وقت دریا میں طوفان آگیا۔ باقی لوگ تو کسی طرح کتے رہے آگئے۔ لیکن اس کا بہنوئی نہ آسکا۔ گھر میں کہرام برپا تھا گاؤں کے پچیس روستے بھی دریا میں جانے سے انکار کر دیا تھا۔ کوئی راضی نہ ہوا۔ سب کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ مر گیا ہے۔ جب یہ گھر آیا اور مریض سے آگاہ ہوا تو وہ طوفانی دریا میں کود گیا اور گھٹنوں پر بہنوئی کو تلاش رہا

دوران اُسے چائیاں آتی تھیں خون اُٹھ کر بے کے بعد اس کی طبیعت اور زیادہ خراب  
ہو جاتی۔ فٹ کے دوران وہ روتی تھی، اکیلے میں بھی روتی تھی۔ کسی بات کا جواب نہ  
دیتی تھی۔ پسینہ زیادہ آتا تھا۔ فٹ کے جھٹکوں کے دوران اُسے چائیاں آتی تھیں۔  
وہ بے فہم کو بہت ضبط کرتی تھی۔ فٹ کے دوران اس کی زماں، ہنرکل آتی تھی۔ وہ  
منہ ہی سمجھ کر ٹوڑیا کرتی تھی۔ فٹ کے دوران اُسے پورے ہوش رہتے تھے۔ لیکن آئی والوں  
پر اس کا کنٹرول نہ تھا۔ وہ اپنی ادوی سے ناراض تھی۔ فٹ کے دوران وہ کہا کرتی تھی  
تھی کہ اس کی دواؤں نے اس پر زیادہ کر دیا ہے۔

یہ پوچھیں کہ یہ میگے کیا تھے۔ ہماری میگہ بہت ذہین اور تیز ہوشیور تھی۔  
سیکھی اُسی کا دھبہ اس کی گردن پر ڈھکنا اور نہ ہی اس کی آنکھوں کی دکھی پر۔

اب آپ ہی سوچئے کہ اگر آنکھیں تو غلام میں سبکی گردن جس کے کسی ہے تب  
اس کا مطلب کیا؟ مطلب یہ ہے کہ کائناتی سطح پر جب اس کا وجود مادی شکل میں  
کرتا تھا اس قدر کوئی گڑبڑ ہوتی تھی۔ اور اتنی خوبصورت لڑکی کی گردن کبھی اتنی مڑی  
نہ ہوتی۔ تب ہوشیور تھی کہ کیا سمجھتے ہیں۔ خانہ اماں کا گھر۔ ہماری سرکار۔ ہوشیور تھی  
کے کاجوں کے کھونٹے کے لئے بڑی فیملی کا ثبوت دیتی ہے۔ پر کیا ان کاجوں میں  
ہوشیور تھی کی روح کو سمجھا۔ وہ سمجھایا جاتا ہے۔ اس طرح ہوشیور تھی کہ کوئی فائدہ نہیں  
ہوتا۔ البتہ ان خانہ دہوں کا ہر دماغ ہوتا ہے جن کے لئے ایسے اور سے نوٹ چھاپنے  
کی مشین بنے ہوئے ہیں۔

یہ مریضہ، ٹیوسائٹس، فٹ، ایک ہزار ایک، ایک خوراک سے ٹھیک ہوتی  
مکمل طور پر شفا یاب ہوتی۔ بائیوسائٹس کے متعلق ہم متلاشکے ہیں کہ یہ کب سے۔ پچھلے

اسے مزید چسپ بنائے کے لئے ایک اور کیس کا تذکرہ کروں گا۔ فراموش  
کہ یہ کوئی بے ایک، ایک، وہ سالہ خوبصورت لڑکی تھی۔ اس کی آنکھیں نزلوں کے جیسے  
تھیں۔ چہرے پر جسے بڑا کشش تھی۔ لیکن گردن موٹی تھی۔ پس یہی ایک نقص تھا  
وہ بھی ہمارے لئے اہم تھا کیونکہ اگر اس کی گردن بھی بلی ہوتی ہر اسی دور میں جیسے  
اس کی دوا دوسری ہوتی۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ ہم اپنے مریضوں کا اتنی باریکی  
سے جائزہ لیتے ہیں تو اس کا جواب ہے، ایک باب۔

گرواتی باریکی سے جائزہ نہیں تو اس کی دوا تشخیص کر ہی نہیں سکتے۔ اگر وہ  
مریض بن کر آتا ہے تب تو اس کا کوئی بھی ہوشیور ہے اور ہمیں نہ ہوگا۔ ہم کسی کے  
ہونٹ، ریکھ کر اس کی دوا تشخیص کرنے میں کسی کی انگلیاں دیکھ کر کسی کے ناخن کو  
دیکھ کر کسی کی پکیں دیکھ کر ہوشیور تھی ہے ہی وہ فٹ کہ اگر آپ اس کی گروائی میں اتر چکے  
ہیں تب تو محض کسی کے ہاں دیکھ سکتے ہیں۔ تیرانی حاسکتی ہے۔ ہاؤں کی رنگت ہاؤں  
کی خوشبو، اہلور کا مس۔ چاہے وہ مریض آپ کے سامنے موجود ہو یا نہ ہو آپ اس  
کی دوا تشخیص کر سکتے ہیں۔

ہاں تو ہم اس دویزہ کی بات کر رہے تھے۔ جس کی گردن موٹی تھی۔ مگر اس کی  
آنکھیں ہرئی کی طرح معصوم اور بھولی بھالی۔ اس فٹ کی بیماری تھی۔ دو سال سے  
اس کو فٹ آتے تھے۔ سبب شہاب آیا تو بیماری بھی ساتھ آئی۔

فٹ کے دوران اسے الٹی ہوتی تھی اور اس میں صفر انگٹا تھا۔ بعض اوقات  
پت کے ساتھ خون بھی آتا تھا۔ اس کے سینے میں درد ہوتا تھا۔ اسے قبض کی شکایت  
رہتی تھی۔ اس کے ہاتھ نرم و نازک تھے۔ اس کے گلے میں خراشیں تھیں۔ فٹ کے

شماروں میں اُسے ملا شے اور ایک اور پھر اسے پڑھنے بائیو سائنس کوڑے کرکٹ میں کھیلنے والا بھول ہے۔ اگر آپ کو کائناتی مافوق کا پتہ ہے۔ تب آپ اس حیدر کی موتی گردوں کا جوہر ضرور جان جائیں گے۔

اب ایک اور نیا دور پیچیدہ کیس کا حال سنائوں گا۔ وہ ۲۵ سالہ شادی شدہ خاتون تھی۔ بڑے باپ کی بیٹی تھی۔ کئی بھائی بہن تھے۔ اس کی شادی ہوئی ایک سال کے ساتھ ہی بربادی شروع ہوئی۔

حیدر، خوب میں روروش پانے والے اکثر بچے اپنی منہر کی آواز سے پریشانی پڑھتے ہیں اور اس سے پیچھے چھڑانے کے لئے شکر بردہ ہوئے گئے ہوں کا اعتراف کر دیتے ہیں۔ تاکہ ان کا حیدر صاف ہو جائے۔ یہی دنیاؤسی قسم کا سماج جو خود کو گھٹے تک پڑھتا ہے۔

یہ دو، ہوتا ہے۔ اب باتوں کا دوسرا مطلب نکالنا ہے۔ فوری کی بات اس نے اپنے شوہر سے تیار کیا کہ وہ پاک نہیں ہے۔ بچپن میں اس سے زانی ہو گئی۔ اپنی موت کی ترنگ میں شوہر نے اس بات کو درگزر کر دیا۔ اور کلین بھی ہلکا ہو گیا۔ ضمیر صاف ہو گیا کہ اس نے اپنے شوہر کو دھوکے میں نہ رکھا۔ لیکن کچھ دن گزر گئے اور اپنی موت کا سرور ختم ہوا تو زندگی کی تیغ حقیقتوں کا سامنا ہوا۔ اس کا شوہر حسد نے پیسے فی صبی دیکھ کر کئی بھائی وہ اب اس پر صحن کرنے لگا۔ بات یا مت

یہ اس پر اس کے خاندان پر کچھ اچھا تھا۔ بوس اس طرح اس کی زندگی عقوبت بن گئی اس پر پانگلین سوار ہو گیا۔ بروقت ایک عجیب طرح کی دیوانگی اس پر سوار ہو گئی تھی۔ کبھی ٹھیک رہتی۔ نمازیں پڑھتی تلاوت کرتی دعائیں مانگتی۔ اور کبھی یا کلوں کی سی حرکتیں کرتی۔ شوہر کہتا کہ وہ بڑے باپ کی بیٹی ہے اس نے شروع سے کچھ ہلکا کرنا

حالانکہ وہ اُسے کرتا بھی تھا اور طرح طرح سے، ذہنیت دیتا تھا شروع میں اس کا علاج دماغ کے ڈاکٹروں نے کیا۔ اس کو شاک لگائے گئے تینٹر کی گریباں کھدائی گئیں۔ لیکن حالات جب زیادہ سنگین ہو گئے تو تھیس نفسی کے ماہرین سے رجوع کیا گیا تھیس نفسی کے ماہرین صرف اس کی تھلیں نفسی ہی کر سکتے تھے وہ اس کے پیچھے میں سے جلتے تھے۔ اور جب بچپن کے واقعات، یادداشت ہوتے تو اس پر اور زیادہ جزیں سوار ہوتا۔ کبھی جوت بھی اڈنے لگی۔ کبھی ہنسی کبھی رونا۔ کبھی باتیں کبھی خاموشی۔ کبھی گایاں بکے اور کبھی بابت کرے۔

وہ حد سے زیادہ حساس تھی اور چڑچڑائی یا گل پڑنا دیرپائی کے علاوہ اس کی دوسری شکایتیں بھی تھیں اور اس کا علاج کر دینے کی عرض سے وہ ہمارے پاس آئی تھی۔ یہ دوسری شکایت اس کی ماہور کی خرابی تھی اس کی ایک سہیلی نے اس کو ہمارے پاس بھیج دیا تھا۔ اس کو بھی بھی علاج کی شکایتیں تھیں۔ ہمارے علاج سے ٹھیک ہوئی تھی۔ اس کو کامیاب رہا نہیں آتے تھے۔ کبھی کم تو کبھی زیادہ۔ کبھی درد کے ساتھ پٹیراؤ پٹیراؤ میں انٹھیں کے ساتھ درد ہوتا۔ پہلی بار وہ اپنے شوہر کے ساتھ آئی تھی۔ پھر وہ بچہ بہن کے ساتھ آئی۔ اس کی بہن نے اس کے شوہر کے رویے کا ذکر بھیج دیا۔ اس کا شوہر حد کیسے میں ہم سے گریلا۔ اس نے جو اظہار کیا گویا وہ خود غلاب میں میٹلا جو یہی دیوانی اور پانگلین سے شادی کر کے۔ خواہش یہ کہ اس کے بارے میں اس کے شوہر نے بتایا۔ کچھ اس کی بہنوں نے بتایا۔ کچھ اس کی ایک بھینس نے بتایا۔ خود اس نے کچھ سنا بتایا۔ وہ صرف اپنی ہناری کی خرابی کا علاج کر دانا چاہتی تھی۔ اس کے علاوہ اس کو علاج قلب کی بھی شکایت تھی۔ لیکن وہ اس کے سٹائیکو تھیراپسٹ اور سائیک

طریقہ کا علاج کر دتی تھی۔ مجھ سے صرف مہینے کی خیر کا علاج کر دیا، چاہتی تھی۔  
 آنکھ میں ایسا ہی سوچتے تھے۔، عرصہ کے مطلق لنگ الگ ہی رہیں گوارا کے  
 مطلق علاج کرنا چاہتے تھے۔ اور اکثر علاج کچھ تو ایسے ہی ہوتے ہیں کہ عرصہ کے  
 مطلق بیمار پر اس کا کام تو خیر کرتے ہیں۔ بھران مریضوں کا کیا قصور اس لئے مریض  
 یہ سوچتے ہیں کہ پیسہ میری یہ بیماری ٹھیک ہو جائے۔ پھر میں دوسری کانڈ کو کر دوں گا  
 جبکہ شفا کا قانون یہ کہتا ہے کہ دوا، ایک اس کی ہر تکلیف کے لئے۔ اس کی ہر سببانی  
 کے لئے اگر آپ مریض کی لنگ الگ ہیں تو درمیان کے لئے لنگ الگ دوں گے۔  
 کر سکتے ہیں تب آپ علاج میں کوڑے ہیں بلکہ بھرا بھرا رہے ہیں۔

کچھ دنوں تک وہ مطلق لنگ کے ساتھ آتی رہی۔ کبھی اس کے ساتھ اس کا شوہر بھی ہوتا  
 کبھی اس کی بہنیں، اور کبھی اس کی بھابی۔ پھر ایک روز وہ کہیں آئی۔ ڈس، ڈس، سبھی  
 سبھی۔ بابا بیٹھے مڑ کر دیکھتی تھی کہ کوئی اس کی باتیں سن تو نہیں سیکھا۔ دراصل وہ  
 سانسکیا ٹرسٹ اور سانسکیا ٹھراپسٹ معاہدوں کے علاوہ کے دوران یہ سمجھ گئی تھی کہ  
 اس کی پیشانیوں کا حال اس کے پاس نہیں ہے۔ دوسرے وہ پرمیوٹیک علاج سے  
 کچھ کچھ ماوس بھی ہو چکی تھی اس لئے اس نے سوچا کہ سب کچھ بتا دے۔ دیر ہی اس  
 نے مجھ کو اس کا کام کیا تھا۔

وہ واقعی بڑی پریشانیوں میں گھری تھی۔ طرح طرح کے خیالات اس کا پیچھا  
 کرتے۔ کبھی اس کو لگتا کہ دوبارہ راست خدا سے بات کر رہے ہیں۔ اس پر لڑی، زلزلے  
 سے۔ کبھی اس کے ذہن میں یہ گمان بھی بھر جاتا۔ شہوانی خیالات سرا بھارتے وہ حد تک  
 کی عادت میں مبتلا تھی۔ اس کا جواز بھی اس لئے یہ دیا کہ رسمی صورت میں وہ حد سے

بہت نزدیک ہو جاتی ہے۔ گویا اپنے ہاتھ سے اپنے نفس کی خدمت کرتا اس کے  
 نزدیک میں دست تھا۔

وہ بڑی ابھی ابھی پائیں کرتی تھی۔ وہ اپنے شوہر کو ایک جائزہ دیتی تھی۔ جس  
 نے اس کے بعد اسے بھروسہ کئے تھے۔ وہ اس سے لگ بھگ نہیں ہونا چاہتی تھی۔  
 اپنے خاندان کی عزت و ناموس کی خاطر اس کے ساتھ رشتہ ازدواج سے بندھ گیا  
 رہنا چاہتی تھی۔ یا تو اس کے دوران وہ روئے لگ جاتی اس کو دلاسا دیتا تو اور بھی  
 زیادہ رونا شروع کر دیتی۔ پہلی رات اپنے شوہر سے اس بات کا جس نے تذکرہ کیا  
 تھا اس بات کا میں اس نے تذکرہ کیا اور اس کا رد عمل جو ہوا اس کا بیان بھی کیا۔ وہ  
 باتیں بہت کرتی تھیں۔ غصہ میں بھی آجاتی تھی۔ دوسروں کی اس کو قتل پر وہ تڑپتی۔  
 سب سے لگ بھگ تھی۔

کالی رہا اور کئی یہودیوں سے اس کے مسائل پر غور کرنے کے بعد میں کسی نتیجے  
 پر نہ پہنچا۔ میں اس کے کسی کی جزیرہ طوطی کرنا چاہتا تھا اس سے اور بھی کچھ اگلا کرنا  
 چاہتا تھا۔ میں اس کی مکمل تحلیل نفس کرنا چاہتا تھا۔ اس سے اس سے دوبارہ طوطی  
 کا وقت دیا۔

دوسری ملاقات میں اس نے کچھ اور تفصیل سے بتایا۔ پچھلے کے واقعات۔  
 اس سے کہا کہ اس کے گھر میں ایک شخص کا آنا جانا تھا۔ وہ اس شخص کی طرف، کل گھر  
 اس کی طرف کھینچتی چلی گئی اور پھر اس کے ساتھ سب کچھ ہو گیا۔ وہ اسے لینے کرتی تھی  
 اسی درمیان ایک دوسری سڑکی جو اس کی سہیل تھی اس کے اور اس شخص کے درمیان  
 آگئی، ورنہ شخص اس کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد اس کی زندگی برقرار ہو گئی۔ کسی



کام نہیں، اس کا سر لگا۔ گم سم سب سے الگ تھنک رہے تھے۔ تھروڈاں نے ڈاکٹر کو بتایا۔ ڈاکٹر نے ڈپریشن کی بیماری تجویز کی۔ دو مہینے کھا کر کرب اس کو شہاب آیا اس کو پتہ نہیں۔ رہ پھر اس کی ت دہی ہو گئی۔ تو ہر کے ساتھ پہلے رہتا تھا اس نے جو اس کے ساتھ گزرا تھا۔ سے بتا دیا۔ سوچ کر کہ اس طرح اس کا مگر ہلکا ہو چلے گا۔

لکھتے ہیں یہ اس سے میری دوسری ملاقات تھی مگر کبھی میں اس کی دعا نہ  
جات سکا۔ کبھی وہ ٹیڑھ میوہ بھی ٹیڑھ میوہ یعنی رنگ - رنگ جس میں یہ وہ رنگ  
وہ رنگ چلے، بنائے میں دوسروں کی خوبوں کے حروف کھینچی چلی جاتی ہے۔ یہاں  
رنگ اس سے جتنی ملاقات قائم کر سکتی ہے۔ پھر وہیں بچھنا تھا ہے روتی ہے  
آہیں بھرتی ہے۔ اے انہی اندر کھینچی رہتی ہے روتی رہتی ہے پر کبھی سے  
کبھی کہتی ہیں۔

پیر کی وہ شرم میو بھی؟ شاید نہیں تھی، کیونکہ ان کے دوران اس پرورد  
سری پرورد تھی وہ پیش میں آجاتی تھی۔ دنیا کو ممان کو حقارت سے دیکھتی تھیں  
اس کو دوسروں کی پرہیزگار تھی۔ یہی بات بیٹرم میو کے خلاف جاتی تھی۔ کیونکہ بیٹرم  
میو، سب کچھ خوشی سے برداشت کرتا ہے۔ دوسرے اس پر بیٹرمیو کی حالات  
کا غلبہ رہتا تھا، وہ خود لذت کے شغل میں مبتلا ہو جاتی تھی۔ شادی کے بعد بھی  
وہ ایسا کرتی تھی۔ وہ ہر بات کا پختہ جو، پیش کرتی تھی۔ اپنے آپ کو قصور وار نہیں  
رہتی تھی۔ البتہ بچپن میں چوٹی والی سے پشیمان تھی۔

یا حلو کیا ہے؟ کئی دواؤں تک، اس کے گیس پر غور کرنے کے بعد بھی میں کسی

خاص نتیجہ پر نہیں پہنچ پایا تھا۔ لہذا، میرے تیسری ملاقات کا وقت دیا۔ اس دور کا اس نے اپنے نفسیاتی معالجوں سے ہمارا اندر کر دیا تھا۔ وہ ہم سے ملنا چاہتے تھے۔ پہلی بار یہ لگا کہ خدا کا شکر ہے کہ وہ میری تنگ محاذ کو کبھی اہمیت دی جا رہا ہے۔ تیسری ملاقات پر اس نے کچھ اور باتیں بتائیں۔ لیکن پھر بھی میری تسلی نہیں ہو رہی تھی۔ مجھے اس بات کا پورا یقین تھا کہ کہیں تو کچھ جھوٹ ضرور ہے۔ کیونکہ جو شخص اس کے گھر آتا تھا وہ کوئی تھا کہ اس کا شمار ہی شدہ تھا۔

دوسری بات یہ کہ اس کی سہیلی میں دلچسپی لینے کے بعد بھی کیا وہ اسی طرح اس کے گھر آتا جاتا رہا تھا۔ وہ اس کے لئے اتنی بڑا وہ جذبہ کی کیوں تھی کہ سناؤں ہو جا کے نہ بھی اس کا تذکرہ نہ آتا تو وہ رو دیتی تھی۔ اور کہہ کر یہ بھی اس کا آنا جانا تھا کہ اس کے جب اس کے اپنے شوہر سے اس کا تذکرہ کر دیا ہے اور یہ بھی وہ شخص اس کے گھر آتا جاتا ہے تب تو شوہر کا چڑنا پھرنا ہے۔

میرے اس طرح کے سوالوں سے وہ لاجواب ہو گئی اور پھر اس نے حقیقت بتا دی۔ حقیقت تو یہی تھی کہ وہ شخص کوئی دوسرا نہیں تھا بلکہ اس کا ایشیا تھا۔

بچپن سے وہ اس کے ساتھ حبشی فعل میں مبتلا تھی۔ اس کے علاوہ گھر میں ایک اور شخص آتا جاتا تھا۔ وہ بھی اس کے ساتھ دبی حرکت کیا کرتا تھا۔ ڈرامہ کا کہنا ہے کہ یہ بات اپنے بھائی سے کہی جاتی تھی۔ لیکن اس کی رگ جیت کبھی نہ بھڑک رہی تھی۔ وہ اپنے بھائی کے ساتھ ہر سب اپنی مرضی سے کرتا تھا۔ لیکن اس دوسرے شخص کے ساتھ اسے مجبوراً کرنا پڑتا تھا۔

ایہ کہیں اور بھی سمجھ گیا تھا۔ مگر مجھے اس کا علاج کرنا تھا۔ اس کا یاگلین بھائی کے روپے سے ہوا تھا۔ جب اس کے بھائی کی ستادی ہو گئی تب وہ اور زیادہ بیمار پڑ گئی اس میں شہوانی حال کی کھرا بھئی۔ وہ اپنے ضمیر سے بھی پریشان تھی۔ وہ اپنی مستقبل بھی بنا چاہتی تھی۔ وہ آخرت میں بھی سرخ رو ہونا چاہتی تھی۔ دراصل وہی سچے جملے تاثرات تھے جنہوں نے اسے بھرا کر دیا تھا اسے پاگل کر دیا تھا۔

اکثرہ رخ کے ڈاکٹر تو دماغی مریضوں سے زیادہ پاگل ہوتے ہیں اس لیے ان کے پاس بس ایک علاج ہوتا ہے کہ شاک لگا دو۔ تاکہ مریض اپنی شخصیت ہی بدل جائے۔ وہ وہ ضرر ہے۔

اب یہ کہیں یا نکل صاف تھا میں اس کی دوا کی تجویز کر چکا تھا۔ اس دوا کی چند حورائیں اسے دیں اور کچھ دنوں میں رفتہ رفتہ بالکل ٹھیک ہو گئی یا نکل شفایاب۔ اب وہ ایک قدر رست اور صاف ذہن کی شخصیت ہے۔ اور پنے شوہر کے رنج نہیں خوش رہتی ہے۔

یہ دوا کیا ہے؟ اس سے پہلے میں آپ کو اس کہیں کی دوا بخورے گی میں تمہارا دوں۔ جو میو پیٹی کی تشخیص دو دھک دو دھک اور بال کا بانی، اور یہ سب خا کے قانون یا منطق کے مطابق۔ علامت اختلالات میں پرگندگی۔ فیروگی اور۔ ہست موصلگی۔ علامت دو مشکل سے رونے کو روک سکے۔ علامت بیون۔ لا پرواہ، اس تمام باتوں سے جو اس کے متعلق کی جا رہی ہیں۔ علامت چار متفقہ اور پریشان اساتذہ میں گالی دینے کی رغبت۔ علامت پانچ حیض کی بے فائدگیوں۔ اور سب سے اہم اور خاص علامت جن میں میں نے پہل میں

شہوت سوار۔ یہاں تک کہ خود لذتی کو خدا تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھے۔ دوا کا نام بلیم ٹیگ - *Blum Tieg* وقت ۳۰ میں ۳ حورائیں دیں اب ایک در دسپسپ مریضہ کا تذکرہ کرتا ہوں۔ یہی وہاں دوا آپ کو بتائی ہے کہ کوئی گذشتہ رو اب اس ہم اسی علامتوں کا تذکرہ کر چکے ہیں جو اس دوا کی پہلی ہے۔

مریضہ کی شکایت یہ کہ کئی ہڈی میں درد اور چمک۔ ایام حمل میں شدید درد ہوتا ہے۔ مہر کے پچھلے حصے میں چمک۔ چھٹلے سے لٹکے بیٹھے پر آنکھوں کے سامنے ادھیرا محو دھماکہ پر دھڑکن چمک و چمک قابو میں نہیں آتی۔ نہ بت کی بنا پر نشی حال ہی ہوا۔ اس ٹرین ماش کی دکات، شام عام کی پردہ کئے بغیر گرانا۔ بہت زیادہ مسر و غم، لیکن کبھی کبھی پانک بختہ آج ما۔ ایسی صورت میں کبھی تو چڑچڑاپن، کبھی آلتو۔ نقاہت، خون کی شدہ بیکھی

کچھ دور پیدیا چلنے پر پرسونج جانک پند ٹیوں میں درد۔ پند ٹی پر مردانہ انداز کے بال سر میں روزانہ وقت بے وقت درد پانا۔ پیٹ میں کیڑوں کی بھی شکایت رہتی پچھلے ہی سے مگر کوئی باقاعدہ دوا کبھی نہ ہوئی والد نے دلدہ کو گھر سے نکال دیا تھا۔ جس کا خردل پر بہت ہوا اس وقت اس کی عمر ۱۳ سال تھی۔ آج بھی حرکتیں بالکل بچکانی ہیں۔ والد سے بیرونی کا اظہار۔ لیکن پھر یہی والد کو یاد کر کے رو دیتا۔

محمد نوخیزی سے ہی مستفید ہائی کا اخراج۔ فیدہ ماشا اللہ نہ جگا و تو ۲۳ گھنٹے بھی سوئے۔ دن بدن کامل ہوتے جاتا۔ پانچ کلوراج نہیں لایا تھا

میں نے کس کو بہت آسان کر دیا ہے۔ آپ آپ کو اس کی دعا جاننے میں  
میں کوئی دشواری نہ ہوگی۔

علامتیں کیا ہیں اور مرہون کیا ہے؟ اگر آپ اپنی تمام حسوں کو استعمال  
کر سکتے ہیں تو آپ کو واضح شفا فی علامتیں ضرور مل جائیں گی کسی مرض میں یہی  
شفائی علامتوں کی پہچان کے لئے طیب کو عام سے حامل کی طرف اور اجتماع  
سے منفرد کی طرف بڑھنا چاہیئے۔ یعنی غیر مبین سے مبین کی طرف۔ اور مرض کا مطلق  
اولاً اس کی عمری حیثیت میں ہونا چاہیئے یعنی نوع انسانی کو پیش نظر رکھتے ہوئے  
کہ کسی درجہ صحت کی حد رست میں۔

ہم یہاں اپنے قارئین کو یہ بتا دیں کہ بعض اوقات ہم کافی دقیق رہاں  
کا استعمال کرتے لگتے ہیں۔ اور کبھی عام روزمرہ کی بول چال کی رہاں۔ ہمارے  
تعریف دست شفا کو حسب حکومت ہمارا مشورے بہترین کنجے اعزاز سے  
نوازا تھا تو کچھ لوگوں نے یہی سوال کیا تھا کہ کتاب کی زبان کہیں بہت زیادہ  
مشتمل کہیں مشکل اور کہیں عام فہم۔

یہاں اس بات کو مزید واضح کر دوں کہ جب ہم ہر چیز کے فلسفے کی بات  
کرتے ہیں تو یہی کوشش یہی ہے کہ زبان زیادہ سے زیادہ دقیق ہو کہ نہ فلسفہ  
پر عام شخص کی سمجھ میں آنے والی بات نہیں اگر میں اُسے آسان مفلوج میں  
کروں تو فلسفہ ہلکا معلوم دیتا ہے۔

ہر کیف جب ہم مرہون کے اپنے خیالوں کا اظہار کرتے ہیں تو اب کی ہی زبان  
میں کرتے ہیں جو آسان اور سیدھی سادی ہوتی ہے۔ لیکن جب فلسفہ لکھتے

اکثر راشن کی دکان کی مائن یا بازار سے ابھی کو کھڑکھڑانا پڑتا تھا۔ بخند نہیں  
کھڑکھڑا کر آئیں۔ میں کروٹ سوننا اس طرف کا سارا جسم منہ ہوجانا۔ ہاتھ کی،  
انگلیاں بندھنے کی طرح اکڑ جاتی ہیں۔ سوتے وقت بعض اوقات رات بھر  
معمولی چھینک یا کھانسی کے ساتھ پیشاب خطا ہو جاتا۔ بے انتہا کمزوری  
لاغری اور لقاہت، کچھ دن قبل بلاڈریشر مائل کم ہو گیا تھا۔ قریب ۳۰  
سہ ماہ کی حاملہ بٹاوی کے بعد تک مرہون کھانے کا شوق تھا۔ ایک وقت میں  
۴۰-۴۵ مرہون۔ سر کے بال لاتے۔ موٹے کو پلٹے۔ نیچے۔

اکثر ناک بند ہوجاتی ہے۔ پانی کی پیاس بالکل نہیں۔ زبان خشک۔ پانی  
پینے سے ایسا لگتا ہے کہ جسم کے اندر سچا آگ ہے۔ یہ مرہون کا کل حال تھا  
جو ابھی کی زبان اور اس کے شور کی زبان مٹا گیا تھا۔ اس مرہون کو صرف ایک نالی  
دی گئی اور وہ ٹھیک ہو گئی۔ زچگی کے وقت بھی کوئی پریشانی نہ آئی۔ اب  
آپ بتائیں کہ اس کی دوا کیا تھی؟

مرہون کے اس نکل، حواس سے پہلے آپ علامتیں تلاش کریں۔

غیر علامتوں کے تلاش میں ہم آپ کی مدد کئے دیتے ہیں۔ تو نوٹ  
کیجئے علامت، راضی کی دکان میں مائن لگاتے ہیں کہ گریڈ سے پانی کی مائن  
میں کھڑے ہیں کہ گریڈ۔ علامت راشن کی عقلی سیکر گھر نہیں آسکتے کہ  
راستے میں بے ہوش ہوجانا۔ علامت ذرا ذرا سے کام سے تھک جانا۔  
علامت چار زبان خشک پر پیاس نادر، علامت پانی کو کڑی بڑی میں درد  
چمک، سر کے پیچھے حصہ میں چمک، ساتھ میں آرام میں۔

فلسفہ اپنے آپ میں مکمل نہیں اور رہی سائنس مکمل ہو سکتی سائنس بھی اپنے آپ میں مکمل نہیں ہے۔ اور ایلیٹینٹی وہ تو خیر کچھ کا کچھ ہے۔ اگر کوئی فلسفہ اپنے آپ میں مکمل ہے تو وہ ہے حقیقت اور حقیقت کیا ہے؟ یہ ہم بتا چکے ہیں۔ حلالے واحد ہی حقیقت ہے۔ وہی تمام سائنس سے واقف ہے تمام، زوں کا اسے ہی علم ہے۔ وہ ہے تو سب کچھ ہے۔ اسی کی وجہ سے سب کچھ ہے۔ شفا کے کا بن بھی اسی کے حکم سے ہے۔ اس کے قیاس سے نازل ہوئے چلنے ایک اور طریقہ کی بات کریں۔ اس نے خط کھکھ کر اپنے علاج خانہ جانا تھا خط کی عبارت اس طرح تھی۔

گزشتہ برس ہے کہ میری عمر اس وقت ۲۵ سال سے ۳۰ سال کی عمر میں تھی ہوئی، ورنہ وہی کو اس سب بوشے میں، رضائی کے بعد ہم بیٹے کا جن تھا۔ اس کی صفائی کروادی۔ اس کے کچھ دن بعد پھر وہ بیٹے کا جن رہا اس کی صفائی کروادی اس طرح ۴۔ ۷ مہینوں کی صفائی جو ہوئی اور کوئی بار ۲۰۔ ۳۰ فورٹ کی گولیوں (جنل ضائع کر کے کھینچا بھی استعمال کی تھیں۔ اس کے بعد بہت کمزور ہو گئی روسال پہلے بچہ دل میں سو جن ہو گئی تھی۔ ڈاکٹر کی علاج کیا۔ پہلے اچھی ہو گئی تھی لیکن تین چار سال کے بچہ کو سیکس نہیں ہوتا، مگر نہیں نکلتی۔ شروع شروع میں بچہ کو معلوم نہیں ہوا بعد میں کچھ تکلیف شروع ہوئی۔ سرور چہرے پر سو جس۔ دل دھڑکنے لگے تھے۔ ہاتھوں اور سرور کے پتھوں میں کھینچی ڈسکوس ہوا ہے۔ کام میں سستی اور پیشاب میں جلن۔ اب میری تکلیف اور بڑھتی جا رہی ہے کئی جگہ سے، جواری بہت کم ہوتی ہے۔ صرف ایک دن ہوئی ہے۔ دیو لاسم

ہیں تو یہ وہ سے زیادہ مشکل الفاظ ڈھونڈتے ہیں کیونکہ آسان لفظوں میں فلسفہ کی بات کرنا شیخ چن کی بانگ نظر آتا ہے۔ فلسفہ اور شیخ چن کی بانگ میں کچھ زیادہ فرق بھی نہیں کیونکہ سائنس وہ ہے جس کو تجربوں سے ثابت کیا جاسکتا ہے لیکن فلسفہ کو ثابت نہیں کیا جاسکتا، اس لئے کہ فلسفہ سائنس کی سائنس ہے یعنی سائنس کو سمجھنے والی سائنس۔ دیکھنا ہم سے کہ کیسا ابھارا۔ فلسفہ ہے ہی سمجھنے والی بات لیکن اگر آپ کو حقیقت تک پہنچنا ہے تو آپ کو فلسفہ کے راستے سے ہی جانا ہوگا اور حقیقت کیا ہے؟

حقیقت خدا ہے اور خدا کو ثابت کر کے نئے کسی تجربے کی ضرورت نہیں ڈاکٹر ی من کے جیسے بوشے طریقہ میں کے مطابق جب سب ان علامات کا مطالعہ کیا جائے گا جو جس طریقے سے بنائی ہیں تو وہ کسی مرض کی ایک مکمل تصویر پیش کرے گی۔ ٹیسٹوں یا جانچوں سے نہیں۔ یہ ٹیسٹ اور جانچ تو مریضوں کے جیب پر اثر نہ کرتے ہیں۔ ان کو سزا بکرنے کے لئے تیار کر دیا ہے اس سے کوئی مدد ملتی ہے۔ لیکن بیمار مریض ان تمام مراحل کو علاج تصور کرتا ہے۔ نئی نئی جانچ کے طریقے، نئی ٹیکسکی ایسی رات کی بنا پر ہوتے ہیں۔ اور یہ ایسا شے یا وہ علاج ہیں جو ہوتی ہیں اسی نے امریکہ ساری دنیا کی محبت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ وہ دیکھ کر فیکٹر جانچ جو حقیقت سے کو سوں دور ہوتے ہیں۔ اپنے ملک کی محبت کو تباہ کرنے کا ایک طریقہ بن جاتے ہیں۔ کاش ہم اپنے ملک کے عوام کو ان ٹیسٹوں کی حقیقت سے آگاہ کر پاتے ہمارے آواز تو اس ایسی ہی ہے جیسے نقاد خدا میں ملوثی کی آواز۔

ٹی، بی کا علاج کیا گیا تھا۔ لیکن ٹی کے علاج کے بعد اس کو دم کا ہار تھا۔ سو گیا  
وہاں تو اس میں دم کے ٹکے میں جکڑ گیا۔ اور یوں اس طرح جو سو گیا لیکن  
وہ نے ساتھ نہ چھوڑا۔

میں نے ہچن میں چھوٹی جھپک ہوئی تھی۔ اسی کے بعد سے چھینک اور ناک  
سے پانی جانے کی شکایت ہو گئی۔ جب کسی طرح یہ امری ٹھیک نہ ہوئی تو ڈاکٹر  
نے ٹی کی تشخیص کی اور ٹی بی کا کورس دیا گیا۔ اس کے بعد ناک سے پانی بہا  
کم ہو گیا لیکن دم شروع ہو گیا۔ دراصل یہ دم ہر علاج کا کار نامہ تھا۔ اس سے  
جتنے تو دم پر باقیمت تک جو نرسے کو روک نہ سکے۔ وہ جانتا تھا کہ نرسے کا روکنا زیادہ  
بڑی خرابی کا باعث بنتا ہے۔ لیکن آج کل کے اکثر میڈیسیٹوں کو نرسے تک کی  
سمجھ نہیں ہے۔ اس کا ٹریٹمنٹ ہو میو پیپی پر اثر تا ہے۔ کچھ ڈاکٹروں کو تو یہ سمجھتی  
ہے کہ اس سے ہی اثر ہے۔ یہ پڑھ کر نا تو درکنار اس کا نام تک سننا گوارا نہیں کرتے  
ہے تو ہمارے اس امر میں کو ہر میر کی صحت استھاء اس کی شکایت  
یعنی دم ہو جاتا تھا۔ اس کا وجہ یہ وہ جانتا تھا۔ ہر تو اس کو دم چاہو کہ تھا  
جس کے بعد میر کی صحت دیکھنے کے دور سے بڑے تھے۔ سخت قسم کا دم  
ہوتا تھا۔ اس کو بوس تھی نہ تھی۔ لیکن پانی پیتا بہت تھا۔ سردی و گرمی  
دونوں کو اس سے روک دیا تھا۔ سردی برداشت نہ گرمی برداشت نہ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کو سکون عطا تھا۔ وہ بہت زیادہ ہاتھ پائی تھا۔ کمزور  
اعصاب کا۔ لیکن جنس اوقات بہت زیادہ جوش میں آ جاتا تھا۔ اس طریقہ کو  
بہن دوڑ دی گئی وہ پالیسیٹلا۔ بعد میں دیس بولائیم۔ اس کے بعد کلر یا کارب

دو کرتا ہے۔ جسم کی رگ رگ درد کرتی ہے۔ ایچ سی بند ہونے کے بعد سفید  
پانی آتا ہے۔ مگر میں بہت درد ہوتا ہے۔ آدھ گھنٹہ بعد کام کرنے کے بعد کھڑی  
ہوں تو کمر سیدھی نہیں ہوتی۔ تھوڑا سا چلنے پر گھٹنوں میں درد ہوتا ہے۔  
میں نے اپنے شوہر سے کہا اٹھو اسے اس بات پر زور نہیں کیا۔ کہتے ہیں یہ سب  
بے کار باتیں ہیں۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔ میں نے اپنی جیسی سے کہا۔ اس نے دہلی  
کے ایک حکیم کا پتہ بتایا۔ لیکن ان کے علاج سے فائدہ نہ ہوا۔ اب میں اپنے شوہر  
کی اجازت کے بغیر آپ سے علاج کرانا چاہتی ہوں۔  
میرے شوہر پر سکھ کی ذمہ داریاں ہیں اس وجہ سے وہ بچے کی پیدائش  
کے لئے منع کرتے ہیں۔

یہاں آپ یہ بتائیں کہ میں کون ہے وہ یا اس کا شوہر۔ کاش میں اس  
کے شوہر کا علاج کر سکتا۔ کاش وہ اپنے شوہر کو ساٹھ لاقی۔ بہر کیف میں نے  
اس کے علاج کے لئے ہر دم کو ناراض بنانے کے لئے ایک دوا بتائی تھی۔  
وہ وہ اس دوا سے ٹھیک بھی ہو گئی اس کو اپنے شوہر کے ساتھ پھر اسی طرح کا  
طفا آئے لگا۔

درا آپ تو شاید کہہ دیا کیا تھی ؟

ایک ایک ۳۶ سالہ دوسرے کے معنی کا کہیں بیان کروں گا۔ قریب دو سال تک  
میں نے اس کا علاج کیا تھا۔ وہ ایک ہٹل میں ویٹر کا کام کرتا تھا۔ بچپن میں اس  
کے باپ کا انتقال ہو گیا تھا۔ اس کو ٹی بی کی شکایت تھی۔ بچپن میں اس کا بھی



پھر کہیں تھوہا میں آیا۔ اس کے بعد نیشرم سلف۔ اس طرح کل عرصہ دو سال۔  
اسے مزید واضح کر دوں۔ درد اکثر و بیشتر تھا۔ انہیں دوسرے مریضوں کے لئے  
سبھی ساری دواؤں کے بعد دیگر سے استفادہ کرنے لگ جائیں گے۔  
پلیسٹا اس وجہ سے دی گئی کہ سالانہ دوا دینے کی وجہ سے ضرورت ہوا  
دیر دلائی تم اس وجہ سے کہ نزلہ چیک کے بعد ضرورت ہوا۔ کلینک اس کی مزاجی  
دوا لگی۔ مچھن میں وہ کلینک کی طرف گئے اور شری کلینک سے اس کو  
ٹی بی کے شیکھنے سے نکالا۔

مگر جو اس وجہ سے کہ ٹی بی اس کو دہلے میں لی تھی۔ کلینک نے ٹی بی  
درست کی اور تھوہا نے اس میں کونا ہوا دینا۔ جس میں دسے کا شکر لگ آیا  
تھا۔ نیشرم سلف نے اس کے سر و ذرا شیر کو ختم کیا۔ کیونکہ اس کو پاؤں کھانے  
کے بعد دتر ہوتا تھا۔ اور پاؤں میں کچے کے بعد نری ہوتی ہے۔ چاروں بائی کو  
جذب کرنے کی خاصیت رکھتا ہے۔

دیکھا آپ نے سو میٹھی کتنی مشکل ہے مگر آسان بھی ہے۔ جو اس میں  
ڈوب گیا ہے اس کے لئے بہت آسان ہے۔ اور جو اس کو سمجھنے کی صلاحیت  
نہیں رکھتا اس کے لئے بہت مشکل ہے۔

اب ذرا اس فنکار کی دوا سوچئے۔ برا تو اس کو بہت ساری شکایتیں  
تھیں۔ یکے بعد دیگر سے وہ جاتی رہیں۔ وہ اپنے کام کاج میں مہر و لہجہ لگایا  
وہ ایک آرٹسٹ تھا فنکار تھا۔ اپنے آپ سے اس کا اعتماد ختم ہو گیا۔ دوا ذرا سی  
بات پر درد تھوہا کسی کام میں اس کا من نہ لگتا تھا۔ اس کی جو روزی تھی اس میں

بھی من نہ لگتا تھا خندہ آتی تھی۔ بھوک نہ لگتی تھی۔ قبض کی شکایت رہتی تھی۔  
اس کی سوچ میں غلط پڑ گیا تھا۔ ایک ناکارہ انتہائی جذباتی ہوتا ہے۔ اس ہی حالت  
کی وجہ سے بیمار پڑتا ہے۔ اس کو بیمار کرنے کے لئے چھوٹی چھوٹی باتیں بھی کافی ہوتی  
ہوتی ہیں۔ اس نے لکھا کہ پیسے کے مقابلے میں محمد انور اب تھوہا اعتماد بحال  
ہو رہا ہے۔ لیکن پرانی چیزوں کو جمع کرنے کا جنوں انتہا تک پہنچا ہوا ہے طبیعت  
اب بھی گھبراتی ہے۔ اور اب بھی ایک عجیب سا ڈر لگا رہتا ہے۔ پانخانہ بھی لگی  
نہیں ہوتا۔ برا و کرم ان امور پر توجہ فرمائیے۔ اور کوئی ایسی دوا دیکھئے کہ سری بیماری  
ذاتی تیر دوم ہو جائے کیونکہ ایک سال ہونے کو گئی اور میں ابھی تک پوری طرح  
اچھا نہ ہوا۔

میں انبار کو بیچ نہیں سکتا اس دوسرے کس میں جو انفارمیشن ہے کہ میں  
اور چل چلتے گی۔ اسی طرح ہر پرانی چیز سے مجھے بے انتہا ہوا۔ جو جاتا ہے۔ نتیجہ  
یہ ہے کہ میرا گھر کا رخنہ بن گیا ہے۔ برا و کرم اس مسئلے پر خاص توجہ دیکھئے۔  
آپ سوچ رہے ہوں گے کہ مریض کا یہ اظہار کہ وہ انفار کو بیچ نہیں سکتا۔  
ایک مضمک خیرات کوئی۔ لیکن ایک جو سوچتے کے لئے ایک تنبیہ بات تھی۔  
ایک ایسی چیز ڈاکٹر کے لئے یہ ضرور مضمک خیرات ہوگی۔ اسی حملے سے آپ  
رہائی کو صحیح طور پر سمجھ سکتے ہیں۔

مریض ہی تو وہ پہلا شخص ہے کہ جو اپنی بیماری کی حالت میں ہر شے کی کا  
مطلوبہ یا کیفیات اختیار کا مشاہدہ کرتا ہے۔ جب وہ یہ کہتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب  
میں کچھ باتیں بھولے لگا ہوں۔ مجھے تاریخ یاد نہیں رہتی۔ میں لوگوں کے نام

یاد نہیں رکھ پاتا۔ ذہن پہنچنے کی طرح کام نہیں کرتا۔ جی کسی کام میں نہیں لگتی۔ جب وہ کوئی بات کہنا چاہتا ہے تو جلد بول ادا نہیں کر پاتا۔ ذہن چڑھتا ہو گیا بات سچا بات بھول کر اٹھتا ہوں۔ بعد میں اندسوس کرتا ہوں۔ اس کے محبت اور نفرت کے جذبات میں تبدیلی آگئی ہے۔ اس کی خواہشات اب پہلے کی طرح نہیں رہیں گی اب آپ کہیں گے کہ یہ کوئی بات نہیں غور و غفلت کے ساتھ ایسا ہوتا ہے یا پریشانیوں کی حالت میں ایسا ہوتا ہے۔

بہنیک ہے پریشانی کی حالت میں یا عمر ایک سبب ہوتا ہے۔ لیکن یہ وہ موزوں جو مختلف حالتوں کا پتہ دیتے ہیں اور کیفیات سے متعلق ہوتے ہیں نہ کہ حیاتیاتی خرابیوں سے بلکہ بگاڑ کی حالت یا اس کی کیفیت سے ہوتے ہیں۔ ہم یہاں اس پر غور حکیم سے سونیدر متفق ہیں کہ جو بیماریوں کو ان کے اسباب کی روشنی میں غلطی کے خلاف اور علاج کے پتے اور ہم انہی میں دیکھتا تھا۔ ہر عضو دوسرے سے نا میل رکھے ہوئے ہے، اور یہی صحت کی حالت ہے۔ جہاں یہ ہم آہنگی بگڑی وہ شخص مریض بن گیا۔ لہذا اس کے اسباب ہی اصل بیماری کی علامتیں ہیں۔ لیکن ایک ایسا پتہ علاج کے لئے احساسات اس وقت تک کہ تنہا کوئی غلطیاتی تبدیلی رونما نہیں ہوتی بے صفی ہوتے ہیں۔ اس وقت دہرزدہ اپنے مریض کو کسی سائیکا ٹریسٹ کے پاس بھیج دیتا ہے کہ وہ اس کا دہرزدہ مریض سے پھر ملتا ہے کہ اس میں دہرزدہ کو اس کی دوا نہیں ملتی۔ انسا اس کے اسے اظہار کو وہ نصیب کی معراج اسٹی ورائوں کے ذریعہ ختم کر دینگا۔ اور پھر دوا میں سادوں بعد وہی مریض جب آپ کے پاس طبی معائینے کے لئے آئے گا تو آپ دیکھیں گے کہ اب اس کے

پھیپھڑے میں دوا بن گیا ہے یا جگر میں بھڑا۔ اب ایسا پتہ کا علاج اس ٹوٹ بھوٹ کے اعتبار سے بیماری کا نام دے گا۔ اب بات یہ پھیپھڑے کے باہر سے اپنے علاج کرانے کا جگہ کے، جسکے ہی مریض اس امر میں کے یہاں ہرے سے پیچھے آپ کے پاس آیا تھا۔ حالانکہ آج سے قبل جب وہ آیا تھا۔ تب وہ بیماری کی شروعات تھی۔ صرف کیلیاتی تبدیلی ہوئی تھی کوئی حلیاتی یا عضلاتی تبدیلی نہیں ہوئی تھی نہ خرابی ہوئی تھی کیا اس کی دوا اب مختف ہوگئی۔

یہ درکھنے حلیاتی تبدیلیوں دوا کی طرف ہرگز رہائی نہیں کرے ہم لوگ معالج ہونے کی حیثیت سے پہلے ان علامات کا مطالعہ کرنا سیکھیں، جن کا وجہ ان عوارض یعنی عضوی یا غلیاتی تخریب سے پہلے موجود تھا۔ بہتر سے اور قیمتی ٹیسٹ اس مریض کو بکھاری بنا دیتے ہیں اور متین ہر مریض معیشت کو تباہ کر دیتی ہیں۔ آج جدید علاج معالجہ اسی بنا پر اس قدر ٹھنکا ہو گیا ہے۔ یاد رکھئے کہ ایک بیمار کو اسی دوا کی ضرورت ہوتی ہے جو اُسے چین یا چل میں ملتی ہے پتے تھی۔ اعضائی ٹوٹ پھوٹ بیماری نہیں بلکہ اس سادہ تبدیل شدہ حالت کی ترقی یا فتنہ صورت ہے۔ جسے آپ نے اس کے اظہار کو اس کے دہم سے تعبیر کیا تھا۔

ڈکٹر ہانی میں اپنی کتاب گینٹ آف میڈیسن کے حاشیہ میں فرماتے ہیں۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ ان معالجین کے لئے ایسا کیونکر ممکن تھا کہ وہ علامات کی طرف توجہ کئے بغیر صرف مریض کے قریب بیٹھ کر بھی دیکھ اندرونی مریضاتی حالت کا جائزہ لے کر اس امر کا فیصلہ کر لیا کرتے تھے کہ انھیں

کس شے کا علاج کرنا ہے وغیرہ۔

آج کل کا فارغ التحصیل معالج بھی یہی کہتا ہے کہ مجھے تمہاری ان علامات سے کچھ مرد کا نہیں ورنہ میں سے کچھ بحث ہے کہ تم کو ٹیبلٹ کیوں نہیں آتی اس کے لئے تو میں سیلنگ پیڑ سے دوں گا۔ لیکن تمہارے جگر میں ورم ہے اور میں یہی تمہارے سارے مسائل کی وجہ ہے۔ وہ اتنا اور کرتا ہے کہ آپ کو کلر وڈیفر میں آپ کا سوجا ہوا عکس دکھا دیتا ہے۔ یا اس کی کیسٹ مرین کے حوالے کرتا ہے۔

آپ سمجھتے ہیں کہ یہ جدید علاج معالجہ کی ترقی ہے۔ لیکن میرے دو مستویہ ترقی کچھ نہیں۔ یہ محض ایک دھوکا ہے۔ عربوں سے پیسے ایٹھنے کا پھلکا ہوا۔ یہ جو ترقی ہے تکنیکی ترقی ہے۔ جو جدید علاج کے طریق کار میں شامل ہو چکی ہے۔ ان رنگین دھوکوں میں آئیے ایسے طریقوں سے کبھی بھی کوئی مریض ٹھیک نہیں ہو سکتا کسی مریض کی صفایا، لیا، منڈکے ہاتھ میں ہے اور اس سے ایک قارن کے ذریعہ اس کو پیسے ہی نقد کر دیا ہے۔ ڈاکٹر یا کسی کے زمانے میں جب کے نام پر اتنی دھوکا دھری نہیں تھی ورنہ مفلح لے اور نہ جانے کیا کیا دکھا ہوتا۔

بے چارہ آج کا پڑھا لکھا معالجہ مرین کے بڑے ہوئے جگر کو دیکھ کر یہ سمجھتا ہے کہ میری مصلحت اور بیماری کا سبب یہی ہے اور اس کو درست کر دینے سے وہ بیمار کو اچھا کر دیگا۔ کس قدر پر قریب ہے یہ گمان اس کی توجہ جس نگرانی پر ہے اس لئے کہ جب اکثر و بیشتر کے بعد بھی وہ نہیں جان سکتے ہیں کہ بیماری کی موت کس وجہ سے ہوئی تو پھر وہ اس کا پوسٹ مارٹم کرے یہ کبھی ہوتے ہیں۔

کاش یہ معالج اپنے دماغ اور اپنی قابلیت کا پوسٹ مارٹم کرتے وہ سمجھتے تھے کہ جو وہ چلتے ہیں وہی حقیقت ہے۔ بے چارے۔ کنوئیں کے مندرجہ ان کے ساتھ بہتر ہے کہ وہ اس گمراہ راستے کو تھوڑ کر اس طرف چلے آئیں اور ڈاکٹر باقی من کے ساتھ ہونے روشن راستے سے کامیابی اور کامیابی کی منزل تک پہنچیں۔

یاد رہے کہ کسی دوا میں یہ طاقت نہیں کہ وہ کسی مریض کو ٹھیک کر سکے۔ ہر دوا بھی دوا مریض کی قوت حیات کو سہارا دیتی ہے۔ اور بیمار قوت حیات اس کا سہارا پا کر اپنی خرابیوں کو دور کر لیتی ہے۔ چاہے وہ بڑھا ہوا چکر ہو یا ضعف گردہ ہو۔

چندے اب ہم ایسے بچے کا کیس بیان کرتے ہیں جس کی عمر ۸ سال تھی اور وہ کھانسی کا مریض تھا۔ بڑی ہی پریشان کن کھانسی، اس کی پیدائش کے کچھ مہینوں بعد سے ہوئی تھی۔ ان آٹھ برسوں کے دوران ہر طرح کا علاج ہوتا رہا لیکن اس کی کھانسی ٹھیک نہ ہوئی۔ کھانسا معصوم بچہ اس کھانسی کے ساتھ سمجھوتہ کر کے زندہ رہا کیونکہ کیا تھا۔ لیکن دیکھنے والوں کو اس کی کھانسی سے تکلیف ہوئی تھی۔ کھانسی دورے کی تسکین کے لئے آئی تھی

ہر روز اس کی کھانسی رات میں شدت اختیار کر لیتی تھی۔ کھانسی وقت گھٹے سے ایسی آواز آتی تھی گویا بھری ہوئی پانی کی بوتل کو خالی کی جانے والے غٹ غٹ کرتی آواز کے ساتھ وہ بے حال ہو جاتا تھا۔ اس کی سانسیں رک جاتی تھیں گھٹے کی نیلیں تن جاتی تھیں۔ بیڈ میں دھند ہونے لگتی تھی وہ بچہ بڑا ہی برداشت

کرنے والا ہے۔ شرمسلا سا خاموش۔ اس جان لیوا کھانسی کو اس نے اپنی زندگی کا ایک بڑھتہ سمجھ لیا تھا۔ یہ سچ صہرت ایک خوراک دور سے ٹھیک ہو گیا۔  
یہ یہ کیوں بتا دوں کہ جو کھانسی ۸ سال سے ٹھیک نہ ہوئی وہ کسی دوا کی محض ایک خوراک سے ٹھیک ہو جائے گی۔ میاں ہوسو پتیوں کو سیکھنے اور سمجھنے کے لئے ایک عمر جا بیٹھے۔ پہلے آپ یہ تو سیکھ لیجئے کہ بھری ہوئی پانی کی بوتل کو جب آگ کر کے خالی کیا جائے تو کس طرح کی آواز ہوتی ہے۔

ہوسو پتی تو میں ضرور سکھانا چاہتا ہوں۔ باقاعدہ کلاس میں لے کر سکھانا چاہتا ہوں۔ لیکن اس سیکھنے کے لئے پہلے آپ اپنے آپ کو تیار کر لیں۔ کھانسی کے لئے ایک سوسے بھی زیادہ دوا میں ہیں اور کھانسی کس قدر عام علامت ہے۔ لیکن اگر میں دو کا نام بتا دوں تو اکثر ہر کھانسی کے مریض کے لئے اس دوا کا استعمال کرتے بیٹھ جائیں گے۔

ہوسو پتی ایک فن ہے اور اس کو سیکھنے کے لئے آپ کو ایسی ہی شاگردی اختیار کرنا ہوگی جیسا کہ ایک موسیقی سکھانے والا استاد اپنا شاگرد چنتا ہے۔ ایک پطراتی سکھانے والا خلیفہ یا ایک موٹر مکینک، کوئی بھی فن محض کتابوں کے پڑھ لینے سے نہیں آ جاتا۔ دہی کس امتحان کے پاس کر لے سے آتا ہے۔

اب ہم ایک پانچ سالہ بچے کے کس پر غور کریں۔ اس کو ایک بار چانک بخار آ گیا۔ اور بخار کے ساتھ فٹ آگئی۔ بخار تو خیر ٹھیک ہو گیا، لیکن اس کو روکنے میں نمایاں تبدیلی واقع ہو گئی۔ اس بات کو صوب سے پہلے اس کی ماں نے محسوس کیا کہ اس کا کھٹ پگڑ پہنے جیسا نہیں ہے۔ کیونکہ اب وہ گالیاں بچتا تھا۔ سامان

سامان اٹھا کر پھینک دیتا ہے۔ بھاگتا دوڑتا قوبے بھاٹا، سامنے نالی ہے یا پتھر اس کی پر لڑ کر تا۔ اس وجہ سے اکثر گر پڑتا۔ دوڑتے بھاگتے کھیلنے ہوسے بچوں کو مار دیتا۔ بلا وجہ چھوٹے بچوں کو مارتا۔ غرض یہ کہ اس نے اپنی ماں کے لئے بڑے مسائل کھڑے کر دیئے تھے۔ ہر کوئی اس کی شکایت لے کر آتا۔ وہ بلا شیطان ہو گیا تھا۔ خود اپنے لئے پریشان کا باعث اور اپنی ماں کے لئے مصیبت۔

ہے اس کا علاج دماغ کے ڈاکٹروں نے کیا۔ دماغ کے ڈاکٹروں کے علاج اس کے دماغ میں عمل ہو گیا تھا۔ اور اس کے کئی طرح کے ٹسٹ کر لئے جھا رہے تھے۔ وہ یہ کہتے تھے کہ یہ بچہ ایپ نارمل ہے۔ اس لئے اس کو نارمل بچوں کے اسکول میں داخلہ دیا جائے۔

انھوں نے اس کی ماں کو طرح طرح سے ڈرا دیا تھا۔ وہ یہ سمجھنے لگی تھی کہ اس کا بچہ پاگل ہو گیا ہے۔ بے چارے یہ دماغ کے ڈاکٹر۔ ان کی یہ شخصیت۔ اکثر یہ سوچتا ہوں کہ پہلے ان کے دماغ کا علاج کروں۔

یہ بچہ حد سے زیادہ شرمیلی ہو چکا تھا۔ ہر کسی کی پھر خان کر رہا، ہر کسی کو مارتا ان کی شیطانی کرتا۔ اپنا سینہ یاد نہ کر پاتا۔ بات بات بھول جاتا۔ اس سے نرمی و محبت سے پیش آ جانا متب بھی نہ اٹھ اٹھادیتا۔ گویا کہ وہ کچھ سمجھتا ہی نہ تھا۔ بس ایک بات سمجھتا کہ شیطانی کیسے کرتا ہے۔ اس کی ماں باکل مایوس آداس ہو چکی تھی۔ اسی مایوس دماغ کے عالم میں وہ اپنے اس بچے کی حد سے زیادہ پشانی کر دیتی تھی۔ مگر سبب سبب۔

آپ کو ختم کر لیا ہے۔ بھاگ جاتا ہے۔ اس کو اس بھائی کا سامنا کرنا۔۔۔  
مڑ جانے سے کہیں مشکل نظر آتا ہے۔

اس بچے کو جو دوا دی گئی وہ تھی ایسا کارڈیم طاقت۔ مہینہ روزانہ ایک بار  
اس دوا سے اس بچے کے اُلٹے ذہن کو درست کر دیا اور اس کی فال کی راتوں کی  
نیند بحال کر دی۔

ہم نے بار بار اپنے ایڈیٹنگ دوستوں سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ انکو  
نے بھی اس ہڑیو پتھی کو آرایا مگر وہ فیل ہوئی جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہڑیو پتھی  
فیل نہیں ہوئی وہ فیل ہوئے۔ ہڑیو پتھی اتنی آسان نہیں ہے۔ مثال کے طور پر  
ابھی جس بچے کے کیس کا ذکر کیا ہر شیطان بچے کو یہی دوا دین چاہیے۔ جی نہیں  
ایسا نہیں ہے۔ اگر اس دوا کی روح سے آف واقف ہیں۔ تب یہ جان جائیں گے  
کہ ہم نے اس کے لئے اس کا انتخاب کیوں کیا۔

جناب عالی جس بات پر اس کی استانی نے اُسے بے تحاشہ مارا دراصل اس  
کیس کی وہی اہم اور عجیب علامت ہے۔ دوا غور کیجئے کہ کیا ایسا کوئی بچہ آپ  
کی نظروں سے گزر رہے کہ استانی کی موبورگی میں ایسی حرکت کر سکتا ہے۔ وہ  
پہلے ہی کتنا شیطان کیوں نہ ہو۔ وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ ہڑیو پتھی اتنی آسانی سے  
سمجھ میں نہیں آجائے گی۔ اس پورے کیس کو سمجھنے کے لئے اس دوا کا کسی اچھے  
میڈیکل میڈیکل سے مطالعہ کریں۔

اب آخر میں ایک کیس کا بیان اور کئے دیتا ہوں اور اس مسئلے کو ختم کرتا ہوں  
میری ناکامیوں اور ہڑیو پتھی کی کامیابیوں کی آخری قسط۔ اکثر لوگوں سے یہ کہتے ہوتے

وہ جو تھا وہی بنا ہوا تھا۔ وہ بہت باتوں تھا۔ بہت بہت اور۔ رات کو  
جب بستر میں سوتا تھا تو اس کے دونوں پیرد کھتے۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ  
سارا دن اس قدر شرارتیں کرتا تھا کہ خدا کی پناہ۔

ایک روز اسکول میں اس کی استانی کلاس لے رہی تھی، وہ بچوں کو پٹھسا  
رہی تھی۔ بلیک بورڈ میں اس نے کچھ لکھا تھا۔ ہمارے اس پیرد کو کیا سوچیں کہ  
ڈیسک کے نیچے سے ہڑا ہوا بلیک بورڈ کے پاس گیا اور لکھا ہوا سب کچھ ڈسٹر  
سے مٹا دیا۔

پھر کیا تھا، استانی آگ بگول ہو گئی اور محض بچے کو اس قدر مارا کہ خدا  
کی پناہ۔ ماں نے یہ غم بھی سہہ لیا۔ وہ کہہ لگتی۔ اس طرح کی شیطانی اس کا روز  
ترہ کا معمول تھا۔

جب میں نے اس بچے کو دیکھا اس کا کیس لیا اور سارے واقعات سے  
آگاہ ہوا تو سوچا کہ پہلے اس ماسٹر کی کا علاج کر دیں جس نے اس بچہ کو بے تحاشہ مارا  
تھا۔ مجھے اس شخص سے بچے سے کہیں زیادہ بیمار وہ ماسٹر ہی تھی۔

ایسی ملاوٹ و نامعقول استانیوں کی کمی نہیں ہے جو اپنے بچے کو محض بچوں کو  
محض اس بنا پر پیٹ دیتی ہیں کہ خود ان کے گھر ٹینیشن ان کی پڑھانے کی اہلیت  
سے زیادہ ہوتے ہیں۔ ان بیمار استانیوں کا علاج بھی ضروری ہے۔ ورنہ ہماری نئی  
نسل اتنا بیکھ پائے گی کہ قرض کس طرح لینا ہے۔ محنت و مشقت کے بعد بھی یہ قرض  
ادائیں کیا جاسکتا جو سروس پر لا دیا جا چکا ہے۔

آج ہر شخص بیمار ہے کوئی اپنا غصہ نہ بچے پر اتارتا ہے اور کوئی اپنے



دینا ہے کہ کیا ہر میوہ پتی میں سرجری ہوتی ہے؟ کیا ہر میوہ پتی سرجری کا بدلہ ہو سکتی ہے۔ سرجری ایک تکنیکی سائنس ہے۔ کسی ترکیب سے بیماری کا دورہ نہ لگنا دینا۔ ہر میوہ پتی سرجری کے خلاف نہیں لیکن بلا وجہ کی سرجری کی تائید بھی نہیں کرتی۔ بعض اوقات ہر سرجری نہیں کر سکتی وہ ہر میوہ پتی کر دکھاتی ہے۔ کون سا مریض کس طرح اور کیسے اچھا ہو جاتا ہے کہا نہیں جاسکتا۔

وہ ایک پوجہ اٹھانے والا مزدور تھا۔ قریب پچاس سال کی عمر تھی اس کے دل کا ایک والوڈھلا ہو گیا تھا جس کے لئے آپریشن ضروری تھا۔ اپنی ہارٹ سرجری۔ بہت پہنچ کر جری تھی۔ سرجری اچھا نہیں نہ بھی لیتا۔ تب کچھ ۳۵، ۳۶ ہزار کا خرچ تھا۔ اب ایک والوڈھلا ۱۰ لاکھ ہزار روپے میں آتا ہے۔ حالانکہ ہوتا تو وہ پلاسٹک کا ہے۔

بہر کیف اتنے زیادہ پیسے اکٹھا کرنا اس کے لئے ممکن ہی نہ تھا۔ کچھ کاغذ کرنے والے اداروں نے اس کے لئے پیسے جمع کئے اس کے باوجود اس کے لئے اتنی بڑی رقم جمع نہ ہو سکی۔ آخر وہ بالوس ہو گیا۔ کہاں وہ بوجھ اٹھایا کرتا تھا اور کہاں دو قدم چلنا مشکل تھا۔ اس کی سانسیں اکٹھرائتی تھیں۔ دل دھڑکنے لگتا تھا وہ کچھ کام بھی نہیں کر سکتا تھا۔ ایک شاعر نے جب اس کا احوال سنا تو اس پر ترس آگیا۔ جاتے کیسے اس کے ذہن میں ہمارا نام یاد آگیا اور اس نے اس کو ہمارے پاس بھیج دیا۔

دل کے بیماریاں عمر یا ان لوگوں کو ہوتی ہیں جو دوا و عیش دیتے ہیں یا رنگ رنگ میں مست رہتے ہیں یا ان کو ہوتی ہیں جو بیٹھے بیٹھے بھی کھانے پکھتے ہیں۔

ان کو دوسرا کوئی کام نہیں ہوتا۔ طریب آدمی کو ایسی صورت میں دل کے امراض ہو سکتے ہیں کہ جب اس کی وجہ گھٹیا بن جائے۔ اس محنت کش شخص کے کہیں میں جوڑوں میں درد کے ساتھ بخار کی کوئی ہم شری نہ تھی اور نہ ہی کوئی ظاہری سبب تھا۔ نہ کبھی اسے گرمی کی بیماری ہوتی تھی۔ وہ سیدھا سادہ مزدور تھا۔ بڑے سے بڑا بوجھ اٹھا لیتا تھا۔ لیکن اب اپنا بوجھ اٹھانے سے قاصر تھا۔ زیادہ دیر تک نہ کرے۔ یہ بھی اس کا دم پھوٹا تھا۔ ذرا سا کام کر لے۔ چلنے سے کچھ صفحہ کو آتا تھا۔ دم گھٹتا تھا۔ کھینچے کی تسلیں تن جاتی تھیں۔ ڈاکٹر دوائے صاف کھردیا تھا کہ اگر اس کا والوڈھلا نہ کیا گیا تو اس کی زندگی کا کوئی بھر دوسرے نہیں۔ کبھی بھی اس کا چرنا نہ گل ہو سکتا ہے۔

کسی بھی طرح کی دواؤں سے اس کو فائدہ نہ ہوتا تھا۔ دوا اس کا ملا لچا نہ تھی اب ہر میوہ پتی اس مریض کے لئے کیا کر سکتی تھی۔ کافی دیر تک میں اس کی زندگی سے متعلق اس کے روزمرہ سے متعلق اس کے کام سے متعلق سوالات کرتا رہا۔ وہ ایک مل میں کپڑے کا بیجم اٹھانے کا کام کرتا تھا۔ بڑے سے بڑا وزنی بیجم مٹلوں میں اٹھا کر پھینک دیتا تھا۔ لیکن اب وہ بیجم ہلا بھی نہیں سکتا تھا۔

کافی دیر باتوں کے دوران اس نے کام کی بات بتائی۔ ایک بار سوکھو وزنی ایکسپاتی کی تنگی کچھ لوگ مل کر اٹھا رہے تھے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر کے کھینچے اس نے بھی مدد کی تھی۔ کسی آدمی سے سبیل نہیں رہتی تھی۔ ہاتھوں سے پھسل گئی اور سارا کام سارا وزن اس پر آ پڑا۔ اس نے اپنی ساری طاقت صرف کر کے اس ٹانگی کو سنبھالا اور سنبھالتے ہوئے اس کے ساتھ کھڑا ہوا۔ اگر وہ اسے نہ سنبھالتا تو ٹانگی کے نیچے دب جاتا۔

بس میرے لئے اس سے سرخا مل گیا۔ میں نے کہا نہ کہ ایک ہو میو پیچہ جاسکا  
 کرتا ہے چور کو پکڑنے کے لئے۔ بیماری کب اور کیسے داخل ہو جائے۔ پتہ نہیں چلتا  
 پتہ اس وقت چلتا ہے۔ جب اس کے اثرات رونما ہوتے ہیں۔  
 حد سے زیادہ وزن اٹھاتے اور سنبھالتے ہوئے اس نے اپنے وجود کی  
 تمام تر طاقت صرف کر دی تھی۔ اور اس دوران خون کے از حد باڈی وجہ سے  
 دل کا ایک والول گیا تھا۔ اس وقت اس کو کچھ پتہ نہیں چلا۔ لیکن دھیرے دھیرے  
 اس بٹے ہوئے والول نے اس کو بیمار کر دیا۔  
 یہاں علامتیں کچھ نہیں ہیں لیکن سمجھنے کے لئے بہت کچھ ہے۔  
 Arteriosclerosis آرنیکا ایک ہزار طاقت کی ایک خوراک سے یہ شخص بالکل ہی  
 شفا یاب ہو گیا۔ کئی مہینوں تک وہ میرے پاس آتا رہا۔ لیکن اس کے بعد دوبارہ  
 اسے دوا کی ضرورت نہ پڑی۔ رفتہ رفتہ تندرست ہو گیا۔  
 آرنیکا کتنی اہم دوا ہے اس کا اندازہ آپ اس کیس سے ضرور لگا سکتے ہیں  
 لیکن اہم بات یہ ہے کہ آخر میں نے اُسے آرنیکا کیوں دی؟  
 تو جناب آپ آرنیکا کے بارے میں تفصیل سے پڑھئے۔ آپ کو اس  
 دوا کی خصوصیات کا اندازہ اس کے بعد ہی ہوگا!

یکم اگست ۲۰۱۸ کو میں نے اس کتاب کی اسکیننگ مکمل کی۔

anis\_riz@yahoo.com